اسنی المطالب فی نجاتِ ابیطالب

١٣١٢ھ

یہ کتاب دراصل زبان عربی مین جناب مفتی احمد بن زینی دحلان متولی مسجد الحرام مکہ معظمہ کی تالیفات سے ہی مفتی صاحب موصوف مذہب شافعی کے مفتی ہین انہون نے اس کتاب کو علامہ نبیل سید محمد بن رسول برزنجی کی تالیفات سے مرتب فرما کر مصر کے مطبع مین بزبانِ عرب طبع کرایا تھا بمبئی سے یہ رسالہ بذریعہ جناب عنایت علے صاحب محافظ کتب خانہ تاجرانِ کتب میرے پاس آیا چونکہ مفتی صاحب نے باوجود سنی المذہب ہونیکے منکرانِ نجات جناب ابیطالب علیہ السلام کا قلع وقمع فرمایا ہی بنابران بغرض اشاعتِ امرِ حق بندہ اذل الکونین سید علی حسین نے اسکا ترجمہ بزبان اردو کراکر شائع کیا امید جناب باری سے یہ ہے کہ ارحم الراحمین اپنے فضل و کرم سے اس رسالہ کو میری مغفرت کا ذریعہ قرار دیگا +

بمطبع یوسفی دہلی باہتمام سید علی حسین
مالک مطبع طبع شد

فہرست کتب موجودہ کتب خانہ مطبع یوسفی دہلی

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱	کارآمد ذاکرین فی عزا تمام حسینین	۵/	۱۴	قرآن مجید اردو	عہ/
۲	خلاصۃ الطاعات	۶/	۱۵	حیات القلوب فارسی ۲ جلد	۵
۳	فرائد بہیہ	۶/	۱۶	عین الحیات (فارسی)	عہ۸/
۴	گلدستۂ نور	۳/	۱۷	ایضاً کاغذ خاکی	عصہ/
۵	مثنوی فوائد آخرت	۴/	۱۸	رسالہ سبعہ	۳
۶	ارشاد النعیم لدفع اللئیم	۱/	۱۹	تحفہ جوادیہ (اردو)	عہ
۷	گلدستۂ جنان	عہ	۲۰	جنگ جمل	۲/
۸	غزوۃ الحیدریہ	۱/	۲۱	رسالۂ اعتقادیہ (عربی)	۴/
۹	عقد المتعاقدین	۱/	۲۲	تفسیر عفت (اردو نظم)	۶/
۱۰	تبصرۃ الاطفال	۱/	۲۳	رسالہ نخبہ (اردو)	۳/
۱۱	خمس سجاد	۰/	۲۴	منہج الوصول (اردو)	۳
۱۲	مثنوی مائدہ (فارسی)	۱۰/	۲۵	محاربہ حق (اردو)	۶
۱۳	نجوم السماء (فارسی)	عطہ/	۲۶	تحفۃ الاحباب (اردو)	۱۰

قال رجل مومن من آل فرعون یکتم ایمانہ
الحمد للہ کہ رسالہ شریفہ متضمن تکمیل ایمان والد ماجد غالب علی کل غالب
ترجمۂ اسنی المطالب فی نجات ابی طالب
مترجمہ جناب منشی ماسٹر سید مقبول احمد صاحب نائب دبیر الحسن مدرسہ اثنا عشریہ دہلی
بمطبع یوسفی دہلی طبع شد

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد عاصی وگناہ گار فقیر حقیر خادم طلبا مسجد حرام اُمیدوار بخشش ورحمت باری تعالیٰ **احمد بن زینی دحلان** بیان کرتا ہے کہ مینے اتفاق سے علامہ نبیل مولانا سید محمد بن رسول برزنجی کی تالیف جلیل کو دیکھا جنکی وفات سنہ ۱۱۰۳ھ مین ہوئی ہے اُس مین مولانا صاحب موصوف نے نجابت والدین جناب رسالتمآب کو ثابت کیا ہے و اُسکے ذیل مین آپکے عم بزرگوار حضرت ابی طالب کی نجات کو۔ اور ثبوت مین کتاب وسنت واقوال علما سے ایسی ایسی دلیلین دی ہین اور نصوص کے ایسے صحیح صحیح معنی لکھے ہین کہ ظاہر گو وہ خلاف معلوم ہوتی ہین مگر غور کرنے سے اُنہین سے نجات کا کامل یقین ہوجاتا ہے

علامہ برزنجی نے اس بارہ مین وہ رستہ اختیار کیا ہے کہ پہلے کسینے نہ کیا تھا انکو
منکرین نجات کی ہر ایک دلیل کو پڑھا ہے اور اُسی کو الٹ کر حجت نجات
ثابت کیا ہے اور جن جن شبہات سے عدم نجات کا استدلال ہو سکتا تھا
انکو پورا پورا زائل کیا ہے اور اپنے دعوے کی کافی دلیلین دی ہین۔ اس
بحث مین اکثر مقامات ایسے پیچیدہ اور باریک ہین کہ سوائے بڑے بڑے
عالمونکے اور کسی کی سمجھ ہی مین نہین آتے اور خاصکر طلبا کو تو اُسکا سمجھنا
ازبس دشوار ہے اور بعض باتین نفس مطلب سے زائد بھی ہین گو اُنکے بیان سے
ثبوت کو تقویت پہنچتی ہے اور بیان کی تنقیح ہوتی ہے لہذا مینے ارادہ کیا
کہ ان چند اوراق مین وہ مقاصد جنسے حضرت ابو طالب کی نجات ثابت
ہوتی ہے لکھدون کہ انکا دیکھنے والا ہر موقع پر غالب آئے مقامات باریک
کی عبارت کو حتی الامکان آسان کر دیا ہے اور زائد از بیان کو محذوف اور
جہان جہان مناسب مضمون باتین وقتاً فوقتاً سمجھ مین آئی ہین بڑھادی
ہین پس اُمید ہے کہ یہہ مجموعہ میرے مقصد کے لئے انشاء اللہ کافی ووافی ثابت
ہوگا اور دیکھنے والے کو نفع پہنچائیگا۔ اسکا نام **اسنی المطالب فی
نجات ابیطالب** رکھا ہے اور اللہ تعالی سے دست بدعا ہون

کہ بحق محمد علیہ و علی آلہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ والسلام میری اعانت فرمائے اور
مجھے توفیق خیر وراستی عطا کرے اور میرا انجام بخیر ہو **آغاز مقصد** علامہ
برزنجی نے اول دلائل و براہین سے اور اُن اقوال سے جو محققین کے نزدیک
نہایت مستند ہین حضرت ابوطالب کا مومن ہونا اور پھر نجات پانا ثابت کیا ہے
اثبات ایمان اولاً لفظ ایمان کے معنی پر موقوف کی ہے اور شرعی معنی اُس کے
یہہ ہین کہ خدا کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کو اور جو کچھ خدا کے پاس سے رسول
کی معرفت پہنچا اُسے برحق جانے - اور لفظ اسلام کے شرعی معنی یہ ہین کہ افعالِ
ظاہر شرع کا پابند ہو - اور اسپر حدیثِ جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
دلالت کرتی ہے کہ فرمایا آنجناب نے اَلْاِسْلَامُ عَلَانِیَۃٌ وَّالْاِیْمَانُ فِی الْقَلْبِ
یعنی اسلام ظاہر ہے اور ایمان باطن - کبھی یہ دونو مجتمع ہوجاتے ہین اور یہ ایسے
شخص مین جو زبان سے اقرار شہادتین کرتا ہو اور دل مین اُنکی تصدیق کرتا ہو
اور منافق کی حالت مین اسلام ایمان سے جدا ہوجاتا ہے کیونکہ وہ زبان سے
اقرار شہادتین کرتا ہے اور احکامِ ظاہر کا پابند ہے مگر دل مین اُنکی تصدیق نہین
کرتا بلکہ جھوٹ جانتا ہے - اور ایمان اسلام سے ایسے شخص کی حالت مین جدا
ہوجاتا ہے جو دل مین تصدیق کرتا ہو مگر زبان سے نہ اقرار شہادتین کرے

نہ افعالِ ظاہرِ شرع کا پابند ہویا تو از روئے بغض و عناد کے جیسا کہ بہت سے
علماء یہود جانتے تھے کہ ہمارے رسولخدا اچھے رسول ہین مگر نہ اقرارِ شہادتین
کرتے تھے نہ آپکا اتباع کرتے تھے نہ اُس کلام کو مانتے تھے جو جانب پروردگار سے
بذریعہ وحی حضرت پر اُترا تھا اور خود خدائےتعالی نے اُنکے بارہ مین ارشاد فرمایا ہے
یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ وہ اُسکو ایسا جانتے ہین جیسا اپنی اولاد کو
لسپر بھی وہ اقرارِ رسالت بسبب بغض کے نہ کرتے تھے گو دلوئمین جانتے تھے کہ
آپکا دعویِ رسالت بجا اور درست ہے پس ایسے لوگ دلمین ایمان رکھنیوالے اور
ظاہر مین تکذیب کرنیوالے تھے مگر چونکہ اُنکی تکذیب ظاہری از روئے بغض و
عناد تھی لہٰذا اُنکا ایمان باطنی اُنہین کوئی نفع نہین پہنچا سکتا۔ ہان اگر ظاہری
پابندی نہ کرنا یا اقرارِ شہادتین نہ کرنا بسبب کسی عذر کے ہو نہ از روئے عناد
کے تو وہ ایمان باطنی مومن کو عِنْدَ اللّٰہِ دَارُ الْاٰخِرَۃِ مین نفع پہنچائیگا مگر
چونکہ ظاہر مین وہ مومن کفار سے معاملہ رکھتا ہے پس حسبِ احکامِ دنیا اُسے
کافر کہہ سکتے ہین۔ رہا وہ عذر جو اطاعتِ ظاہری سے مانع ہے اُس کے کئی
سبب ہیتے مین از انجملہ خوف ظالم ہے کہ مومن ڈرتا ہو کہ اگر میرا اسلام و اتباع
معلوم ہوجائیگا تو مین قتل کیا جاؤنگا یا مجھے ایسی ایذا دیجائیگی جسکا متحمل

نہو سکوں یا میری اولاد اور عزیز و اقارب مین سے کیسکو آزار پہنچیگا پس ان سببوں سے
اُسے اسلام کا چھپانا جائز ہے بلکہ اگر ظالم جبراً اُس سے اقرار کفر کرائے تو اُسکے لیے
وہ بھی جائز ہے چنانچہ خود باری تعالیٰ نے اس امر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا
اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ
غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ **ترجمہ** سوائے اُسکے جسپر جبر کیا جائے
مگر اُسکا دل ایمان سے مطمئن ہو لیکن جنکے دل کفر پر کھلے ہوئے ہین اُن پر اللہ کا
غضب ہے اور اُنکے لیے بڑا عذاب ہے۔ اور حضرت ابوطالب کا اطاعت ظاہری
سے باز رہنا اسی قبیل سے تھا کہ وہ اپنے بھتیجے ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے خائف تھے حضرت کے حامی و ناصر تھے۔ اور ہر طرح کی
ایذا آپسے دفع کرتے تھے کہ آپ خدا کا پیغام پہنچا ہین۔ کفار قریش کا یہ حال
تھا کہ حضرت ابوطالب کی رعایت و حمایت کے باعث جناب رسولخدا کو
ایذا نہ دے سکتے تھے کیونکہ بعد حضرت عبدالمطلب کے وہ سردار قریش تھے اور
اُنکا حکم قریش پر جاری تھا اور اُنکی حمایت کو وہ یہہ سمجھکے مانتے تھے کہ ابوطالب
ہمارے دین و ملت پر ہین اگر یہہ خبر ہو جاتی کہ وہ اسلام لے آئے ہین اور تابعین
رسول سے ہین تو اُنکی حمایت و نصرت ماننی تو درکنار اُلٹا اُنسے لڑتے اور

جناب رسولخدا سے کہین زیادہ اُنہین ایذا دیتے۔ سمین ذرا شک نہین کہ یہ عذر
حضرت ابیطالب کے لئی قوی تھا کہ جناب رسولخدا کی اطاعت ظاہری سے باز رہین
کیونکہ اِس طرح وہ اُنہین جتاتے تھے کہ مین تمہارے دین و ملت پر ہون اور
حمایتِ رسول بسبب قرابت کرتا ہون - اور کفار کو بھی یہی گمان تھا کہ
انکی حمایت حمیتِ مشہورۂ عرب کے باعث ہے نہ اطاعتِ دین کے سبب
چنانچہ آگے مفصل معلوم ہوگا۔ اُنکا دل جناب رسولخدا کی تصدیق سے پُر تھا
کیونکہ وہ معجزات ظاہرہ دیکھتے تھے اور یہہ اُن اقوال سے معلوم ہوگا جو
اسپر دلالت کرتے ہین اور ایسے بھی اقوال آئین گے جنسے کفار کو گمان ہوتا
تھا کہ یہ ہمارے دین پر ہین اور نبی کے پیرو نہین ہین اور اُنسے مطلب بھی اُنکا
یہی تھا کہ پیروی رسولخدا کا شبہہ اور اِس امر کی تہمت اُنکی ذات پر عائد
نہو سکے تا کہ اُنکی حمایت و نصرت جاری رہے - اسکے بعد علامۂ برزنجی نے
اختلافِ علماء کو اس بارہ مین بیان کیا ہے کہ آیا اقرارِ شہادتین جزوِ ایمان ہے
یا محض اجرائے احکام دنیا کے لئے شرط ہے پھر اُنہون نے اِسے دو
طرح پر ترتیب دیا ہے کہ بعض کے نزدیک وہ جزوِ ایمان ہے اور اُس کا
تارک باوجود قدرت رکھنے کے کافر ہے اور ابدالاباد جہنم مین جلیگا اور

بعض کے نزدیک محض اجرار احکام دنیا کے لئے شرط ہے اور اس حالت مین تارک ہمیشہ جہنم مین نہین رہنے کا - یہان سے مختلف اقوال بیان کئے ہین **سفاقسی** نے شرح تمہید مین امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایمان فقط تصدیق کا نام ہے اور یہہ روایت نہایت صحیح ہے **علامہ عینی** نے شرح بخاری مین بیان کیا ہے کہ اقرار زبانی اجرار احکام کے لئے شرط ہے حتی کہ اگر کوئی شخص رسول کی اور جو کچھ خدا کی طرف سے اترا اسکی تصدیق کرتا ہو تو وہ خدا کے نزدیک مومن ہے گو زبان سے اقرار نہ کرے - اور **حافظ الدین النفی** کا قول ہے کہ مذکورہ بالا امام **ابوحنیفہ** رض کی روایت ہے اور دو معتبر روایتون مین یہی مذہب امام **ابوالحسن اشعری** کا ہے اور یہی ابوالمنصور ماتریدی کا قول ہے اور امام عضد الدین کا مواقف الایمان یہہ قول ہے کہ ہمارے نزدیک ایمان یہ ہے کہ جس امر مین یہہ شخص علم رکھتا ہو کہ رسول کا آنا ضرور تھا اسی مین رسول کی تصدیق کرے - اور مواقف الایمان کے شارح **سید الشریف** کا قول ہے کہ ہم امام **ابوالحسن اشعری** کے پیرو ہین اور **غزالی** رح نے احیاء علوم الدین مین اسی مذہب کو تسلیم کیا ہے بلکہ کچھ طول دیکر بیان

کیاہے اور یہی قول ہے امام الحرمین کا اور بڑے بڑے علما کا اور قاضی باقلانی کا اور اُستاد ابو اسحاق اسفراینی کا اور تفتازانی نے اسے جمہور محققین کی طرف منسوب کیاہے اور اکثر احادیث سے استدلال کیاہے ازانجملہ یہ ہے کہ فرمایا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص دل سے یہ جانتا ہو کہ اللہ اُسکا پروردگار ہے اور مین اُسکا سچا نبی ہون تو اُسکا گوشت پوست آتش دوزخ پر حرام ہے اس حدیث کو طبرانی نے کبیر مین عمران بن حصین سے روایت کیاہے۔ اور بخاری و مسلم نے عثمانؓ بن عفان سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ جو شخص مرگیا اور یہہ جانتا تھا کہ سوائے خدا کے کوئی اُسکا معبود نہین ہے وہ داخل جنّت ہوگا۔ اور طبرانی نے سلمہ بن نعیم الاشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مُلاقات کریگا اپنے پروردگار سے اس حال مین کہ کبھی شرک نہ کیا ہو وہ داخل جنت ہوگا سلمہ کہتے ہین کہ مینے عرض کی یا رسول اللہ اگر اُس نے زنا اور چوری کی ہو آپنے فرمایا کہ گو اُس نے زنا اور چوری بھی کی ہو علّامہ برزنجی لکھتے ہین کہ احادیث شفاعت مین اس قبیل کی بہت سی

چیزین ہین یہانتک کہ بیان کیا گیاہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جس شخص کے دل مین چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے رائی کے
دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ آتش دوزخ سے نکالا جائیگا اور آپ نے
لفظ ادنی کو سہ کرر فرمایا اور علامہ برزنجی نے ایک فصل کامل مین
ایسی ہی حدیثین بیان کی ہین جنسے یہہ ثابت ہوتاہے کہ جس شخص کے دل
مین چھوٹے سے چھوٹے رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا
وہ ہمیشہ آتشِ جہنم مین نہین رہیگا۔ اور تفتازانی نے شرح المقاصد
مین اور کمال ابن الہمام نے المسایرہ مین اور ابن حجر نے شرح
الاربعین مین نقل کیا ہے کہ تصدیقِ دلی شرطِ نجات ہے آخرت مین
بشرطیکہ مطالبہ اقرار شہادتین نکیا گیا ہو اور اگر اُس سے مطالبہ کیا
گیا اور وہ از روئے بغض و عناد یا از روئے کراہت و انکار اسلام اقرار
لسانی سے باز رہا تو نجات نہین پا سکتا۔ اس قید سے ہم یہ سمجھ سکتے ہین
کہ اگر بعد مطالبہ کے اقرارِ لسانی بسبب کسی عذر صحیح کے نہ کرے اور عناد و
انکار نہو اور اقرار نہ کرنیوالے کا دل ایمان سے مطمئن ہو تو وہ شخص خدا
کے نزدیک کافر نہین ہے گو کلمات کفر بھی زبان سے نکالے اور اُسکی یہ

حالت اسکے لئے مضر نہین ہے کہ فرمایا رب العزت نے اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ
مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ پس یہہ سب نصوص اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ ایمان فقط
تصدیق کا نام ہے - اب اسکے مقابلہ مین وہ اقوال ہین کہ نری تصدیق کافی
نہین ہے بلکہ تصدیق کے ساتھ اقرار زبانی بھی شرط ہے اور جو شخص با وجود
قدرت رکھنے کے اقرار لسانی نہ کرے تو وہ ہمیشہ آتش جہنم مین جلیگا اور یہہ اکثر کا
قول ہے اور **نووی** نے شرح مسلم مین نقل کیا ہے کہ اہلسنت کے محدثین
و متکلمین و فقہا کا اسپر اتفاق ہے اور بہتیرون نے اُسکے لفظ اتفاق لکھنے پر
اعتراض بھی کیا ہے **ابن حجر** شرح الاربعین مین بیان کرتا ہے کہ ائمۂ اربعہ
مین سے ہر ایک کا قول ہے کہ تارک اقرار شہادتین مومن عاصی ہے اور یہی
قول ہے بہت سے علما کا اور بعض محققین حنفیہ کا جیسا کہ محقق کمال ابن الہمام
وغیرہ نے بیان کیا کہ اقرار زبانی فقط اجرا احکام دنیوی کے لئے شرط ہے
پس کافی ہے یہ قول یہان سے **علامہ برزنجی** نے اختلاف علماء
اس بارہ مین بیان کیا ہے کہ آیا اقرار شہادتین الفاظ مقررہ ہی مین ہونا
شرط ہے یا ایسے غیر مقررہ الفاظ مین بھی کافی ہو سکتا ہے جو ایمان پر دلالت
کرتے ہون اور اسمین علما کے دو قول بیان کئے ہین بعض تو یہہ کہتے

ہین کہ الفاظِ مقررہ مین اقرار شرط ہے اور سوائے اُسکے اور مین کافی نہین ہی
مگر غالب قول دوسرا ہے کہ الفاظِ معروف کی خصوصیت شرط نہین ہے
اور ایمان الفاظِ غیر معروف سے بھی صحیح ہو سکتا ہے **عبارت علّامہ**
برزنجی کی اسطرح ہے پھر جاننا چاہئے کہ مراد اقرارِ شہادتین
سے اقرار الفاظ مخصوص مین نہین ہے برخلاف غزالی کے جیسا **نووی نے**
روضہ مین لکھا ہے اور اُسے سب کی طرف منسوب کیا ہے اور **حلیمی نے**
اپنی منہاج مین نقل کیا ہے کہ ہمین کوئی فرق نہین ہے کہ ایمان بغیر الفاظ
مخصوصہ کے منعقد ہو سکتا ہے اور وہ الفاظ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہین
یہانتک کہ اگر کوئی کہدے لَا اِلٰہَ غَیْرُ اللّٰہِ یا لَا اِلٰہَ مَاعَدَا اللّٰہُ یا لَا اِلٰہَ فَاسِوَی
اللّٰہِ یا مَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا الرَّحْمٰنُ یا لَا رَحْمٰنَ اِلَّا اللّٰہُ یا لَا رَحْمٰنَ
اِلَّا الْبَارِیُ پس یہ سب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے برابر ہی ہین اور اسی طرح اگر کہے
مُحَمَّدٌ نَّبِیُّ اللّٰہِ یا مَبْعُوْثُہٗ یا اَحْمَدُ یا اَلْمَاحِیْ یا اور اسی طرح کے الفاظ یا ادا
کردے اس کو لغات عجمی مین تو اسلام اُسکا صحیح ہے اور حکم مسلم کا اُسکے
لئے ہو سکتا ہے **اب علّامہ برزنجی لکھتے ہین** کہ جب تم
یہانتک معلوم کر چکے تو اب ہم متواتر اخبار سے بیان کرتے ہین کہ حضرت

ابوطالب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے تھے آپکی مدد و اعانت وحفاظت کرتے تھے کہ آپ احکام دین پہنچائین اور آپکے قول کی تصدیق کرتے تھے اور اپنی اولاد مثلاً حضرت علیؓ وحضرت جعفرؓ کو آپ کے اتباع کی اور نصرت کی تاکید کرتے تھے اور اشعار مین آپکی تعریف بیان کرتے تھے جنسے تصدیق ثابت ہوتی ہے اور یہانتک فرماتے تھے کہ انکا دین حق ہے چنانچہ یہہ شعر مشہور ہے ؎ وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ دِیْنَ مُحَمَّدٍ مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّۃِ دِیْنًا **ترجمہ** تحقیق مین جانتا ہون کہ محمدؐ کا دین دنیا کے اور سب دینون سے بہتر ہے۔ اور ایک اور شعر آپکے قول مین سے یہہ ہے ؎ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا رَسُوْلًا کَمُوْسٰی خُطَّ فِی اَوَّلِ الْکُتُبِ **ترجمہ** کیا تم نہین جانتے کہ ہمنے پایا ہے محمدؐ کو موسیٰ جیسا رسول اور یہہ بات کتاب ہائے خدا سے ثابت ہے۔ اور آپنے قریش کو بھی اتباعِ رسول کی وصیت کی اور فرمایا کہ واللہ مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا محمدؐ غالب آگیا اور عرب و عجم اُسکے آگے ذلیل ہوگئے پس ایسا نہو کہ کل عرب والے تم سے سبقت لیجائین اور اس طرح تم سے سعید تر ہوجائین اور یہہ وصیت آپنے بار بار کی ہے کبھی تو بنی ہاشم کو اور کبھی

کل قریش کو - اور اپنی وفات کے قریب قریش کو ایک بڑی لمبی چوڑی
وصیت کی جسکے الفاظ یہ تھے کہ اے گروہِ قریش خدا نے اپنی مخلوق مین
سے تمکو برگزیدہ کیا ہے تم عرب کے دل ہو سردار ہمیشہ تم مین سے ہوتا ہے
دلاور و فراخ سینہ بھی تم ہی مین سے ہوتا ہے اور یہہ بھی تم جانتے ہو
کہ عرب کی کل خوبیان تم مین جمع ہین اور سب بزرگیان تم نے حاصل
کر لی ہین اسی سبب سے تم لوگون پر فضیلت رکھتے ہو اور وہ تمہارا وسیلہ
ڈھونڈھتے ہین اور تمہاری پناہ لیتے ہین اور تمہارے لئے لڑنے مرنے کو
مستعد ہوتے ہین اور میری یہہ وصیت ہے کہ اس مکان کی یعنی کعبہ کی
تعظیم کرنا کہ خدا اس مین خوش ہوتا ہے اور معاش کا سہارا اسی پر ہے
اور اسی کے ثبات سے تمکو قیام ہے اور اپنے اقربا سے نیکی کرنا کیونکہ اقربا
سے نیکی کرنے مین عمر کی زیادتی اور اولاد کی کثرت ہوتی ہے اور بغاوت
وعقوق سے باز آنا کیونکہ انہین دو باتون کے سبب بہت سے تم سے
پہلے برباد ہو چکے ہین اور اللہ کی طرف سے جو دعوت و منادی کرے
اُسکی بات قبول کرنا اور سائل کا سوال رد نہ کرنا کیونکہ ان دونو باتون
مین شرفِ حیات و ممات ہے اور صدقِ مقال و ادائے امانت کو

لازم جاننا کہ اسّے خاص لوگون سے محبت پیدا ہوتی ہے اور عوام مین
عزت بڑھتی ہے اور مین محمدؐ کے بارے مین تمکو نیکی کرنیکی وصیت کرتا ہون
کہ وہ امین قریش ہے اور عرب مین سبسے زیادہ سچا ہے اور جو کچھ مینے تمہین
وصیت کی ہے وہ ان سب خوبیون کا جامع ہے اور ایسی چیز لیکر آیا ہے جسی
دل تو قبول کرتا ہے مگر زبان بخوف اعدا اُسکا انکار کرتی ہے اور خدا کی قسم
ہے مجھے یہہ دکھائی دیتا ہے کہ فقراءِ عرب اور اطراف وجوانب کے باشندے
اور کمزور لوگون نے اُسکی دعوت قبول کرلی ہے اور اُسکے قول کو سچ جان لیا
ہے اور اُسکے امر کو عظیم سمجھ لیا ہے اور وہ اُنکو ہمراہ لیکر موت کے بھنور مین
کود پڑا ہے پس وہ لوگ قریش کے سردار ہوگئے اور قریش کے سردار ذلیل و
خوار ہوگئے اُنکے گھر برباد ہوگئے اور جو کمزور تھے وہ مالک بن بیٹھے۔ اور
جو اپنے تئین اُس سے بڑا سمجھتے تھے وہ اُسکے محتاج ہوگئے اور جو اُس سے
بہت بعید تھے وہ زیادہ فائدہ اُٹھانیوالے بن گئے۔ اہلِ عرب نے اُسکی
دوستی خالص دل سے قبول کرلی اور اپنے تئین اُسکے حوالے کردیا۔ اے
گروہ قریش تم اُسکے ساتھی بنجاؤ اور اُسکے گروہ کے حامی ہوجاؤ۔ اور ایک
روایت مین یون آیا ہے۔ کہ تمہین اور تمہارے بھائیون کو لازم ہے کہ

اُسکے ساتھی نبجاؤ اور اُسکے گروہ کے حامی ہوجاؤ خدا کی قسم جو اُسکے رستہ پر
چلیگا رشید ہوگا اور جو اُسکا ہدیہ قبول کریگا سعید ہوجائیگا اور اگر میری
زندگی باقی رہی ہوتی تو مین اُسکی تکالیف کو اور مصائب کو رفع و دفع
کرتا پس جو صاحب اس وصیت کو پڑھین غور سے دیکھین کہ جو کچھ حضرت
ابوطالب نے فراستِ صادقہ سے فرمایا تھا جو دلالت کرتی ہے تصدیق نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ سب کا سب کیا جون کا تون واقع ہوا اور ایک
دفعہ اُنسے یہہ فرمایا کہ جبتک تم محمدؐ کا کہنا سنوگے اور اُسکے حکم کی متابعت
کروگے نیک بنے رہوگے پس اُسکی اطاعت سے نیکی حاصل کرو اور حضرت
ابوطالب نے قبل بعثت کے بھی حضرت کی نبوت کی خبر دی تھی اور یہہ بات
اُس خطبہ مین فرمائی تھی جو اُنہون نے حضرت خدیجہ و جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کیوقت پڑھا تھا اور وہ خطبہ یہہ تھا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ ذُرِّیَّۃِ اِبْرَاهِیْمَ وَزَرْعِ اِسْمٰعِیْلَ وَضِئْضِئِ مَعَدٍّ وَّ
عُنْصُرِ مُضَرٍ وَّجَعَلَنَا حَضَنَۃَ بَیْتِهٖ وَسُوَّاسَ حَرَمِهٖ وَجَعَلَ لَنَا بَیْتًا مَحْجُوْجًا وَّحَرَمًا
اٰمِنًا وَّجَعَلَنَا الْحُکَّامَ عَلَی النَّاسِ ثُمَّ اِنَّ ابْنَ اَخِیْ هٰذَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ لَا یُوْزَنُ
بِرَجُلٍ اِلَّا رَجَحَ شَرَفًا وَّنُبْلًا وَّفَضْلًا وَّعَقْلًا وَّهُوَ وَاللّٰهِ بَعْدَ هٰذَا لَهٗ نَبَاٌ عَظِیْمٌ وَّخَطَرٌ جَسِیْمٌ

ترجمہ سب تعریف اُس خدائے لایزال کی ہے جس نے ہمین آل ابراہیمؑ واولاد اسمٰعیلؑ ونسل **معد بن عدنان** وصلب **مضر** سے پیدا کیا اور ہمین اپنے گھر کا چوکیدار اور اپنی متبرک جگہہ کا محافظ مقرر کیا اور ہمارے لئے ایسا مقام بنایا جسکا لوگ حج کرتے ہین اور جس سے ہم امن پاتے ہین اور ہمکو لوگون پر حاکم بنایا **امابعد** یہ میرا بھتیجا محمدؐ ابن عبداللہ ہے جسکا موازنہ اگر کسی شخص سے کیا جائے تو یہ ازروئے شرافت ودانائی و فضیلت وعقل گرامی تر نکلیگا اور یہہ وہ شخص ہے کہ خدا کی قسم اسکے لئے اسکے بعد کوئی خبر بزرگ اور نصیب عظیم ہے - یہ خطبہ حضرتؐ کی بعثت سے پندرہ برس پہلے کا ہے پس خیال کرلو کہ حضرت ابوطالبؑ نے آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے ہی فراست سے سارا مضمون کیونکر دریافت کرلیا تھا اور جس طرح انہوں نے فرمایا تھا ہُوا بھی اُسی طرح پس یہ توی تر دلیل اس امر کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کی بعثت ہوئی تو وہ ایمان لائے اور آپکی تصدیق کی + اور بخاری نے اپنی تاریخ مین عقیل ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قریش نے حضرت ابوطالبؑ سے کہا کہ تیرے اس بھتیجے نے توہمین بڑا ستایا پس آپنے آنحضرت سے عرض کی کہ یہ تمہارے چچیرے بھائی گمان کرتے ہین کہ تم

انہین ستاتے ہو آپنے فرمایا کہ اگر تم سورج میری داہنی بغل مین دیدو اور چاند
بائین مین اس شرط پر کہ مین اس امر کو چھوڑ دون تو مین اس کو نہ چھوڑونگا جبتک
کہ اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر نہ کرے یا کہ مین خود سمین کام نہ آؤن پھر آنحضرت
رونے لگے تو حضرت ابو طالبنے کہا کہ اے میرے بھتیجے جو بات کہ تو پسند کرتا
ہے کہے جا خدا کی قسم ہے کہ مین کبھی تجھے انکے حوالے نہ کرونگا اور قریش سے
فرما دیا کہ خدا گواہ ہے میرے بھتیجے نے کبھی جھوٹ نہین بولا۔ پس غور کا مقام
ہے کہ حضرت کے دشمنون یعنی قریش کے سامنے قسم کھائی کہ جھوٹ نہین بولا
اور اس قول کو دھیان کرو کہ گمان کرتے ہین کہ تم انہین ستاتے ہو تاکہ
بات کا اطلاق یون نہو جائے کہ تم انہین ستاتے ہی ہو بلکہ اُسے باعتبار انکے
گمان کے بیان کیا اور اُنکا گمان یہہ تھا ہی کہ یہ محمدؐ کی اپنی طرف سے ہے خدا کی
طرف سے نہین ہے پس یہہ بھی کہدیا کہ اگر موافق انکے زعم کے تم انہین
ستاتے ہو تو اس ستانے سے باز آؤ۔ مگر جب آنحضرت نے فرمایا کہ اسکے خدا
کی طرف سے ہونیکا ایسا ہی یقین کرو جیسا رویتِ شمس کا یقین کرتے ہو
تو آپکی تصدیق کی اور آپسے نفی کذب کی اور فرما دیا کہ خدا گواہ ہے میرے
بھتیجے نے کبھی جھوٹ نہین بولا۔ اور حضرت ابو طالبنے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ

علیہ وسلم سے احادیث اور ایسے کلمات روایت کئے ہین جنسے ثابت ہوتا ہی
کہ وہ مومن تھے اور انکا دل توحید باری تعالیٰ سے مملو تھا از آنجملہ وہ حدیث
ہے جو خطیب بغدادی نے بسند امام جعفر صادقؑ روایت کی ہے اور اُنہون نے
اپنے والد امام محمد باقرؓ سے روایت کی ہے اور اُنہون نے اپنے والد امام
زین العابدینؓ سے روایت کی ہے اور انہون نے اپنے والد امام حسینؓ سے
روایت کی ہے اور انہون نے اپنے والد حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہے کہ انہون نے بیان کیا کہ مینے حضرت ابوطالب سے یہ ذکر سنا
کہ فرمایا مجھ سے میرے بھتیجے محمدؐ نے اور خدا کی قسم وہ بہت ہی بڑا سچا ہے
مینے پوچھا تھا کہ اے محمدؐ تیری بعثت کیون ہوئی فرمایا اسلئے کہ اقربا سے
نیکی کرو۔ نماز پڑھو۔ اور زکوٰۃ دو۔ اور مراد یہان نماز سے یا تو دو رکعتین
قبل طلوع آفتاب کی اور دو رکعتین قبل غروب کی ہین جو ابتدا اسلام مین
واجب تھین یا نماز تہجد مراد ہے کہ آنحضرت بعثت سے پیشتر بھی یہ پڑھا
کرتے تھے ہان اس نماز سے پانچ وقت کی نماز سمجھ لینا ٹھیک نہین ہے کیونکہ وہ
شب معراج مین واجب ہوئی ہین اور معراج حضرت ابوطالب کی وفات
سے کوئی ڈیڑھ برس بعد ہوئی ہے اور حضرت ابوطالب کی وفات ۱۵ شوال

سنلہ بعثت مین ہوئی جبکہ آنکی عمر تقریبًا اسّی برس کی تھی ؛ اور مراد زکوٰۃ سے مطلق صدقہ اور مہمان نوازی اور ہر امر کا برداشت کرلینا اور اور صدقاتِ مالیہ ہے اور حضرت ابوطالب ان کے معدن و مخزن تھے البتہ مراد زکوٰۃ شرعیہ معروفہ و موجودہ سے یا زکوٰۃِ فطر سے نہین ہے کیونکہ یہ بعد ہجرت کے مدینہ منورہ مین واجب ہوئین اور ہجرت حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد ہوی ؛ اور **خطیب** نے بسند ابو رافع غلامِ ام ہانی بنتِ ابیطالب روایت کی ہے کہ مینے حضرت ابوطالب سے سُنا کہ میرے بھتیجے محمدؐ نے مجھ سے ذکر کیا کہ اللہ جلشانہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اقارب سے بنیکی پیش آؤ اور سوائے میری ذات کے دوسرے کی پرستش نہ کرو اور حضرت ابوطالب نے یہ بھی فرمایا کہ محمدؐ میرے نزدیک نہایت سچّا اور بڑا امین ہے دوسری روایت مین یون آیا ہے کہ مینے اپنے بھتیجے کو یہہ کہتے سُنا اُشْکُرْ تُرْزَقْ وَلَا تَکْفُرْ تُعَذَّبْ یعنی شکر کرو رزق ملیگا اور کفر نہ کرو کہ عذاب ہوگا ؛ ابن سعد و خطیب و ابن عساکر نے عمرو بن سعید سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوطالب نے بیان کیا کہ مین **ذو المجاز** مین تھا اور میرا بھتیجا میرے ساتھ تھا کہ مجھے پیاس لگی مینے اُس سے شکایت کی اور

یہ دیکھ رہا تھا کہ اسکے پاس کچھ نہین ہے پس وہ ایک طرف کو ٹانگین کر کے
اونٹ پر سے کود پڑا اور اپنی ایڑی سے زمین کو اشارہ کیا ناگہان پانی
نمودار ہوا فرمایا لو چچا پی لو مینے پیا۔ یہان **علامہ برزنجی** کہتے ہین
کہ اگر حضرت ابو طالب موحد ہوتے تو اللہ تعالیٰ وہ پانی اُنھین نہ دیتا
جو اُس نے اپنے نبی کے لئے جاری کیا تھا اور جو آبِ کوثر و آبِ زمزم سے
بھی زیادہ متبرک تھا۔ نیز یہ کہ جو شخص ایسے بدیہی معجزات دیکھے کبھی ایسا
ہو سکتا ہے کہ وہ تصدیق نہ کرے حالانکہ قرائن تصدیق پر دلالت کرنیوالے
اس کثرت سے موجود ہین ٭ ابن عدی نے انس بن مالکؓ سے روایت
کی ہے کہ حضرت ابو طالب بیمار ہوئے اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم
انکی عیادت کو تشریف لیگئے تو آپنے فرمایا کہ اے بھتیجے اللہ سے دعا کر
کہ مجھے شفا دے آپنے فرمایا اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَمِّیْ بارِ خدایا میرے چچا کو شفا دے
معاً حضرت ابو طالب اس طرح کھڑے ہو گئے جیسے کوئی بند سے چھوٹ
جاتا ہے ٭ ابو نعیم نے ابو بکر ابن عبد للہ ابن الجہم سے روایت کی ہے
اور ابو بکر نے اپنے باپ سے اور اُسکے باپنے اپنے باپ سے کہ مینے حضرت ابو طالب کو
یہ بیان کرتے سُنا کہ مجھ سے حضرت عبد المطلب نے ذکر کیا تھا کہ خواب مین

دیکھتا کیا ہون کہ ایک درخت میری پشت سے اُگا جسکی پھننگ آسمان تک
پہنچی ہے اور جسکی شاخین مشرق و مغرب مین پھیل گیئن ہمین روشنی ایسی تھی
کہ سورج کی روشنی سے بھی ستر گنی عرب و عجم نے اُسکو سجدہ کیا اور اُسکی روشنی
وعظمت وبلندی ساعت بساعت بڑھتی جاتی تھی کبھی غائب ہوجاتا تھا
اور کبھی نمودار۔ ایک گروہ قریش تو اُسکی ٹہنیون مین چمٹ گیا تھا اور
دوسرا گروہ اُسکے کاٹنے پر آمادہ تھا مگر جب اُسکے قریب پہنچا تو ایک جوان
نے جس سے زیادہ حسین وملیح مینے اپنی ساری عمر مین کبھی نہین دیکھا انہین پکڑا
اور اُنکی کمرین توڑ دین اور آنکھین نکال ڈالین اُسوقت مینے اپنا ہاتھ بلند
کیا کہ کچھ حصہ لون مگر نہ ملا تو مینے کہا کہ ہمین حصہ کسکا ہے کہا فقط اُنکا جو
اس سے چمٹ گئے ہین جب مین بیدار ہوا تو بہت گھبرایا اور قریش مین ایک
کاہنہ تھی اُسکے پاس آیا خواب سنکر کاہنہ کا رنگ فق ہوگیا بولی کہ خواب
نہایت صحیح ہے تمہاری صلب سے ایسا شخص پیدا ہوگا جو مشرق و مغرب کا
مالک ہوجائیگا اور جسکا دین خلق اللہ قبول کریگی۔ حضرت ابوطالب سے
عبدالمطلب نے اس بیان کے بعد کہا کہ شاید وہ لڑکا توہی ہوا ور لطف یہ

مترجم کہتا ہے کہ اس جوان سے مراد جناب امیرؑ ہین اور اس خواب کی تعبیر جنگ اُحد و جنگ خندق ہین

ہوا کہ جسوقت حضرت ابوطالب یہ قصہ یہان خود بیان کر رہے تھے وہان جناب
رسالتآب صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے فوراً حضرت ابوطالب بول اُٹھے
کہ خدا کی قسم وہ درخت حضرت محمد ابو القاسم الامین ہے۔ لوگ بھی ہر طرح کے
لگے رہتے ہین کوئی بولا پھر تم ایمان کیون نہین لاتے کہا کہ کیا کرون بدگوئی کی
زبان سے ڈر لگتا ہے اور شرم آتی ہے اور یہ بات محض تقیہ اور تعمیہ سے
کہی تھی اور قریش کو یہ جتانا تھا کہ مین تمہارے دین پر ہون تا کہ نصرت و
حمایت نبی مین سرگرم رہین اور یہ انہین خوب معلوم تھا کہ قریش کو جبتک
یہ علم ہے کہ مین اُنکے دین وملت پر ہون میری حمایت مانین گے اگر اسکے
خلاف خبر ہوگئی تو پھر ایک نہین سننے کا لہذا اُنکے قول وفعل کے لئے یہ مذہب
قوی تھا ✦ ابن سعد نے عبداللہ بن ثعلب بن صعیر العذری سے روایت
کی ہے کہ حضرت ابوطالب نے اپنی وفات کے وقت اولاد عبدالمطلب کو
بلایا اور فرمایا کہ دیکھو جبتک تم محمدؐ کی سنو گے اور اُسکے احکام کی پیروی
کروگے تم نیک پاک رہوگے تمہین لازم ہے کہ اُسکی متابعت کرو اُسکے
مددگار بنو کہ جملہ خوبی اسی مین ہے **علامہ برزنجی** کا بیان ہے کہ یہ
بات بعید از عقل ہے کہ جو شخص یہ جانتا ہو کہ رسول کی پیروی مین خوبی

اور نیکی ہے اور اوروںکو اسکا حکم بھی دیتا ہو وہ خود اسکو چھوڑ دے ✦
حافظ ابن حجر نے **الاصابہ** مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ جب مین ایمان لایا تھا تو حضرت ابوطالب نے فرمایا تھا
کہ اپنے چچیرے بھائی کی محبت اپنے اوپر لازم جاننا اسی طرح کی روایت
عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے کی گئی ہے کہ حضرت ابوطالب نے اپنے بیٹے
حضرت جعفر طیار رضہ سے فرمایا کہ اپنے چچیرے بھائی کے پیچھے نماز پڑھو پس
حضرت نے موافق ارشاد کے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز
پڑھی جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پڑھا کرتے تھے[1] یہان **علامہ برزنجی**
لکھتے ہین کہ اگر حضرت ابوطالب تصدیق دین نبی نہ کرتے ہوتے تو اس
بات پر اپنی رضا کیون دیتے کہ دو دو بیٹے اُسکے ساتھ ہو جائین اور ساتھ
نماز پڑھین بلکہ انہین نماز کا بھی حکم نہ دیتے کہ عداوت مذہب عداوتون
سے بڑھکر ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے کُلُّ العَدَاوَتِ قَدْ تُرجٰی اِمَاتَتُھَا ✦
اِلَّا عَدَاوۃُ مَن عَادَاکَ فِی الدِّیْن ہر دشمنی کے کبھی نہ کبھی زائل ہو جانیکی امید
ہو سکتی ہے مگر مذہبی عداوت کبھی نہین جا سکتی ✦ پس یہ سب اخبار مصرح

---

[1] حضرت علیؓ اول اسلام لانیوالے اور سب سے پہلے نماز پڑھنیوالے اور یہی سبب افضل ترین ✦

ہین کہ انکا دل ایمان جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مملو تھا + منجملہ
اخبارات یہ بھی ہے کہ جب جناب رسالتآب صلی اللہ علیہ وسلم کا سن مبارک
کوئی نو برس کا تھا تو حضرت ابوطالب نے شام کا سفر کیا اور آنحضرت کو اُس
سفر مین ہمراہ لیگئے راستہ مین بحیرا راہب سے ملاقات ہوئی اُس نے آنحضرت
مین علامات نبوت مشاہدہ کر کے حضرت ابوطالب سے کہا کہ قوم یہود کی
دشمنی سے دور رہو اور انہین واپس مکہ معظمہ بھیجدو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا +
حضرت ابوطالب نے زمانہ حضرت عبد المطلب مین یہ بھی مشاہدہ کیا تھا کہ بوسیلہ
جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پانی طلب کیا گیا تھا چنانچہ الخطابی
سے مروی ہے کہ زمانہ حضرت عبد المطلب مین قریش پر کئی سال متواتر
قحط کے آئے پس اکثر قریش نے آکر شکایت کی حضرت عبد المطلب اُنکو لیکر
خانہ کعبہ مین داخل ہوئے اور رکن البیت کو بوسہ دیکر جبل ابوقبیس پر چڑھ گئے
جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بچہ سے تھے بازو پکڑ کے اپنے کندھے
سوار کیا اور جناب باری سے دعا کی اسی دم بارش ہوئی۔ اسی طرح بعد وفات
جناب عبد المطلب کے حضرت ابوطالب نے بھی بوسیلہ آنحضرت کے پانی طلب
کیا تھا کیونکہ اہل مکہ پر قحط شدید تھا وہ حضرت ابوطالب کے پاس آئے تھے

اور شکایت کی تھی کہ جنگل و پہاڑ خشک ہوگئے اہل و عیال پیاس سے مرتے
ہین للّٰلہ پانی طلب کرو۔ پس حضرت ابوطالب آنجناب کو ہمراہ لیکر نکلے
حضرت بچے ہی سے تھے آپکو کعبہ سے چمٹا دیا اور آپنے آسمان کی طرف
انگلی سے مثل ملتجی کے اشارہ کیا گو اسوقت بادل کا ٹکڑا تک آسمان پر
نہ تھا مگر اشارہ کے ساتھ ہی ادھر اُدھر سے گھٹا آگئی اور آسمان سے
ایسا موسلا دھار مینہہ برسا کہ میدان بھر گئے اور جنگل اور باغ سرسبز و
شاداب ہوگئے۔ اسی کے بارہین حضرت ابوطالبؓ بعد بعثت جناب
رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمایا ہے اور قریش کو آنحضرت کی
مدد اور برکت جو بچپن مین اُن پر ہوئی یاد دلائی ہے ؎

وَابْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ	ثِمَالُ الْیَتَامیٰ عِصْمَۃٌ لِلْاَرَامِلِ
یَلُوْذُ بِہِ الْھُلَّاکُ مِنْ اٰلِ ھَاشِمٍ	فَھُمْ عِنْدَہٗ فِیْ نِعْمَۃٍ وَّفَوَاضِلِ

اور یہہ وہ ماہرو ہے جسکے چہرہ کے وسیلہ سے بادلون سے پانی طلب کیا
گیا اور تیمیون کی پناہ اور بیوون کا ٹھکانا ہے ٭ آل ہاشم مین سے ہلاک
ہونیوالون نے اسکی پناہ پکڑی پس اُنہین اسکے باعث نعمتین اور خوبیان
ملگئین ٭ ان آثار و اخبار سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوطالب

وہ آیات ومعجزات وخوارق عادات مشاہدہ فرماتے تھے جو جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ہوتے تھے اسی سے لازم آتا ہے کہ وہ
آنحضرت کی تصدیق کرتے تھے اور آپ پر ایسا ایمان لائے تھے جسمین نہ
شک تھا نہ تردد اور نیز حضرت ابوطالب نے علاوہ انکے بچپن مین بھی
آنحضرت کی آیات وخوارق عادات دیکھی تھین وہ یہ کہ حضرت ابوطالب
کی آمد کم تھی اور کنبہ بڑا۔ نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ اُنکے بچے بغیر جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے سب ملکر کھاتے تو اور ایک ایک کرکے کھاتے تو
سیر نہوتے ہان جب آنحضرت اُنکے ساتھ نوش فرماتے تو سب سیر
ہوجاتے تھے ہہی لئے حضرت ابوطالب صبح وشام دونو وقت اُنسے
کہدیتے کہ جبتک میرا بیٹا نہ آلے تم جیسے ہو ویسے بیٹھے رہو۔ چنانچہ جب
آنحضرت تشریف لے آتے تو سب کے ساتھ نوش فرماتے اور سب سیر
ہوجاتے اور کھانا الگ بچ رہتا۔ اور اگر کبھی فقط دودھ ہی ہوتا تو
اوّل آنحضرت تناول فرمالیتے پھر وہ قعب اور ونکو دیدیتے کیفیت
یہ ہوتی تھی کہ جتنے موجود ہوتے سب اُسی قعب سے سیر ہوجاتے خواہ
ایک ہوتا خواہ زیادہ حضرت ابوطالب فرمایا کرتے تھے کہ بتحقیق تم

مبارک ہو۔ ابو نعیم وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کی ہے کہ حضرت ابو طالب آنحضرت سے بہت ہی محبت کرتے تھے حد
یہ ہے کہ اپنی کسی اولاد سے اتنی نہ تھی حتےٰ کہ آپکو اپنے پہلو مین سُلاتے
اور جہان آنحضرتؐ تشریف لیجاتے سایہ کی مانند ساتھ رہتے۔ ادھر
آنحضرتؐ بھی اُنسے بہت ہی محبت رکھتے تھے کہ اُنہین کے پاس رہتے
اور بے اُنکے چین نہ پڑتا۔ اور بعد وفات حضرت ابو طالب کے آنحضرت
فرمایا کرتے تھے کہ قریش سے مجھے وہ اذیت پہنچی ہے جسکا حیات ابو طالب
مین گمان بھی نہ تھا۔ اور یہ بھی فرماتے تھے کہ جو کچھ ابو طالب کی
وفات کے بعد قریش کے ہاتھون مجھ پر گزری اس سے بدتر کبھی نہ
گزری تھی۔ اور جب قریش کو آپنے ایذا رسانی کے لئے تیار پایا تو
فرمایا کہ اے چچا تمہارے بعد جو کچھ مجھ پر آنیوالا تھا کیا جلد آیا ہے
حضرت ابو طالب و حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات
ایک ہی سال مین ہوئی پس جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُس سال کا نام عام الحزن یعنی سالِ غم رکھا۔ آگے ہمین یہ بیان
کرنا ہے کہ جب امر نبوت کا اظہار ہو گیا اور لوگ دین خدا مین بہت سے

داخل ہونے لگے تو کفار قریش جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر
مستعد ہوئے اور آپسمین کہا کہ اس نے تو ہمارے بیویون اور بچون تک کو
بگاڑا ہے اور بنی ہاشم سے کہا کہ دگنی دیت لیلو اور اجازت دیدو کہ
قریش مین سے ایک شخص اسے مار ڈالے کہ ہمین اور تمہین دونو کو چین
پڑے - بنی ہاشم نے اسکا انکار کیا تو قریش کی یہہ رائے قرار پائی کہ
بنی ہاشم و بنی عبد المطلب سے جھگڑا کرو - انہین شعب ابو طالب کی طرف
نکال دو اور طرح طرح سے انہین ستاؤ مثلاً کہدو کہ جبتک رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو قتل کے لئے حوالہ نہ کرو گے نہ تمہین بازارون مین گھسنا
ملیگا نہ کوئی تم سے مناکحت کریگا نہ کبھی تمہاری صلح قبول ہوگی اور نہ
تمپر رحم کیا جائیگا ان سب امور کا کاغذ لکھکے کعبۃ اللہ مین لٹکا دیا
بیان کرتے ہین کہ حضرت ابو طالب نے جب قریش کو قتل نبی پر آمادہ پایا
تو بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کے کیا مومن کیا کافر سب کو اکٹھا کیا اور
حکم دیدیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شعب مین داخل ہو جاؤ
اور انہین بچاؤ - انہون نے فوراً تعمیل کی اور سوائے ابو لہب لعین
کے کوئی پیچھے نہ رہا - قریش کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اُنکے سردار

جمع ہوئے اور رائے یہ قرار پائی کہ آپسمین عہد و پیمان کرلین کہ نہ
ان لوگون سے مناکحت ہو نہ مجالست نہ مصالحت چنانچہ اس امر کا
کاغذ لکھ کر بیت اللہ مین لٹکایا گیا۔ ادھر بیچارے بنی ہاشم اس
غار مین بروایتے تین سال اور بروایت دیگر دو سال رہے اور اُنکی
تنگی بھی اس درجہ کو پہنچ گئی تھی کہ درختون کے پتے کھا کھا کر گزارا
کرتے تھے۔ حضرت ابو طالب نے اس زمانہ مین جناب رسولخدا کی بڑی
حفاظت کی ہے مثلاً جب رات ہوتی اور حضرت سونے کا ارادہ
کرتے تو وہین بچھونا کردیتے جہان سب کو معلوم تھا کہ نبیؐ سوتے ہین
پس حضرتؐ وہان آرام فرماتے مگر آپکے چچا اُس معلومہ جگہہ سے پھر
آپکو اُٹھاتے اور اپنے بیٹون مین سے کسی نہ کسی کو اُس جگہہ سونیکا
حکم دیتے۔ اور آنحضرت کے لئے ایسی جگہہ بچھونا کرتے جہان دوست
و دشمن کسی کو خبر نہوتی اور وہان بلا کر سلاتے یہ سب جد و جہد
آنحضرتؐ کی حفاظت و نگہبانی کے لئے تھی۔ اُدھر قریش کے کاغذ
لکھنے والے کا ہاتھ شل ہوگیا تھا اور باریتعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو وحی
بھیجی کہ ہمنے دیمک کو اُس کاغذ پر مسلط کردیا جو اُنھون نے لکھ کر کعبۃ اللہ

مین لٹکایا تھا پس وہ سب عہد و پیمان وایذا رسانی اقربا وغیرہ کو
چٹ کر گئی اور کاغذ مین سوائے خدائے بزرگ برتر کے نام کے کچھ بھی
نہین بچا ہے۔ اور قریش ابتدا مین یہ لکھا کرتے تھے بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ پس
حضرتؐ نے اپنے چچا حضرت ابو طالبؑ کو اس امر کی خبر دیدی حضرت
ابو طالب شعب سے نکلے اور مسجد مین تشریف لائے۔ قریش جوق در
جوق اکٹھے ہوگئے یہ گمان کرکے کہ انکا ارادہ ہو گیا کہ نبیؐ کو قتل کے
لئے ہمارے حوالہ کر دین اور از روئے طعن اُنسے اور اُنکے ساتھیون سے
بولے ہان اب سوجھی ہے تمہین کہ جو بدعت ہمارے لئے اور اپنے لئے
پھیلا رکھی ہے اُس سے باز آؤ۔ حضرت ابو طالب نے فرمایا کہ نہین مین تو
ایسی بات لیکر آیا ہون جسمین ہر دو کے لئے انصاف ہو یعنی ایسا
ٹھیک ٹھیک مضمون ہے جسمین نہ ہمپر کوئی دباؤ رہے نہ تمپر میرے
بھتیجے نے مجھے خبر دی ہے اور اُس نے کبھی مجھسے جھوٹ نہین
بولا کہ خدائے تعالی نے تمہارے کاغذ پر جو تم نے لکھا تھا دیمک کو
مسلط کر دیا پس اسمین جور و ظلم و تعدی وایذا اقربا کا جو جو بیان
تھا وہ سب کو چاٹ گئی فقط وہی الفاظ باقی رہگئے ہین جن سے

باری تعالی کا مذکور ہوا ہے اگر یہہ بات اُسکے کہنے کے مطابق نکلی تو
تم ہماری موافقت کرو اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اپنی بدی سے
باز آؤ اور اگر تم باز نہ آئے تو ہم مین سے جبتک ایک ایک نہ مریگا
رسول کو تو ہم تمہارے حوالے کرتے نہین، ہان اگر اُسکا قول نکلا جھوٹا
تو ہم اُسے تمہارے حوالے کئے دیتے ہین خواہ تم اُسے مارنا یا جیتا
چھوڑنا۔ سب بولے کہ ہمین تمہاری بات منظور ہے اور ایک روایت
مین یون آیا ہے کہ تم نے انصاف کی بات کہی۔ غرض وہ کاغذ نکالا
تو جسطرح مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اُسی طرح
نکلا قریش نے جب حضرت ابوطالب کی بات سچی پائی تو اکثر بولے
کہ یہہ تو تمہارے بھتیجے کا جادو ہے اُنکا تو بغض و عداوت اور
زیادہ ہو گیا مگر اکثر پچتائے اور کہنے لگے کہ یہ تو ہمارا ہی ظلم و تعدی
اپنے بھائیون کے حق مین ہے حضرت ابوطالب نے جب یہ بات
موافق خبر آنحضرتؐ پائی تو اُنسے مخاطب ہوئے کہ اے گروہ قریش
اب کس بات پر تم ہمین محصور و محبوس رکھتے ہو یہ امر تو کھل گیا
اور اِدھر یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ظلم و برائی و ایذا تمہاری جانب سے ہی

پھر حضرت ابو طالب اور اُنکے ساتھی غلاف کعبہ کے نیچے آئے اور دعا مانگی اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَ قَطَعَ اَرْحَامَنَا وَ اسْتَحَلَّ مَا یُحَرِّمُ عَلَیْہِ مِنَّا ترجمہ ۔ اے اللہ نصرت دے ہمین اُن لوگون پر جنھون نے ہمپر ظلم کیا ہمین ایذا پہنچائی اور جو نہ کرنی تھی وہ ہمارے ساتھ کی پھر وہ جانب غار گئے اور تھوڑی دیر مین کچھ لوگ قریش مین سے گئے کہ اُس کاغذ کی شرط توڑ دین اور حصار موقوف کرین اسکا بڑا طویل قصہ بیان کیا ہے مگر ارادہ اس بیان سے یہی ہے کہ اللہ تعالی نے جن آیات و معجزات و خوارق عادات سے اپنے نبی کو مخصوص فرمایا تھا بچپن مین یا جوانی مین اُنہین سے اکثر سے حضرت ابو طالب آگاہ تھے اور اُس آگاہی کے سبب حضرت ابو طالب کا والی ایمان و تصدیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے پُر تھا اور وہ ایمان ایسا ایمان تھا جسمین شک و شبہ کا دخل نہین مگر وہ ظاہر نہوا کیونکہ وہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت و حمایت و صیانت مین کوشش کرتے تھے کہ آپکو تکلیف نہ پہنچے اور قریش کو یہ جتاتے تھے کہ مین تمہارے دین و ملت پر ہون اسی سبب سے وہ اُنکی مخالفت نہ کر سکتے تھے ۔ اب جو شخص یہ دیکھ چکا وہ

حقیقت حال سے آگاہ ہوگیا اُسے حضرت ابوطالب کے ایمان مین کوئی
شک باقی نہین رہیگا۔ حضرت ابوطالب قریش کو نصرت جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وسلم مین ایسے ہی دھوکے دیتے تھے جیساکہ سپاہ لڑائی
مین ایک دوسرے کو دیتے ہین یہانتک کہ کار نبوت کو فروغ ہوا اور
آنحضرتؐ علانیہ دعوت اسلام فرمانے لگے اور حضرت ابوطالب نے بہت سے
اشعار مین تصدیق نبوت کی تصریح کی ہے اُن اشعار مین سے بعض مین ایسے
الفاظ ہین جنسے قریش کو گمان ہوتا تھا کہ یہ ہمارے ہی ساتھ ہین اور
ہمارے دین پر ہین یہ سب قریش کو دھوکا دینا تھا اور حفاظت و حمایت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکی غرض و غایت تھی اور ازانجملہ اُن اشعار کے
جو تصدیق جناب رسالتمآب پر دلالت کرتے تھے وہی ہے جو پیشتر آچکا
شعر اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا ٭ رَسُوْلًا كَمُوْسٰى خُطَّ ذٰلِكَ فِى الْكُتْبِ اور یہ بیت
ایک بڑے لمبے قصیدے مین کی ہے جو حضرت ابوطالب نے اُس زمانہ مین
کہا تھا جب قریش نے اُنہین غار مین محصور کر رکھا تھا اور یہ قصیدہ
نہایت فصیح و بلیغ ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت کو
بہت دوست رکھتے تھے اور آپکی نبوت کی تصدیق کرتے تھے اور

آپکی بہت بڑی حمایت کرتے تھے اُسکا مطلع یہ ہے **شعر** اَلَا بَلِّغَا عَنِّیْ عَلٰی
ذَاتِ بَیْنِنَا ۔ لُؤَیًّا وَخُصًّا مِنْ لُؤَیِّ بَنِیْ کَعْبٍ ۔ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّا وَجَدْنَا
مُحَمَّدًا ۔ رَسُوْلًا کَمُوْسٰی خُطَّ ذٰلِکَ فِی الْکُتُبِ **ترجمہ**۔ جو ہماری حالت
ہے ہمین میری طرف سے لوئی کو اور خاصکر اُس لوئی کو جو قبیلہ بنی
کعب سے ہے یہ خبر پہنچا دے ۔ کہ کیا تم نہین جانتے کہ ہمنے محمد کو ویسا ہی
رسول پایا ہے جیسا موسیٰ تھا اور یہہ بات کتابون سے ثابت ہے
اور ایک روایت مین یون آیا ہے نَبِیًّا کَمُوْسٰی خُطَّ ذٰلِکَ فِی الْکُتُبِ
اور ایک شعر اسی مین سے ہے۔ وَاِنَّ عَلَیْهِ فِی الْعِبَادِ مَوَدَّةً ۔ وَلَاخَیْرَ
مِمَّنْ خَصَّهُ اللّٰهُ بِالْحُبِّ اور بندون پر اُسکی محبت لازم ہے کیونکہ جسے خدانے
اپنا محبوب بنایا اُس سے بہتر اور کون ہوگا؟ اور بھی اُسمین سے یہ ہی
فَلَسْنَا وَرَبِّ الْبَیْتِ نُسْلِمُ اَحْمَدًا ۔ لِعَزَّاءٍ مِنْ عَضِّ الزَّمَانِ وَلَا کَرْبٍ **ترجمہ**
قسم ہے ہمین خدائے کعبہ کی کہ زمانہ کی کسی مصیبت و تکلیف سے گھبراکر
احمد کو ہم حوالہ نہ کرین گے ۔ اور ایک شعر آپکے قول مین سے یہ ہے
شعر وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِیُجِلَّهٗ ۔ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدٌ ۔ **ترجمہ**
اُسکا نام اپنے نام مین سے مشتق کیا تاکہ اُسکی بزرگی زیادہ ہو پس صاحب

عرش محمود ہے اور یہ محمد ہے * حافظ ابن حجر نے اصابہ مین اس
شعر کو حضرت ابوطالب کی طرف منسوب کیا ہے مگر ایک قول ہے کہ
یہ حسان بن ثابت کا ہے برزنجی کہتا ہے کہ اسمین کوئی ہرج نہین کہ
یہ حضرت ابوطالب کا ہوا اور حسان نے لیکر اپنے اشعار اسمین تضمین کئے
ہون * اور ایک دفعہ کا ذکر سُنئے کہ کفار قریش جمع ہو کر حضرت ابوطالب کے
پاس آئے اور عمارہ ابن ولید مغیرہ کو ساتھ لائے جو قریش کے خوبصورت
سے خوبصورت جوانون مین سے تھا اور کہنے لگے کہ تم اسے محمد کے
بدلے مین لیکر اپنا بیٹا بنا لو اور محمد کو ہمارے حوالہ کردو کہ اُسے
قتل کر ڈالین آپنے جواب مین فرمایا کہ اے گروہ قریش تم کیسے منصف
لوگ ہو تمہارے بیٹے کو تو پالنے کے لئے لیلون اور اپنے بیٹے کو
قتل کرنے کے لئے دیدون پھر فرمانے لگے۔ اشعار وَاللّٰهِ لَنْ يَصِلُوْا
اِلَيْكَ بِجَمْعِهِمْ * حَتّٰى اُوَسَّدَ فِي التُّرَابِ دَفِيْنًا * فَاصْدَعْ بِاَمْرِكَ مَا عَلَيْكَ
غَضَاضَةٌ * وَابْشِرْ بِذَاكَ وَقَرَّ مِنْكَ عُيُوْنًا * وَدَعَوْتَنِيْ وَعَلِمْتُ اَنَّكَ
صَادِقٌ * وَلَقَدْ صَدَقْتَ وَكُنْتَ ثَمَّ اَمِيْنًا * وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ دِيْنَ مُحَمَّدٍ مِنْ خَيْرِ
اَدْيَانِ الْبَرِيَّةِ دِيْنًا * **ترجمہ** خدا کی قسم اے محمد یہ لوگ باوجود اپنی

کثرت کے تجھ تک نہ پہنچین گے جبتک کہ مجھے زمین مین نہ گاڑ دین ؛ پس جسمین تیری خوشی ہو جاری رکھ اور اپنے دل کو ٹھنڈک اور آنکھونکو سکھ پہنچا ؛ تو نے مجھے بھی دعوت کی تھی اور مین جانتا ہون کہ تو صادق ہے اور ہمیشہ سچ بولتا ہے اور امین ہے ؛ اور مین یہ بھی بخوبی جانتا ہون کہ محمد کا دین دنیا کے اور سب دینون سے بہتر ہے اسکے بعد بعض نے یہ شعر اور بڑھایا ہے ؎ لَوْلَا الْمَسَبَّةُ اَوْحِذَارُ مَلَامَةٍ لَوَجَدْتَنِیْ سَمْحًا بِذَاکَ مُبِیْنًا **ترجمہ** اور اگر ملامت و برا بھلا کہنے کا ڈر نہوتا تو تو دیکھ لیتا کہ مین کھلم کھلا اسے قبول کرتا ؛ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ شعر حضرت ابوطالب کے قول سے نہین ہے بلکہ موضوع ہے اور انکے کلام مین داخل کر دیا گیا ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ معمے کے طور پر لائے ہین کہ قریش کو یہ گمان ہو کہ ابوطالب ہمارے ساتھ ہین اور ہمارے دین وملت پر ہین اور محمد کے تابعین مین سے نہین ہین تاکہ وہ میری حمایت قبول کرتے رہین اور اُسکا کام جاری رہے اور حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے مین یہ بھی قول ہے ؎ وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ

ثمال الیتمی عصمۃ للارامل * یلوذ بہ الھلاک من ال ہاشم * فہم عندہ فی رحمۃ
وفواضل * اور یہ دونو بیتین بھی ایک قصیدہ طویل مین سے ہین جو حضرت
ابوطالب نے کہا ہے اسمین ستی کے قریب اشعار ہین اور علمانے اسکی کامل
شرح لکھی ہے۔ بعض کا بیان ہے کہ اسمین سو سے زیادہ بیتین ہین اور
حضرت ابوطالب نے یہ قصیدہ اسی وقت مین کہا ہے جب قریش نے
محصور کر رکھا تھا اور قریش کو جتایا ہے کہ جبتک مر نہ جاؤنگا محمد کو ہرگز
ہرگز حوالے نہ کرونگا اور حضرت کی پوری پوری مدح بیان کی ہے
اور وہ کلام صاف ظاہر کرتا ہے کہ آپ نبوت کی تصدیق کرتے
تھے اور آنحضرت پر ایمان لائے تھے پس وہ پہلی دونو بیتین بھی
اسی مین سے ہین اور اسمین سے یہ قول ہے ؎ لعمری لقد کلفت وجدا
باحمد * واحببتہ حب المحب المواصل * وقد علموا ان ابننا لا مکذب
لدینا ولا یعنی بقول الاباطل * فمن مثلہ فی الناس ای مؤمل * اذا قاسہ
الحکام عند التفاضل * حلیم رشید عاقل غیر طائش * یوالی الٰہا لیس عنہ بغافل *
واصبح فینا احمد فی ارومۃ * تقصر عنہا سورۃ المتطاول * حدبت بنفسی دونہ وحمیتہ *
ودافعت عنہ بالذری والکلاکل * ترجمہ قسم ہے مجھے اپنی جان کی مینے بہ سبب

احمد کے رنج و تکلیف اُٹھائی اور اُس سے سچے دوستونکا سا برتاؤ کیا جو
جدائی گوارا نہین کرتے وہ ٭ اُنہین یہ بھی معلوم ہے کہ ہماری بچہ کی آجتک تکذیب
نہین ہوئی اور نہ کسی نے اُسے جھوٹ بولتے سُنا ٭ جب جانچنے والون نے
فضیلت مین جانچا تو بنی آدم مین سے ایک بھی اُسکا مثل ولیا دور
اندیش نہین نکلا ٭ وہ بردبار - نیک - دانا اور فہیم ہے اور جس ذات
سے محبّت رکھتا ہے وہ ہر وقت اُسکا حامی و حافظ ہے ٭ احمد ہم مین
سے ایسا نکلا ہے جسکے باعث قبائل و سرداران عرب کی جاہ و حشم
مین فرق آگیا ہے ٭ مین اپنی جان اُسکی حمایت مین دینے کو مستعد ہون
اور اُس سے آلام و مصائب دفع کرنے کو تیار ہون ٭ اور اُس قصیدہ
مین انہین معنی اور یہی فصاحت و بلاغت کی بہت سی بیتین ہین
ابن کثیر کا بیان ہے کہ یہ قصیدہ نہایت بلیغ ہے اور یہ کسی شاعر کی
مجال نہین معلوم ہوتی کہ ایسا اور کہدے اور یہ سبعہ معلقہ سے بلیغ و
فصیح تر ہے - بیہقی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ ایک دن
ایک اعرابی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر
ہوا اور خشک سالی و قحط کی شکایت اور مدح آنحضرت مین کچھ بیتین

پڑھیں۔ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر منبر پر تشریف
لیگئے اور سوئے آسمان ہاتھ پھیلا کر دعا مانگی ابھی حضرت دست
بدعا ہی تھے کہ لگا مینہہ موسلا دھار پڑنے اور وہ لوگ گھبرا اور لوٹ کر
شکایت کثرت بارش کرنے لگے کہ کہیں ڈوب جائیں آنحضرت نے
اُسیوقت یہ دعا مانگی اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اور خندان ہوئے
اور فرمایا لِلّٰہِ دَرُّ ابیطالب اور اگر وہ زندہ ہوتے تو اسوقت بہت
مسرور ہوتے تم میں سے کوئی ایسا ہے جو انکا قول ہمیں سنائے
پس جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ کرم وجہہ نے فرمایا کہ آپ کی مراد
شاید اُنکے اس قول سے ہے ۔ وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ ثِمَالُ
الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِلْاَرَامِلِ آنحضرت نے فرمایا کہ نعم برزنجی کا قول ہے
کہ آنحضرت کا یہ فرمانا لِلّٰہِ دَرُّ ابیطالب اس بات کا شاہد ہے کہ اگر
وہ آنحضرت کو منبر پر بیٹھے طالب باران دیکھتے تو بیشک وہ خوش ہوتے
اور گویا آنحضرت بعد اُنکی وفات کے اُنکی خوشی کی گواہی دیتے ہیں
اور وہ خوشی اُس روز نتیجہ تھا تصدیق قلبی کمالات و معجزات نبیؐ کا
پھر برزنجی کہتا ہے کہ اس باریک مضمون کو سوچو اور اس دلیل کو

بوجہ حقارت قائل کے حقیرت سمجھو وَفَوقَ کُلِّ ذِی عِلمٍ عَلِیمٌ اور ہر
علم والے سے بڑھکر علیم موجود ہے - اور حضرت ابو طالبؑ جو
آنحضرتؐ کی بہت سی مدح کی ہے اور وہ دلالت کرتی ہے تصدیق
آنحضرت پر از انجملہ یہ اشعار ہین سے اِذَا اجتَمَعَت یَوماً قُرَیشٌ لِمَفخَرٍ ٭
فَعَبدُ مَنَافٍ سِرُّهَا وَصَمِیمُهَا ٭ فَاِن حُصِّلَت اَنسَابُ عَبدِ مَنَافِهَا ٭ فَفِی
هَاشِمٍ اَشرَافُهَا وَقَدِیمُهَا ٭ وَاِن فَخَرَت یَوماً فَاِنَّ مُحَمَّداً ٭ هُوَ المُصطَفیٰ مِن سِرِّهَا وَکَرِیمُهَا ترجمہ
جس دن قریش فخر خاندان کی تلاش کے لئے جمع ہونگے تو انہین
معلوم ہوگا کہ عبد مناف سارے خاندان کی ناک ہے ٭ اور جب
عبد مناف کی اولاد مین سے دیکھین گے تو آل ہاشم مین شریف تر
اور بزرگ تر پائین گے ٭ اور جس دن آل ہاشم فخر کرین گے تو فقط
محمدؐ کے باعث جسے خدا نے اُنکے برگزیدگان سے برگزیدہ کرلیا ہے ٭
اور یہ بات قول آنحضرت سے بھی موافقت رکھتی ہے کہ آنحضرتؐ نے
فرمایا وَاصطَفَانِی مِن بَنِی هَاشِمٍ اور برگزیدہ کرلیا ہے مجھے بنی ہاشم
مین سے - برزنجی کہتا ہے کہ حضرت ابو طالبؑ یہ بات نبی صلعم کے
نہ فرمانے سے پہلے از روئے الہام کے فرمائی ہے کیونکہ جناب پیغمبر خدا

صلعم نے قول حضرت ابوطالب سے بہت پیچھے یہ ارشاد کیا ہے اور
آنحضرت کا فرمانا خود خدا کا فرمانا ہے پس ان اخبار سے اور شعار سے
یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ حضرت ابوطالب رسالت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے قائل تھے اور یہی اُنکی نجات کے لئے کافی ہے *

قرافی نے شرح التنقیح مین حضرت ابوطالب کے اس قول کے بارے مین
کہ وَقَدْ عَلِمُوْا اِنَّ ابنَنَا لَا مُکَذِّبٌ * لِدَیْنَا وَلَا یُعْزٰی لِقَوْلِ الْاَبَاطِلِ یعنی
بالتحقیق انہین معلوم ہو گیا ہے کہ ہمارا بچہ دین کے بارے مین جھوٹ
بولنے والا نہین اور نہ کبھی اُس پر دروغ گوئی کا الزام لگا کہتے
ہین کہ اقرار زبانی بھی ہے اور اعتقاد دلی بھی اور حضرت ابوطالب
اُن لوگون مین سے تھے جو ایمان ظاہری بھی رکھتے تھے اور باطنی
بھی فرق اتنا ہی تھا کہ ظاہر مین منکر تھے اور فروعات کی پیروی
نہین کرتے تھے اور یہ بھی کہتے تھے کہ مین خوب جانتا ہون کہ
میرے بھتیجے کی بات حق ہے اور مین عورات قریش کی عیب جوئی
سے نہ ڈرتا ہوتا تو اُس کا اتباع کرتا پر کرتا اور جیسا کہ اوپر آچکا ہے
مین جواب دیتا ہون کہ اُنکا ظاہری اتباع نہ کرنا اُسی خیال سے تھا

کہ قریش پھر میری حمایت نہ مانیں گے اور یہ جو کہتے تھے کہ عورات قریش کی عیب جوئی کا خیال ہے یہ قریش کے لئے بناوٹ کی تھی تاکہ انہیں وہی خیال رہے کہ یہ ہمارے دین پر ہیں اور یہ عذر ایسا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوطالب جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و دعوت کو حق سمجھتے تھے۔ صحیح مسلم میں آیا ہے کہ قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جائیگا کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اُسے دوزخ سے نکال لے پس اس قسم کی احادیث سے ظاہرا اس امر پر دلالت ہوتی ہے کہ اقرار زبانی شرط نجات نہیں ہے بلکہ اُسکا کچھ بھی اسمین دخل نہیں اُلٹا نفاق کے ساتھ کلمہ طیبہ کا ادا کرنے والا دوزخ کے طبقہ زیرین مین رہیگا۔ پھر برزنجی کہتا ہے کہ مسلم کے نزدیک چونکہ تصدیق قلبی نجات آخرت کے لئے کافی ہے یہی بات ہمنے نجات حضرت ابوطالب کے بارہ میں اختیار کی ہے اور یہی طریقہ ہمارے بڑے بڑے اماموں کا رہا ہے جو متکلمین گزرے ہیں اور احادیث شفاعت بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں اور وہ شمار میں بہت ہیں

اور سب کی سب بالصراحتہ اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ مشرک نجات
نہین پا سکتا اور سہین شک نہین ہے کہ حضرت ابو طالب نے نجات پائی
اس بات کا بیان انشاء اللہ تعالی ابھی آتا ہے پس یہ دلالت کرتا ہے
اس امر پر کہ وہ مشرک نہ تھے۔ اسکے بعد برزنجی نے اُن دلیلون کا ذکر
کیا ہے جو وہ لوگ پیش کرتے ہین جو عدم نجات کے قائل ہین اور نہین
کافی ثبوت کے ساتھ اُلٹ کر انہین سے نجات ثابت کی ہے۔ ازانجملہ
وہ حدیث ہے جسے بخاری و مسلم نے عباسؓ بن عبد المطلب عم رسول
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ پوچھا حضرت عباسؓ نے
جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ابو طالب تمہاری محافظت
و نصرت مین ثابت قدم تھے اور تمہارے لئے تکلیفین اُٹھاتے تھے
آیا اس سے کچھ انہین نفع ہوگا۔ آپنے فرمایا بلاشک ہوگا مینے
پایا ہوتا اُنکو قعر جہنم مین یعنی وہ جانیوالے تھے جہنم مین جیسا کہ آگے
اسکی تفسیر آتی ہے اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ کَانَ فِیْ
غَمَرَاتٍ مِّنَ النَّارِ فَاَخْرَجْتُہٗ اِلٰی ضَحْضَاحٍ وَلَوْلَا اَنَا لَکَانَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ
وہ قعر جہنم مین تھے اور مین نہین اُبھار لایا کنارے تک اگر مین نہوتا

تو آتش جہنم کے گہران مین مبتھہ جاتے۔ ضحضاح ساحل کا وہ ڈھلوان حصہ ہوتا ہے جسپہ ٹخنے ٹخنے پانی ہوا ور یہان استعارے کے طور پر آگ کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ نیز بخاری و مسلم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اُنکے چچا حضرت ابوطالب کا ذکر آیا تو آپنے فرمایا کہ شاید اُنہین روزِ قیامت کو میری شفاعت نصیب ہو جائے اور وہ کنارِ آتش پر آجائین جو محض اُنکے پاؤن کو چھوئے مگر اُس سے بھی اُنکا دماغ پکنے لگے گا۔ اور مسلم وغیرہ نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ابوطالب کا عذاب تمام اہلِ دوزخ سے سہل تر ہوگا وہ لوگ جو عدم نجات کے قائل ہین اسی سبب سے بیان کرتے ہین کہ ان صحیح حدیثون سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کافر تھے اور دوزخ مین جائینگے پھر یہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ نجات پائینگے حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس معاملہ کی خبر دے چکے جو قیامت کے دن خدا تعالے اُنکے ساتھ برتیگا اور اسی سے ثابت ہوا کہ وہ تصدیق قلبی نہ کرتے تھے اور یہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کی اس کا

سبب تھا غیرت حمیت - اپنی ناک رکھنا کہ اپنی اولاد ماری نہ جائے
اور حضرت عبد المطلب نے بھی اُنہین اس بات کا مکلف کیا تھا - اب
برزنجی کا قول ہے کہ مین جواب دیتا ہون کہ نفس احادیث مذکورہ
سے نجات حضرت ابوطالب پر دلالت کرتی ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ
نے کفار کے حال سے یہ خبرین دی ہین کہ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا
اُنسے کسی طرح عذابِ دوزخ مین تخفیف نہ ہوگی لَا یُفَتَّرُ عَنْهُمْ اُنسے
کسیطرح عذاب جہنم کم نہ کیا جائیگا - مَا هُمْ مِنْهَا بِخَارِجِیْنَ وہ اسمین سے
کبھی نہ نکالے جائینگے لَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِیْنَ اہلِ شفاعت
کی شفاعت سے اُنہین کچھ فائدہ نہوگا وغیرہ وغیرہ اور حدیث صحیح
سے ثابت ہوچکا ہے کہ جحیم وہ طبقہ ہے جسمین اس اُمت کے گنہگارونکو
عذاب دیا جائیگا اور پھر وہ اس سے نکل آئینگے اور وہ طبقات
دوزخ مین سب سے اوپر ہے اور گنہگار مومنین کا عذاب عذاب کفار سے
کہین ہلکا ہوگا اور چونکہ یہ ثابت ہوچکا ہے کہ جن پر عذاب نار کا
اطلاق ہوسکتا ہے اُن سب سے حضرت ابوطالب کا عذاب خفیف تر
ہوگا پس وہ گنہگار مومنین کے عذاب سے بھی ہلکا ہوگا اور ہم

یہ نہ کہین تو گویا ہم قول جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نہین کرتے کہ جمیع اہل دوزخ سے حضرت ابو طالب کا عذاب خفیف تر ہوگا اور اچھا اگر ہم یہ فرض بھی کرلین کہ وہ کافر تھے اور ابدالآباد جہنم مین رہین گے اور عذاب اُنکا اہل دوزخ سے خفیف تر ہوگا تو معلوم ہوا کہ کفار کا عذاب بعض گنہگار مومنین کے عذاب سے ہلکا ہوگا اب یہ ایسا قول ہے کہ اسکا قائل نہین ابتک ایک بھی نہ ملا پس یہ ثابت ہے کہ حضرت ابو طالب کا عذاب گنہگار مومنین کے عذاب سے ہلکا ہوگا اور انہین شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی نفع پہنچیگا اور اسی سبب سے اُنکا عذاب ہلکا ہوجائیگا اور نہین ایسی جگہہ ملیگی جہان سب اہل دوزخ سے اُنکا عذاب ہلکا ہو یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہوتے تو وہ قعر جہنم مین پہنچتے اور اب قعر سے کنارہ پر آجائینگے اور فقط آگ کی جوتیان پہنائی جائینگی جن سے پاؤن کا اوپر کا حصہ بھی نہین ڈھکنے کا اور آتش دوزخ کا یہ حصہ سب سے بالا ہے اس سے بالاتر ایک بھی سمجھ مین نہین آتا کہ آگ محض تلوون کو چھوئے یہ بات محض طبقہ بالا مین ہے جو گنہگاران اُمت کا

مقام ہے اور یہ امر احادیث سے پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ جن لوگونکے
دلون مین چھوٹے سے چھوٹے رائی کے دانہ برابر
بھی ایمان باقی ہوگا وہ آگ مین سے نکلین گے پر نکلین گے علاوہ
برین یہ بھی ثابت ہوگیا ہے کہ اس طبقہ سے گنہگاران امت
کے نکل آنے کے بعد اسکی آگ بجھ جائیگی ہوا اسکے دروازونکو کھٹکھٹا
ڈالیگی اور اسمین ساگ اُگ آئیگا اور یہ ہو نہین سکتا کہ جبتک ایسی
آگ تہ مین رہے جو قدمونکو چھو سکتی ہو تو ساگ اُگ سکے پس ان
صحیح دلیلون سے لازم آیا کہ ابوطالب اُس مین سے نکل آئین گے
پھر علامہ برزنجی کہتا ہے کہ حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے کہ جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ
میری شفاعت گناہ کبیرہ کرنیوالون کے لئے ہوگی اور ایک جگہہ
یون آیا ہے شَفَاعَتِیْ لِمَنْ لَمْ یُشْرِكْ بِاللّٰہِ شَیْئًا یعنی میری شفاعت
اُن لوگون کے لئے ہوگی جنہون نے خدا کا کسی طرح شریک نہین
گردانا اور اس حدیث مین لام خصوصیت آیا مثل اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے اور
اسکے معنی یہ ہین کہ میری شفاعت کبیرہ گناہ کرنیوالون سے مخصوص ہے

اور چونکہ وہ کبیرہ گناہ کرنیوالون سے مخصوص ہو گئی وہ مشرک
کے لئے ہو ہی نہین سکتی اور مطلب اسکا صاف ہے کہ مغفرت
معاصی کی شفاعت کبیرہ گناہ کرنیوالون سے مخصوص ہے کیونکہ
صغیرہ گناہونکا کفارہ یہی ہے کہ کبیرہ سے اجتناب کیا جائے
اور کفار کے لئے کسی شفاعت کرنیوالے کی شفاعت کارگر نہوگی
کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ بات کبھی نہ بخشیگا کہ اُس کے ساتھ شرک
کیا جائے اور جو بخشا نہ جائے گا وہ داخل شفاعت ہو نہین سکتا
کیونکہ ہر ایک عذاب ایک گناہ کے مقابلہ مین ہے جبتک وہ
گناہ نہ بخشا جائیگا وہ عذاب بھی جو اُسکے مقابل مین ہے نہین
اُٹھ سکتا اور جب شرک نہین بخشا جائیگا تو یہ حق ہے کہ لَا تَنفَعُهُمْ
شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ اور لفظ شافعین جمع ہے جسپر اَل تعریفی
داخل ہوا ہے پس یہ سب شافعین کے لئے عموم کا فائدہ دیتا ہے
اس سبب سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی اسمین
داخل ہے کہ وہ کفار کو کوئی نفع نہین پہنچائیگی جیسے کسی غیر کی شفاعت
اور حضرت ابو طالب کو پیغمبر خدا صلعم کی شفاعت نفع پہنچائیگی جس سے

کہ اُنکا عذاب دھیما ہوجائیگا اور آنحضرت کی شفاعت کی بدولت
وہ قعرِ جہنم سے کنارِ جہنم پر آجائینگے پس یہان سے لازم آیا
کہ حضرت ابوطالب کبیرہ گناہ کرنیوالون مین سے ہون نہ کہ کفار
مین سے اور یہ بھی لازم ہے کہ وہ اس اُمت کے گناہ گارون مین
سے ہون جو طبقۂ بالا مین رہین گے اور جو اس حالت مین ہو گا
وہ نکلیگا اور داخلِ جنت ہو گا اور یہی اُس قول جناب رسالتمآب
صلعم کے معنی ہین کہ اَرْجُوْاللّٰہَ مِنْ رَّبِّیْ کُلَّ خَیْرٍ مین اپنے رب سے اپنے
چچا کے بارے مین ہر ایک خیر کا امیدوار ہون اور یہہ وہ حدیث
ہے جسے ابنِ سعد اور ابنِ عساکر نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہون نے جناب رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ آپ حضرت ابوطالب کے لئے کیا اُمید
رکھتے ہین آپنے جواب دیا کہ جملہ خوبیان جنکی مین اپنے خالق سے
اُمید کرسکتا ہون اور ہر ایک خوبی کی اُمید محض مومن کے لئے
کی جاسکتی ہے اور یہ نہین ہوسکتا کہ اس سے مراد محض تخفیفِ
عذاب ہو کیونکہ یہ خوبی جملہ خوبیون سے افضل نہین ہوسکتی

بلکہ وہ محض ایک خرابی کی کمی ہے اور بعض خرابی بعض سے گھٹکی ہوتی ہے اور سب خوبیون سے بڑھکی خوبی یہی ہے کہ داخل جنت ہوجائے اور تمام الرازی نے اپنے فوائد مین ایسے سند سے جو مناقب مین سے شمار کیجا سکتی ہے روایت کیا ہے ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن مین اپنے باپ۔ مان چچا اور ایک بھائی کے لئے جو زمانہ جاہلیت مین تھا شفاعت کرونگا اور محب الطبری نے اپنی کتاب ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربےٰ مین اسے روایت کیا ہے اور ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے بلکہ بالتصریح لکھا ہے کہ وہ بھائی رضاعی تھا۔ علامہ برزنجی کہتا ہے کہ نارسہم عام ہے کل طبقات جہنم کے لئے اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ حضرت ابو طالب کا عذاب جمیع اہلِ جہنم سے کہ جنپر عذاب کا اطلاق ہوسکے خفیف تر ہوگا اور اسکی وجہ یہ بیان کی ہے کہ آگ فقط اُنکے تلوونکو چھوئیگی پس یہ نہین ہوسکتا کہ وہ کافر ہون کیونکہ صحیح اخبار مین وارد ہے کہ خود مومنین کو

ایک گناہ کے عوض مین مثلاً غنیمت مین خیانت کرنے کے یا عاق
ہو جانے کے یا بلی کو ستانے کے یا نازو انداز سے چلنے کے بدلے
مین اس سے کہین بڑا عذاب ہوگا۔ اُس شخص کے بارےمین جو مال
غنیمت مین سے ایک چھوٹا سا عمامہ براہِ خیانت لیلے یہ وارد
ہوا ہے کہ آگ کے شعلے اُسکے لئے بلند ہونگے اور اُس شخص کے
بارےمین جو اُن کی ایک عبا چُرالے یہ آیا ہے کہ اُسی کے برابر
آگ کی زرہ اُسکے لئے تیار ہوگی اور یہ بھی وارد ہُوا ہے کہ جو
شخص خیانتِ غنیمت سے بری ہو جائیگا وہ داخل جنّت ہوگا
اور یہ بھی آیا ہے کہ والدین کا عاق کرنا سب کبیرہ گناہون سے
بڑھکر ہے۔ اور بعض احادیث مین شرک کے بعد دوسرا نمبر اسی کا
ہے اور قرآن شریف مین باری تعالیٰ فرماتا ہے وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا
تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا یعنی خدا تعالیٰ
کی پرستش کرو کیکو اُسکا شریک نہ گردانو اور والدین کے ساتھ بہ
نیکی پیش آؤ۔ حدیث صحیح مین یہ بھی وارد ہُوا ہے کہ تین چیزون کے
ساتھ عمل بیکار ہے شرک کے۔ عاق ہونیکے اور جہاد سے بھاگ

جا نیکے۔ اور نیز یہ کہ روز قیامت باری تعالی اُس شخص کی طرف نظر نہ فرمائیگا جسے والدین نے عاق کر دیا ہوا اور بہت سی احادیث صیحہ اس بارے مین آچکی ہین کہ عاق والدین کو عذاب شدید ہوگا اور گنہگاران امت مین سے سب سے پیچھے وہ آتش جہنم سے نکلیگا۔ اور حدیث صیحح مین وارد ہوا ہے کہ ایک عورت بسبب بلی کے آگ مین جائیگی یعنی بلی کو روک رکھنے کے سبب سے اور بہت سی حدیثین اس بارے مین وارد ہوئی ہین کہ ناز و انداز سے نہ چلو اور اکثر اُس عذاب شدید کے بابمین آئی ہین جو اس طرح چلنے والونکو ہوگا۔ اور اگر ابو طالب کافر ہوتے تو اُن پر عذاب کفر ہوتا نہ کہ عذاب گناہان کبیرہ آور یہ یاد رہے کہ کفر کا عذاب کبیرہ گناہون کے عذاب سے کہین زیادہ ہے۔ اور اس مین کوئی شک ہے ہی نہین کہ کفر سب کبیرہ گناہون سے بڑھکر ہے اور مثل اور کبیرہ گناہونکے بخشا جانے ہی کا نہین۔ اور اگر کوئی مومن ایسا ل بھی جائے جسپر ابو طالب سے ہلکا عذاب ہو تو مخبر صادق کے قول مین غلطی لازم آئیگی کیونکہ آپنے عام طور پر ابو طالب کا عذاب سب سے ہلکا بیان کیا ہے

نتیجہ ضروری یہی ہے کہ ابو طالب کا عذاب مثل عذاب گنہگاران
اُمّت بلکہ اُنسے کہین ہلکا ہو۔ اور یہ عذاب اُسی کبیرہ گناہ کے
عوض مین ہے کہ اُنہون نے شہادتین کا زبان سے اقرار نہ کیا
بشرطیکہ ہم یہ کہہ سکین اور ثبوت دے سکین کہ اُنہون نے یہ اقرار
نہ کیا۔ اور اقرار نہ کرنا گناہان کبیرہ مین داخل ہے۔ اور اسمین
تو کلام ہی نہین کہ اُنکا عذر اقرار شہادتین نہ کرنے کے بارہ مین اتنا
صحیح ہے کہ ایمان کو تو کوئی زلل پہنچتا ہی نہین مگر ہان ایسا نہ کرنا
گناہ ضرور ہے۔ ایک امکان اور بھی ہے کہ ابو طالب نے اقرار کیا ہو
اور پیغمبر خدا نے نہ سُنا ہو اور محسوب نہ کیا ہو۔ اور یہ ایسا ہی ہے
گویا اُنہون نے کیا ہی نہین۔ قصہ یہ ہے کہ پیغمبر خدا وقت وفات
حضرت ابو طالب کے پاس تشریف لے گئے وہان ابو جہل اور
عبداللہ ابن ابی امیہ مخزومی بھی موجود تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ
چچا تم فقط لا الٰہ الا اللہ کہدو کہ مین خدا کے سامنے اسے حجت
گردانون اور تمہین بخشوالون۔ یہ سنکر کفار کے کان کھڑے ہوئے
اور ابو جہل و عبداللہ بولے کہ ابو طالب کیا تم عبدالمطلب کے مذہب سے

پھرتے ہو اور یہی کہے چلے گئے یہانتک کہ ابوطالب نے تنگ آکر
اُنسے گفتگو کرنے مین آخری بات اپنی زبان سے یہی نکالی کہ مین
ملت عبدالمطلب پر ثابت قدم ہون اور لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ کہنے سے
انکار کر دیا۔ اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ جب ابوطالب نے
دیکھا کہ پیغمبر میرے ایمان کے بارے مین بہت اصرار کرتے ہین تو
کہا کہ اے جانِ عم اگر مجھے قریش سے تیرے بارے مین خیال و خوف
نہ ہوتا تو مین یہ کلمہ کہدیتا پر کہدیتا اپنی جان پر کھیل جانا کچھ بڑی
بات نہ تھی کہ مین خود پا در گور ہون۔ اور ایک روایت مین یون
آیا ہے کہ جب حضرت ابوطالب کی موت قریب پہنچی تو حضرت عباس نے
اُنکے ہونٹ ہلتے دیکھے اور کان جو پاس لائے تو کیا سُنتے ہین
کہ وہ اقرار شہادتین کر رہے ہین۔ پیغمبر خدا سے بولے کہ اے بھتیجے
خدا کی قسم میرے بھائی نے وہ کلمہ کہدیا جسکا تمنے اُنہین حکم دیا تھا
حضرت عباس نے مارے ڈر کے کہ کہین مین ابھی نہ مسلمان ہوجاؤن
یہ الفاظ اپنی زبان سے نہ نکالے۔ پیغمبر خدا نے یہ سنکر فرمایا کہ مینے
نہین سُنا۔ اور محدثین جو کہتے ہین کہ پیغمبر خدا نے اُنکا اقرار محسوب

نہین کیا اُسکے یہی معنی ہین - اور جو لوگ عدم نجات کے قائل
ہین وہ اس حدیث کو تسلیم نہین کرتے کیونکہ یہ حضرت عباس نے
حالت کفر مین ایمان لانے سے پہلے بیان کی ہے - اور بعض کے
نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے - بہرحال ہم یہ تسلیم کرتے ہین کہ حضرت
عباس کا اُسوقت کا قول اسی لائق تھا کہ محسوب نہ کیا جائے اور
یہ حدیث بھی ضعیف ہے - اور احکام دنیا کے اعتبار سے ابوطالب کو
کافر بھی کہہ سکتے ہین مگر خدائے تعالے کے نزدیک وہ مومن
ناجی ہین اور پہلے جو دلیلین آچکین ہین اُنسے صریح ظاہر ہے
کہ اُنکا دل نور ایمان سے منور تھا - کیا یہ ممکن نہین ہے کہ ابوجہل
وعبداللہ بن اُمیہ کے سامنے حضرت ابوطالب نے محض اس لالچ سے
انکار کیا ہو کہ حفاظت نبی مین خلل نہ آئے اور بعد میرے مرجانے
کے اُنھین کوئی آزار نہ پہنچا سکے اُنھین خوب معلوم تھا کہ قریش
کے دلون مین میری قدر و منزلت بعد وفات اُسی صورت مین
رہ سکتی ہے جب وہ یہ جانین کہ وہ ہمارے دین پر ثابت قدم
رہا اور اسی حرمت و تعظیم کے باعث ممکن ہے کہ نبی کو آزار

نہ پہنچے - اگر انکا قصد یہی تھا تو ہو سکتا ہے کہ انہیں معذور نہ
سمجھا جائے؟ بیشک جو جواب اُنہیں دیا تھا محض اُنکی خاطر کے
طور پر دیا تھا کہ اُنہیں نفرت نہ پیدا ہوا اور خدشہ وہی لگا ہوا
تھا کہ بعد میری وفات کے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
آزار نہ پہنچائیں - اب یہاں اجتماع ضدین ہوگیا یعنی اقرار شہادتین
کرنا - اور نہ کرنا کیونکہ اُنکے سامنے تو اُنکی خاطر سے اقرار کیا نہیں اور
جب وہ چل دئے تو کیا اور اُسوقت حضرت عباسؓ نے جو کان
لگا کر سنا تو اُنکا اقرار سن ہی لیا - اور اسی سبب سے پہلی حدیث
مین یہ الفاظ آئے ہین کہ اٰخِرُ مَا کَلَّمَھُمْ بِہٖ یعنی آخری بات
جو اُنہنے کہی تھی یعنی ابوجہل اور اُسکے ساتھیون سے اور یہ نہین
کہا گیا کہ اٰخِرُ مَا تَکَلَّمَ بِہٖ کہ مطلق آخری الفاظ جو اُنکی زبان
سے نکلے کیونکہ آخری الفاظ جو زبان سے نکلے موافق قول
عباسؓ اقرار شہادتین تھے اور اُنکا یہ کہنا کہ مین ملت عبدالمطلب پر
ہون اس بات کی دلیل ہے کہ وہ توحید پر تھے کیونکہ حضرت
عبدالمطلب شل اور آبا واجداد جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم

توحید پر قائم تھے جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی نے بہت
سے رسالوںمیں تحقیق کر کے لکھا ہے پس حضرت ابوطالب کا
جواب یہ اس لئے تھا کہ وہ ظاہرا رضامند ہوجائیں اور انہیں
خود علم تھا ہی کہ حضرت عبدالمطلب توحید پر قائم تھے۔ اور ابن
عساکر عمرو بن العاصؓ سے روایت کی ہے کہ مینے جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سُنا کہ میرے پاس حضرت ابوطالب
کے لئے ایک رحمت خاص ہے جس سے وہ صلہ رحم کے سبب فائدہ
اُٹھائینگے اور عدم نجات کے جو قائل ہیں اُنکے اُس قول کا
جواب ہے کہ حضرت ابوطالب کے بارے مین جو دو صحیح حدیثین
آچکی ہین کہ وہ قعر جہنم مین تھے یہ دافع ایمان ہین اور یہ اُس
شخص کی کیفیت ظاہر کرتی ہین جو حالت کفر مین مرگیا ہے

علامہ برزنجی کہتا ہے کہ ہم اُنکا جواب دیتے ہین
کہ حالت کفر مین مرجانیوالونکی یہ کیفیت نہین ہوتی کہ وہ
کنار جہنم پر آجائے بلکہ اُسکی کیفیت تو یہ ہونی چاہئے کہ وہ
طبقۂ زیرین جہنم مین رہے۔ پس کسی شخص کے بارے مین شفاعت کا

قبول ہو جانا اور ایسا کہ وہ قعر جہنّم سے کنار جہنم پر آجائے الٹی
عدم کفر کی دلیل ہے کیونکہ کافر کے بارہمین تو جملہ شفاعت
کرنیوالونکی شفاعت قبول ہونے ہی کی نہین - اور جناب
رسولخدا کے اُس قول کے کہ لَوْلَا اَنَا لَکَانَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ
یعنی اگر مین نہوتا تو جہنّم کے طبقۂ زیرین مین ہوتے - یہی معنی
ہین کہ اگر خداوند کریم میرے سبب سے اُنہین ایمان کی ہدایت نہ
کرتا تو وہ کافر مر جاتے اور جہنّم کے طبقۂ زیرین مین پہنچتے
اور یہ قول آنحضرتؐ کے اُسی قول کی نظیر ہے جو آپنے ایک یہودی
کے لڑکے کے بارہمین فرمایا تھا جو بیمار تھا اور بیماری مین جب
آنحضرتؐ اُسکی عیادت کو گئے تھے اُسے اسلام کی دعوت کی تھی اور
وہ اسلام لاکر مر گیا تھا تو آپنے فرمایا تھا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ بِیْ
مِنَ النَّارِ شکرِ خدا ہے کہ اُس نے اس شخص کو میرے سبب
آتش جہنّم سے نجات دی - اور یہان سے پچھلی حدیث کے
باریک معنی بھی ہمارے لئے ظاہر ہو گئے کہ حضرت ابو طالب
قعر جہنم مین ہوتے پس رسول نے اُنکے لئے شفاعت کی اور وہ

کنارِ جہنم پر نکل آئے۔ اسکے معنے پھر سمجھ لو کہ اقرار شہادتین کے انکار کے سببسے قعر جہنم مین داخل ہونیوالے تھے مگر رسولخدا نے شفاعت کی اللہ تعالیٰ نے ایمان کی ہدایت کردی اور جناب رسولخدا کا وہ قول کہ مینے نہین سنا اس بات کا منافی نہین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسکے بعد اسکی خبر دیدی قولہ تعالےٰ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ **ترجمہ** اے محمد جس سے تو محبت رکھتا ہے اُسے تو ہدایت نہین کرتا ہے۔ بلکہ اللہ جسے چاہے اُسے ہدایت کردیتا ہے۔ یہ آیت حضرت ابوطالب کے بارہ مین نازل ہوئی ہے اور اس کا اُنکے بارہ مین نازل ہونا اس بات کی نفی نہین کرتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نا امید ہو جانے کے بعد خدا نے اُنہین ہدایت کردی۔ ابن سعد و ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مینے رسولخدا کو حضرت ابوطالب کی وفات کی خبر دی تو آپ روئے اور فرمایا کہ جاؤ اُنہین غسل و کفن دیکر دفن کرو اللہ تعالیٰ اُنکی بخشش کرے اور اُنپر

رحم کرے - پس مینے ایسا ہی کیا - اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے جنازہ پر سفہار قریش کے شر کے خوف سے تشریف نہ لیگئے اور نماز نہ پڑھنے کا سبب یہ تھا کہ جنازہ کی نماز اُس زمانہ مین واجب نہوئی تھی - اور اہل سیر و تاریخ بیان کرتے ہین کہ جب حضرت ابو طالب نے وفات پائی تو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش سے وہ ایذائین پہنچین کہ جبتک حیات حضرت ابو طالب مین گمان بھی نہ تھا چنانچہ جہال قریش مین سے ایک ملعون حضرتؐ سے بحث کرنے کو آموجود ہوا اور آخر مین حضرتؐ کے سر مبارک پر مٹی ڈال کر چلتا بنا حضرتؐ اپنے مکانکو تشریف لیگئے گھر مین پہنچے تو دختر رسولؐ خدا اُٹھکر آئین - آپ روتی جاتی تھین اور مٹی جھاڑتی جاتی تھین - آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے لخت جگر آزردہ نہو خدا تیرے باپکا محافظ ہے اور یہ بھی فرمایا کہ حضرت ابو طالب کی وفات سے پہلے پہلے قریش سے مجھے کوئی ایذا نہ پہنچی اور کفار قریش حضرتؐ کو ایذا پہنچانے مین جلدی

لہ گو اصل کتاب مین لفظ الصلبانۃ آیا ہے مگر تواریخ سے ثابت ہے کہ ایسے موقعون پر امداد مردون مین سے حضرت امیرؑ کیا کرتے تھے اور عورتون مین سے حضرت خدیجہؓ یا حضرت سیدہؑ ۱۲

جو کی اسکا سبب یہ تھا کہ اُنھوں نے حضرت کو جناب ابو طالب سے بارہا
اقرار شہادتین طلب کرتے دیکھا تھا اور اُنکے پاس سے لال پیلے
ہو کر اُٹھے تھے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ قریش
مجھے ایذا دینے کے لئے مجتمع ہو گئے ہیں تو فرمایا یَا عَمِّ مَا اَسْرَعَ مَا
وَجَدْتُ فَقْدَکَ یعنی آپکے بعد جو مجھ پر پڑنیوالی تھی کیسی جلد آن پڑی
بیہقی سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو طالب کا انتقال ہو گیا
تو حضرت علیؓ آئے اور عرض کی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ عَمَّکَ الشَّیْخَ الضَّالَّ
قَدْ مَاتَ قَالَ اذْھَبْ فَوَارِہٖ قُلْتُ اَنَّہٗ مَاتَ مُشْرِکًا قَالَ
اذْھَبْ فَوَارِہٖ یعنی اے رسولخدا آپکے بڈھے گمراہ چچا کا انتقال ہو گیا
آپنے فرمایا جاؤ اور اُنکی تجہیز و تکفین کرو۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں مینے
عرض کی یارسول اللہ وہ تو مشرک مرے ہیں۔ فرمایا جاؤ اور تجہیز و
تکفین کرو۔ جب مین کفن و دفن سے فارغ ہو کر حضرت کی خدمت
مین واپس آیا تو فرمایا کہ غسل کر لو پس حضرت علیؓ کا یہ قول اَنَّ
عَمَّکَ الشَّیْخَ الضَّالَّ قَدْ مَاتَ پہلی حدیث کے مخالف ہے۔ اور
مین یہ جواب دیتا ہون کہ حضرت علیؓ کا یہ قول اُنکی ظاہری بنا وی

حالت کی نظر سے تھا۔ اور شاید حضرت علیؑ نے یہ بات مشرکین کے سامنے اُنکی خاطر سے کہی ہو اور اس طرح سے یہ پہلی حدیث کی منافی نہین ہو سکتی جسمین اُنکا باطنی حال اور حقیقت امر مد نظر ہے اور وہ امر اُنکا ایمان و تصدیق ہے۔ علامہ برزنجی کہتے ہین کہ طریق اول سے جو ہم نے نجات ثابت کی ہے وہ کافی و وافی ہے اور ہمین زیادہ بیان کرنے کی احتیاج نہین لیکن اور جو کچھ بیان کیا گیا کہ مدعی کے لئے اور زیادہ تاکید ہو جائے۔ اور نجات کے لئے ہمنے کلام خدا سے بھی استدلال کیا ہے کہ فرمایا باری تعالیٰ نے فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝ **ترجمہ** رہے وہ لوگ جو رسول پر ایمان لائے اور جنہون نے اُسکی مدد و نصرت کی اور اُس نور کے پیرو ہوگئے جو اُسکے ساتھ نازل کیا گیا وُہی لوگ فلاح پانیوالے ہین۔ حضرت ابو طالب نے جناب رسولخدا کی تصدیق کی جیسا کہ مشہور و معروف ہے آپکی نصرت کی اور آپکے سبب قریش سے لڑے اور یہ ایسی بدیہی باتین ہین کہ ناقلین اخبار مین سے ایک بھی اُنکا منکر نہین تو ضرور

وہ فلاح پانیوالون مین سے ہوئے۔ اور جو لوگ عدم نجات کے
قائل ہوئے ہین وہ کہتے ہین کہ انہون نے نصرت تو کی مگر اُس نور کا
اتباع نہ کیا جو آنحضرتؐ پر نازل ہوا اور وہ کتابِ خدا ہے جو توحید
باری تعالیٰ کی دعوت کرتی ہے اسی سبب سے فلاح نہین پا سکتے کیونکہ
فلاح پانے کے لئے یہہ صفات مذکورہ موصوف ہونا چاہیے *
علامۂ برزنجی کہتے ہین کہ اگر فلاح سے مراد ہے آتشِ جہنم سے نجات
پانا تو وہ تو ایمان پر موقوف ہے اور ایمان محققین کے نزدیک تصدیق کو
کہتے ہین اور تصدیق حضرت ابوطالب کو حاصل تھی۔ اور اگر فلاح سے
مراد ہے پوری پوری نجات یعنی داخل جہنم ہی نہو تو ایسی فلاح
کے پانے کی صورت مین کفر لازم آ نہین سکتا کیونکہ ہمارا یہہ دعوی
ہے کہ وہ نبیؐ کا اتباع خود کرتے تھے اور اورونکو بھی آپکے اتباع کا
حکم دیتے تھے۔ اب ذرا دیکھئے حروف عاطفہ کی طرف جو قول باریتعالے
مین آئے ہین اٰمَنُوْا بِهٖ وَاتَّبَعُوْا اِس سے ثابت ہے کہ ایمان و اتباع
دو مختلف چیزین ہین اور جب مختلف ہوئین تو ایمان تصدیق پر
محمول ہو سکتا ہے اور تصدیق حضرت ابوطالب کی ثابت ہے

رہا اتباع وہ اُنہین چیزون مین ہوگا جنکا اُسوقت تک شرعاً حکم دیا گیا تھا - اور وہ یہ تھین - توحید - صلۂ رحم - ترک پرستش اصنام جیسا کہ حضرت ابوطالب سے اوپر کی روایت مین منقول ہو چکا ہے کہ آپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپکی بعثت کیون ہوئی آپنے فرمایا اسلئے کہ تم اقارب سے بہ نیکی پیش آؤ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور سوائے خدا کے کسی اور کی بندگی نہ کرو - اور اُسوقت تک نماز - زکوٰۃ - روزہ - حج - اور جہاد فرض نہین ہوا تھا پس سوائے کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کے باقی ہی کیا تھا جس سے توحید کی ادائگی معتبر سمجھی جاتی - اسکا ذکر آہی چکا ہے کہ حضرت ابوطالبؓ اپنے اشعار مین خدا کی وحدانیت رسالت کی حقیقت اور رسولخدا کی تصدیق بیان کی ہے - رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وفات کے وقت اُنسے اقرار شہادتین طلب کیا اسمین یہ حکمت تھی کہ وفات کے وقت کا ایمان زیادہ معتبر ہوتا ہے اسی کو انجام بخیر سے موسوم کرتے ہین اور گو وہ وقت وفات محسوب نہ کیا گیا تاہم قرائن اس امر پر دلالت کرتے تھے کہ وہ دل سے تصدیق

کرتے تھے ہان اس خوف سے اقرار لسانی سے باز رہے کہ کفار قریش
یہ کہدین گے کہ موت سے ڈر گیا اور موت سے ڈر جانا اُنکے ہان
بڑی شرم اور ذلت کی بات تھی وہ لوگ فخر حاصل کرنیمین اور
سردار ہونے مین بڑے حریص تھے بڑے ناک والے تھے وہ یہ
کبھی گوارا نہین کرسکتے تھے کہ ذراسی بات بھی اُنکے خلاف شان
اُنسے منسوب کیجائے تو یہ کوئی بعید از عقل بات نہین ہے کہ وہ
اسے عظیم الشان سمجھے۔ وجوہات ظاہری مین تو یہ عذر تھا۔ رہا
باطن سو اصلی سبب اُن لوگون کے سامنے اقرار نہ کرنیکا یہی تھا
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و نصرت و محافظت
حتی الامکان کرین۔ وہ جانتے تھے کہ جسوقت مینے اقرار شہادتین
کیا اور اِن لوگون پر کھلا کہ یہ نبیؐ کا پیرو ہوگیا پھر نہ میری
توقیر و تعظیم انکے دلونمین رہیگی نہ میری حمایت کی اصل سمجھین گے
بلکہ اُلٹے میری وصیت کی تو حقارت کرین گے۔ اور میری
حرمت برباد کرین گے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا اب سے
کہین زیادہ پہنچائین گے حضرت ابو طالب کو حرص تھی تو یہی تھی

کہ میرے مرجانے کے بعد جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کہین خلقت کو خدا کیطرف بُلائے جاویٔن اسی لئے وہ چاہتے تھے
کہ قریش کے دلونمین میری حرمت باقی رہے پس اگر وہ اقرار
شہادتین کر دیتے اور قریش کو معلوم ہوجاتا تو حمایت و نصرت
کی غرض اصلی فوت ہوجاتی۔ یہان سے علاّمہ برزنجی نے سوائے
اقرار شہادتین کے اور احتمالات بیان کئے ہین جنکے باعث حضرت
ابو طالب کو گنہگاران امت کے ساتھ عذاب دیا جائیگا۔ وہ
کہتے ہین کہ شاید یہ عذاب اس سبب سے ہو کہ وہ نماز نہین بجا لائے
جو ابتدائے اسلام مین واجب تھی اور وہ چار رکعتین تھین
دو دو قبل طلوع آفتاب اور دو بعد غروب۔ پس جب حضرت ابو طالب
سے ان نمازون کے پڑھنے کے لئے کہا گیا اُنھون نے نہ پڑھی
اور اسی طرح تہجد بھی نہ پڑھی جو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ
وسلم ابتدائے اسلام مین پڑھا کرتے تھے۔ اُنکا نماز نہ پڑھنا ممکن
ہے کہ اس سبب سے ہو کہ کہین قریش کو یہ معلوم ہوجائے کہ یہ نبی کا
پیرو ہے اور وہ میری حمایت قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا ترک

کر دین - پس اسلئے نماز سے باز رہنا کہ قریش کو زیادہ دھوکہ
رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و نصرت زیادہ ہوسکے
بجائے خود ایک عذر ہے تاہم نماز ادا نہ کرنا معصیت ضرور ہے
اور معصیت بھی ایسی جسپر عذاب ہوگا - اور بظاہر وہ ایک بہانہ
اور بھی کیا کرتے تھے کہ جب اُنسے نماز کو کہا جاتا یہ کہدیا کرتے
تھے کہ میرے چوتڑ اونچے نہ کراؤ - ایسا باز رہنا بظاہر یا تو عناد کی
رو سے تھا یا تکبر کی رو سے اور اسی سبب سے زمرۂ گنہگاران مومنین
مین معذب کئے جائینگے خواہ وہ قریش کو یہ جتانے کے لئے
کہ مین تمہارے مذہب پر اور تمہارے ہمراہ ہون دھوکہ ہی کیون
نہ دیتے ہون - ایک احتمال آتش جہنم مین جانیکے بارے مین یہ بھی
ہوسکتا ہے کہ بعد بعثت اُنپر بعض بندون کے حقوق بھی رہ گئے
تھے ۔ علامہ برزنجی نے اپنے رسالہ کے اول مین والدین جناب
رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی نجات کے ذیل مین آپکے
جمیع آبا و اجداد کی نجات ثابت کی ہے کیونکہ وہ سب موحد تھے
پھر حضرت ابوطالب کی نجات کے ذکر مین یہ بیان کیا ہے

کہ کسی کتاب میں یہ نہیں آیا کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
چچاؤن مین سے ایک نے بھی یہ کہا ہو کہ تو کیون ہمارے آبا و اجداد کو
برا کہتا ہے؟ کسلیئے ہمارے خداؤن کی مذمت کرتا ہے کیون ہمین
احمق بتاتا ہے جیسا کہ اور قریش کہتے تھے اسکا سبب یہ تھا کہ اگر
وہ چچا یہ کہتے کہ یہ ہمارے بزرگون کی مذمت کرتا ہے تو کہتے ہی
کہتے کہ اپنے بزرگونکی مذمت سے دست بردار ہو۔ رہی آگے
ابولہب کی دشمنی وہ میان ابوسفیان سے سسرال کا رشتہ رکھنے
کے سبب سے تھی کیونکہ ابولہب کی شادی ابوسفیان کی بہن ام جمیل
سے ہوئی تھی جسکا نام اسلام مین ام قبیح ہے اور حمالۃ الحطب بھی
اُسی کو کہتے ہین۔ سو ابولہب اُن لوگون کے سکھائے مین تھا۔
یہان سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابوطالب اپنے بزرگون کے
طریقے پر تھے اور اگر حضرت ابوطالب نے بت پرستی کی تو یہ لازم
آئیگا کہ اس سلسلۂ طاہرہ مین وہ اول مشرک ہوئے اور یہ کسی طرح
ثابت نہین ہوتا کہ اس مبارک خاندان و پاک نسل مین سے حضرت
ابوطالب شرک و بت پرستی کے بانی ہوئے ہون۔ فی الحقیقت

وہ ہر معاملہ مین مثلاً اخلاق کی خوبیون مین - اپنی خاندانی بزرگی
ونام آوری کی حمایت مین - رئیس ہونے مین مرتے دم تک حضرتِ
عبدالمطلب کے قدم بقدم رہے اور انہین کی ملت پر تھے اور جب
کفار قریش سے انہون نے یہ کہا تھا کہ مین ملّت عبدالمطلب پر
ہون تو اسی امر کی طرف اشارہ کیا تھا اور اسطرح اُنسے بات کی تھی
کہ وہ تو اپنی سمجھے اور معنی اُسکے ایسے جنسے خود شرک سے خارج
اور زمرہ موحدین مین داخل ہوئے - اور ساتھ ہی ساتھ حضرت
عبدالمطلب کی بھی تعریف کردی کہ وہ موحد تھے - اور بات کفار سے
بھی پوشیدہ رکھی کہ اُنکے دلونمین انکا مرتبہ اور انکی حمایت کا
خیال باقی رہے - رہا اُن حدیثون کا ماحصل جنمین حضرتِ ابوطالب
کے کفر کا اور اُنکے آتش جہنم مین داخل ہونیکا ذکر آیا - وہ یہ ہے کہ
اُنمین دنیوی احکام کا ذکر ہے جو ظاہری شرع کی نظر سے کیے گئے
ہین - اور آتش جہنم مین داخل ہونیکا سبب یا تو ترک اقرار شہادتین
ہے - یا یہ کہ بعض واجبات ادا نکئے - یا یہ کہ حقوق بندگانِ خدا
اُنکے ذمہ رہے مگر یہ کیسطرح لازم نہین آتا کہ وہ آتشِ جہنم مین داخل

ہونگے تو اُسمین ہمیشہ رہین گے - اور نہ اُن حدیثون مین کوئی
ایسی حدیث آئی جس سے یہ ثابت ہو کہ وہ آتش جہنم مین ہمیشہ رہینگے
یہ ثابت ہی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت
سے وہ طبقۂ بالا مین رہین گے - اگر وہ کافر ہوتے تو حضرت کی
شفاعت اُنکے حق مین قبول ہی کیون ہوتی - اور یہ صحیح حدیث
مین آچکا ہے کہ گنہگاران امت کا عذاب سب سے ہلکا ہوگا اور حضرت
ابو طالب کا عذاب جملہ اہل جہنم کے عذاب سے زیادہ ہلکا ہوگا تو ثابت
ہے کہ اُنکا عذاب گنہگار مومنونکے عذاب سے بھی ہلکا ہوگا - اور یہ حدیث
بھی صحیح ہے کہ گنہگارانِ امت طبقۂ جحیم سے نکل آئین گے - ہوا
اُسکے دروازونکو کھٹکھٹا ڈالیگی - اور اُسمین ساگ اُگ آئیگا ؛
پس حضرت ابو طالب بھی اُنہیں نکلنے والون مین سے ہوئے
بلکہ اُنین سب سے اوّل ہوئے کیونکہ اُنکا عذاب سب سے ہلکا ہوگا اور
کافر تو اُسمین سے کبھی نکلنے ہی کے نہین - ان دلیلون سے ثابت
ہے کہ گو اُنہین عذاب جہنم بھی ہو وہ ضرور بالضرور آتش جہنم سے
نکلین گے اور جنت مین داخل ہونگے کیونکہ ان دونوں کے بیچمین

تیسری جگہہ تو اور ہے ہی نہین - پھر علامہ برزنجی کہتے ہین کہ
اگر تم یہ کہو کہ علما رنے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
لئے ایک اور قسم کی شفاعت ثابت کی ہے جو کفار کے لئے ہو گی
اور یہ بیان کیا ہے کہ یہ ہمارے حضرتؐ سے خصوصیت رکھتی ہے
اور اسکی مثال مین حضرت ابوطالب کی شفاعت بیان کی ہے کہ
اُنسے عذاب کی تخفیف ہو گی - مین یہ جواب دیتا ہون کہ یہہ
اس بات پر مبنی ہے کہ ابوطالب کافر ہون اور ہم پہلے ہی اُنکا
ایمان ثابت کر چکے ہین اور یہ بھی ثابت کر چکے ہین کہ اُنکے بارہ مین
شفاعت جو ہو گی وہ باعتبار اُنکے کبیرہ گناہ ہونکے ہو گی جو
اُنسے سرزد ہوئے ہین جیسا کہ آنحضرتؐ کے قول سے ظاہر ہے
کہ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ اور یہ خدا تعالےٰ کے قول سے بھی
مستثنےٰ نہین کہ اُس نے فرمایا فَمَا تَنْفَعُھُمْ شَفَاعَۃُ الشَّافِعِیْنَ اور
کوئی خاص آیت اس آیت کے عموم کے خلاف نہین آئی - اِس
سببے اسکا عموم برقرار ہے - اور نہ وہ علما سوائے حضرت ابوطالب
کے کسی کافر کی مثال دے سکتے ہین جسکے بارہ مین حضرتؐ کی

شفاعت آئی ہو اگر اُنکے پاس کوئی اور مثال ہے تو لائین ہمین دکھائین کہ ہم بھی اُسمین غور کرین ہان اگر اُنکی مراد ظاہر شریعت کے کافرون سے ہے تو پھر اختلاف لفظی باقی رہجائیگا اگر اس تحقیقات مین شبہہ نہ کرین تو اُن عالمونکو اسکا ثبوت دینا پڑیگا کہ خدا یتعالی کا یہ قول اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ اور وسنے خصوصیت رکھتا ہے اور حضرت ابو طالب اس سے مستثنیٰ ہین یہ ایک بھی نہین کہتا * اسکے بعد علامہ برزنجی نے اُن آیات کا ذکر کیا ہے جنکی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت ابو طالب کے بارہ مین نازل ہوئی ہین مثلاً خدا یتعالی نے فرمایا مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ **ترجمہ** یہ نبی کا اور مومنین کا کام نہین ہے کہ مشرکون کے لئے طلب مغفرت کرین چاہے وہ رشتہ دار ہی کیون نہون جب اُن پر یہ ظاہر ہو چکا کہ وہ دوزخی ہین برزنجی کہتے ہین کہ جتنی حدیثین اس آیت کے نزول مین وارد ہوئی ہین مینے سب دیکھین اور اُنہین تین وجہون پر منقسم پایا

اوّل یہ کہ یہ آیت حضرت ابوطالب کے بارہ مین نازل ہوئی ہے
دوم یہ کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے
بارہ مین آئی ہے۔ سوم یہ کہ اور لوگون کے آباؤ اجداد کے بارہ مین
آئی ہے جو حالتِ کفر مین مرگئے تھے اور اُنکی اولاد اُنکے
لئے طلبِ مغفرت کیا کرتی تھی۔ سو وجہ دوم یعنی یہ کہ آیت
مذکور جناب پیغمبر صلعم کی والدہ کے بارہ مین آئی ہے بہت ہی
ضعیف ہے۔ اور وجہ اوّل کہ یہ آیت حضرت ابوطالب کے بارہ مین
آئی ہے اسکے راویون نے اُسے پورا بیان نہین کیا۔ پس صحیح
یہی ہے کہ اسکے نزول کا سبب وُہی تیسری وجہ ہے اور اِس
امر کا استدلال اس سے کیا گیا ہے کہ یہ آیت مدینہ طیبہ مین
نازل ہوئی ہے اور ساری سورۃ بھی مدنی ہے اور بعد
غزوۂ تبوک کے نازل ہوئی ہے اور حضرت ابوطالب کی وفات
مکہ معظمہ مین اس آیت کے نازل ہونے سے کوئی بارہ برس
پہلے ہو چکی تھی۔ پھر ہم یہ دیکھتے ہین کہ حضرت علی رضی اللہ
عنہ سے نہایت صحیح طریقون سے روایت کی گئی ہے۔ اور

راوی بھی اُسکے امام احمد۔ ترمذی۔ طیالسی۔ ابن ابی شیبہ نسائی
ابویعلیٰ۔ ابن جریر۔ ابن منذر۔ ابن ابی حاتم۔ ابو الشیخ۔ حاکم ہین
اور یہ سب اسکو صحیح جانتے ہین اور ابن مردویہ اور بیہقی بھی اسکے
راوی ہین کہ سبب اس آیت کے نازل ہونیکا یہ تھا کہ لوگ اپنے
آباؤ اجداد مشرکین کے لئے مغفرت طلب کیا کرتے تھے۔ حضرت
علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مینے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے
والدین کے لئے مغفرت طلب کر رہا ہے حالانکہ وہ دونو مشرک
تھے مینے اُس سے دریافت کیا کہ تو اپنے ماباپکے لئے مغفرت
طلب کرتا ہے درآنحالیکہ وہ مشرک ہین۔ بولا کیون کیا حضرت
ابراہیم نے اپنے باپکے لئے مغفرت طلب نہین کی؟ مینے آکر
اسکا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اور یہ آیت نازل ہوئی
مَاكَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ یہ روایت نہایت صحیح ہے
اس روایت صحیحہ کا ایک گواہ بھی ملگیا ہے وہ بھی صحیح ہے اور
وہ حدیث حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے اور اُسکے راوی ابن
جریر اور ابن ابی حاتم ہین۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے

ہین کہ لوگ اپنے آباؤ اجداد کے لئے مغفرت طلب کیا کرتے
تھے یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی اور جب یہ نازل ہوئی تو
وہ اپنے مردونکے لئے استغفار کرنے سے باز آئے اور اس بات
سے اُنہین منع نہین کیا گیا کہ مرنے سے پہلے زندون کے لئے
طلب مغفرت نہ کرین۔ پھر خدائے تعالےٰ نے یہ آیت نازل
کی وَمَا کَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاھِیْمَ لِاَبِیْہِ الخ یعنی جبتک وہ زندہ
تھا اُسکے لئے مغفرت طلب کیا کرتے تھے جب مرگیا ترک کردیا
یہ روایت سچی گواہ ہے۔ اب چونکہ یہ روایت زیادہ صحیح ہے
اس پر عمل کرنا ترجیح رکھتا ہے تو اب ترجیح اسی بات کو رہی کہ
یہ ان لوگون کے بارہ مین نازل ہوئی ہے جو اپنے آباءِ مشرکین
کے لئے طلب مغفرت کیا کرتے تھے نہ حضرت ابو طالب کے
بارے مین۔ پھر علامہ برزنجی یہ ذکر کرتے ہین کہ یہ بھی ممکن ہے
کہ اس صحیح روایت مین اور اُس روایت مین کہ یہ حضرت
ابو طالبکے بارہ مین نازل ہوئی اجتماع ہوجائے اور پھر بھی ہمارا
مطلب حاصل ہو۔ کیونکہ وہ روایت جسمین یہ آیا ہے کہ یہ حضرت

ابو طالب کے بارے مین نازل ہوئی ہے پوری نہین بیان کی گئی کیونکہ اُسکے راوی نے آخر مین کہا ہے لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَکَ مَالَمْ اُنْہَ عَنْکَ فَنَزَلَتْ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ الآیۃ یعنی اے چچا مین تمہارے لئے استغفار کئے جاؤن گا جبتک کہ مجھے اس بارے مین پروردگار منع نہ کردے پس یہ آیت نازل ہوئی مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ الخ اور راوی نے یہ نہین کہا کہ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَغْفِرُ لِعَمِّہٖ لَنَسْتَغْفِرَنَّ لِاٰبَآئِنَا فَاسْتَغْفَرُوْا لِاٰبَآئِہِمْ فَنَزَلَتْ فِی حَقِّہِمْ الآیۃ کہ مسلمانون نے کہا کہ رسولخدا اپنے چچا کے لئے طلب مغفرت کرتے ہین تو ہمین چاہئے کہ اپنے آباؤ اجداد کے لئے طلب مغفرت کرین پس یہ آیت اُنکے حق مین نازل ہوئی چونکہ یہ جملہ محذوف ہوگیا تھا راوی نے گمان کیا کہ یہ آیت حضرت ابوطالب کے حق مین نازل ہوئی ہے۔ اگر یہ جملہ مذکور ہوتا تو برابر یہ کہتا کہ یہ آیت اُن لوگون کے بارے مین نازل ہوئی جو اپنے بزرگونکے لئے طلب مغفرت کیا کرتے تھے۔ کیفیت اُس کی یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ابو طالب سے

یہ کہاکہ ابوجہل کے اور عبداللہ بن امیۃ المخزومی کے سامنے
لا الہ الا اللہ کہدو توحضرت ابوطالب نے انکار کیا پھر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہاکہ تحقیق مین تمہارے لئے طلب مغفرت کئے جاؤنگا
یہانتک کہ مجھکو منع کردیا جائے۔ مسلمانون نے کہاکہ رسول خدا
اپنے چچا کے لئے طلب مغفرت کرتے ہین لاؤ ہم اپنے آباؤ اجداد
کے لئے طلب مغفرت کرین۔ پس اُنہون نے اپنے بزرگون
کے لئے طلب مغفرت کی پس یہ آیت اُنکے حق مین نازل ہوئی
راوی نے اختصار کردیا اور اُسمین سے یہ آخری جملہ حذف
کردیا۔ اور ان روایتون کے اجتماع پر ایسی حدیثین دلالت
کرتی ہین جن سے اِنکا اجتماع ثابت ہوتاہے۔ ازانجملہ وہ
حدیث ہے جو ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے محمدابن کعب القرظی
سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوطالب بیمار ہوئے پیغمبر خدا
اُنکے پاس تشریف لائے اور اُنے کہاکہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہو
حضرت ابوطالب نے انکار کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مین تمہارے
لئے طلب مغفرت کرونگا یہانتک کہ باری تعالیٰ مجھے اس امر مین

منع کر دے۔ مسلمان بولے یہ محمدؐ اپنے چچا کے لئے طلب مغفرت
کرتا ہے اور ابراہیم نے اپنے چچا کے لئے طلب مغفرت
کی تھی وہ بھی لگے اپنے مشرکین رشتہ داروں کے لئے طلب
مغفرت کرنے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ وَ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ پھر یہ نازل کی وَمَا کَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰھِیْمَ لِاَبِیْہِ الخ
ابن جریر نے بطریق شبل عمرو بن دینار سے روایت کی ہے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم نے اپنے
چچا کے لئے درآنحالیکہ وہ مشرک تھا مغفرت طلب کی۔ مین
بھی حضرت ابوطالب کے لئے مغفرت طلب کئے جاؤنگا تا آنکہ
خداوند کریم مجھے اس سے منع کر دے صحاب رسول بولے
کہ جسطرح پیغمبر اپنے چچا کے لئے مغفرت طلب کرتے ہین ہم
بھی ضرور اپنے آباؤ اجداد کے لئے مغفرت طلب کرین گے
پس خدا نے یہ آیت نازل کی مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ الخ ان اخبار
واحادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیت اس سبب سے نازل
ہوئی کہ مسلمان اپنے مشرک رشتہ دارون کے لئے استغفار

کرتے تھے اور یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ اُس روایت مین جسین
یہ آیا ہے کہ یہ حضرتِ ابوطالب کے بارےمین نازل ہوئی بہ سبب
اختصار یا حذف کے شبہ پڑگیا تا آنکہ راویون نے گمان کیا کہ
وہ حضرت ابوطالب کے ہی بارےمین نازل ہوئی ہے اور اصل مین
یون نہین ہے + اس اجتماع کے متعین ہونے کی تائید اس سے
بھی ہوتی ہے کہ وہ ساری کی ساری سورۃ مدنی ہے اور بعد
غزوۂ تبوک نازل ہوئی ہے اور اسمین اور وفات حضرت
ابوطالب مین کوئی بارہ برس کا فرق ہے۔ جب اس کے
ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پہلی صحیح حدیث ملائی جائے
اور وہ دلیلین ملائی جائین جو اسکی گواہ ہین اور یہ بات دیکھی
جائے کہ یہ آیت مدنی ہے تو یہ نہین چاہیے کہ ان دلیلون کو
لغو سمجھ لیا جائے اور اسی بات کو ترجیح دیجائے کہ وہ حضرت
ابوطالب ہی کے بارےمین نازل ہوئی ہے خواہ صحیحین ہی
مین کیون نہ مذکور ہو۔ یہ بات اصول حدیث مین بالتصریح آچکی
ہے کہ حدیث غیر صحیحین کو ترجیح ہوسکتی ہے جب ایسی باتین

پائی جائین جو اسکی مقتضی ہون۔ محدثین کا قول ہے کہ حدیث صحیحین کا یا اُنمین ایک کی حدیث کا تقدم مطلق نہین ہے ❖

اس اجتماع کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے باپ سے مراد اُنکے چچا ہین جیسا کہ نجات والدین رسولخدا کے بارہمین تحقیق کیا ہے اس امر پر اہلِ صُحُفُ اہلِ توریت واہلِ انجیل کا بھی اجماع ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کا یہ چچا وہ آزر تھا جو بتونکو اپنا خدا مانتا تھا جیسا کہ خداوند کریم نے اُسکا قصہ بیان کیا ہے اور وہ حضرت ابراہیمؑ سے کہا کرتا تھا کہ اے ابراہیمؑ کیا تو میرے خداؤن سے متنفر ہے آب خیال کرو کہ حضرت ابوطالب کے بارہمین کسی صحیح طریقے سے یہ بات نقل نہین کی گئی کہ اُنہون نے کسی بت کو اپنا خدا مانا ہو یا پتھر کی پرستش کی ہو یا پیغمبرِ خدا کو خدا کی عبادت سے منع کیا ہو اُنسے جو بڑی سے بڑی بات سرزد ہوئی وہ یہی تھی کہ اقرار شہادتین زبان سے نہ کیا یا بعض واجبات ترک کئے حالانکہ اُنکا دل جناب رسولخدا کی تصدیق اور اوراس قسم کی باتو نسے

پُر تھا لیس ہمارے دین کے مقتضا رکے مطابق وہ ضرور آخرت
مین نجات پائین گے اور یہ بات نہ عقل وحکمت کے مطابق ہے
نہ اس شریعت غرّا کی خوبیون سے پائی جاتی ہے نہ ائمہ اہل کلام
کے قواعد سے ملتی ہے کہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضرتِ ابوطالب
آزر کو ایک درجہ مین سمجھا جائے - حسان رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین **شعر** اَمَنْ یَّھْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْکُمْ ✤ وَیَمْدَحُہٗ وَیَنْصُرُہٗ سَوَآءٌ ✤
ترجمہ کیا وہ شخص جو تم مین سے رسول کی ہجو کرتا ہے اور وہ
جو رسول کی مدح اور نصرت کرتا ہے برابر ہین - حضرت ابوطالب
نے بچپن مین پیغمبر خدا کو پرورش کیا بڑے پن مین آپکو اپنے
ہان رکھا آپکی مدد کی آپکی توقیر کی ہر قسم کی تکلیف آپسے دفع
کرتے رہے اور قصائد غرّا مین آپکی تعریف وتوصیف بیان
کرتے رہے اور آپ کے اتباع سے خوش رہے ✤ عمرو بن دینار
سے جو حدیث ابھی بیان کی گئی ہے وہ اُنکے شرک پر دلالت
نہین کرتی - یہ جو قول رسولخدا آیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے اپنے چچا کے واسطے استغفار کیا حالانکہ وہ مشرک تھا پس

مین بھی حضرت ابوطالب کے لئے استغفار کئے جاؤنگا۔ ممکن ہے کہ
اسکے یہ معنی ہون کہ ابراہیمؑ نے اپنے عم کے واسطے باوجود اُنکے
شرک کے طلب مغفرت کی تو مین حضرت ابوطالب کے لئے
کیون طلب مغفرت نہ کرون جس حال مین کہ اُنکی خطا ئین سوائے
شرک کے اور ہین پس مین اُنکے لئے استغفار کئے جاؤنگا
تا آنکہ میرا خدا مجھکو منع کردے اور خدا نے منع نہ فرمایا ہان
منع فرمایا مشرکین کے لئے استغفار کرنے سے نہ خاص اُنکے
چچا کے لئے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو یون کہا جاتا مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَاَنْ یَّسْتَغْفِرَ النَّبِیُّ لِعَمِّہٖ
ترجمہ نہین مناسب ہے نبیؐ کے لئے اور مومنین کے لئے کہ مشرکونکے
لئے طلب مغفرت کرین اور یہ کہ نبی اپنے چچا کے لئے مغفرت
طلب کرے اور یہ ظاہر ہے کہ یون نہ کہا گیا اور اسکی تصریح
اس سے بھی ہوتی ہے جو دُرِّ منثور مین بطریق ابن جریر قتادہ
سے وارد ہوا ہے کہ صحابہ مین سے بعض نے رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے اپنے والدین کے بارے مین استغفار کے لئے

پوچھا۔ آپنے فرمایا قسم بخدا مین اپنے عم کے لئے استغفار کئے جاونگا
جسطرح کہ ابراہیمؑ اپنے عم کے لئے استغفار کرتے تھے تو خدا نے
یہ آیت نازل کی مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ الخ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس ایسے کلمات بذریعہ
وحی کے پہنچے ہین جو میرے کانون مین پڑکر میرے دل مین
کھب گئے اعنی مجھے حکم دیا گیا کہ جو شخص مشرک مرے مین اُسکے
لئے استغفار نہ کرون۔ پس جناب پیغمبر خدا صلعم نے اول تو یہ
فرمایا تھا کہ مین اپنے باپ یعنی چچا کے لئے استغفار کئے جاونگا
اور پھر بجواب اپنے صحابؓ کے یہ نہ فرمایا کہ مجھے اُنکے بارے مین استغفار
کرنے سے منع کیا گیا بلکہ یہ فرمایا کہ جو شخص مشرک مرا ہو اُسکے
بارے مین استغفار کرنے سے منع کیا گیا ہے اسمین اشارہ خفی اپنے
عم بزرگوار کے بارے مین یہ بھی تھا کہ وہ مشرک نہ تھے یہان سے
ثابت ہے کہ احادیث شفاعت اس امر پر دلالت کرتی ہین
کہ آنحضرتؐ اُن لوگونکی بھی شفاعت فرمائینگے جنکے دل مین
اونے سے اونے رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان

ہوگا۔ اور یہ اشارہ خفی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
اکثر واقع ہوتا تھا اس سبب سے کہ آپ سچ بولنا از حد پسند فرماتے
تھے اور یہ چاہتے تھے کہ کوئی لفظ میرے کلام مین خلاف واقع
نہ آنے پائے کیونکہ آپ معصوم تھے اور معصوم کی شان سے
جھوٹ وغیرہ کبائر محال ہین پس آپکا طرز بیان ایسا تھا کہ ایسے
عام لفظ سے مضمون ادا فرماتے تھے جسمین اشارہ خفیہ بھی ہوتا تھا
اور سائل کا جواب بھی پورا پورا ال جاتا تھا جس سے اُسکا دل
بھی خوش اور مطمئن ہو جاتا تھا۔ اسی قبیل سے ہے وہ روایت
جو ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لکھی ہے کہ ایک اعرابی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور دریافت کرنے لگا کہ میرا
باپ صلہ رحم کرتا تھا اور یہ کرتا تھا اور وہ کرتا تھا اُسکا کیا حشر
ہوا وہ کہان ہوگا؟ حضرت نے فرمایا دوزخ مین۔ اس بات
سے تو گویا اُسکے تن بدن مین آگ ہی لگ اُٹھی جھلا کے پوچھا
تو پھر آپکے چچا کہان ہونگے؟ حضرتؐ نے جواب دیا جسوقت
تو کسی کافر کی قبر کے پاس سے ہو کر نکلے اُسے آتش جہنم کی بشارت

دیا کہ وہ اعرابی اسلام لے آیا اور کہا کرتا تھا کہ جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بہت مکلّف کیا ہے اور اسوقت سے
مین جس کافر کی قبر کے پاس سے ہو کر گزرا اُسی کو آتش جہنم کی
بشارت دی ہے۔ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب مجمل
دیا تھا جب یہ فرمایا کہ جسوقت تو کسی کافر کی قبر کے پاس سے
ہو کر گزرے اُسے آتش جہنّم کی بشارت دیجیو یہ حضرت نے اپنی
عادت کے موافق کیا تھا کیونکہ جب اعرابی نے آپسے سوال
کیا تھا تو آپ صاف جواب دینے سے خائف تھے اس سببسے
کہ اُس مین فتنہ کا اندیشہ اور اُسکے دل کے مضطرب ہو کر پھر جانیکا
خوف تھا لہذا ایسا جواب دیا جسمین توریہ تھا ابہام تھا اور ساتھ
ہی اسکے راستی کا ولولہ بھی تھا۔ حقیقت حال تو صاف صاف
بیان نہ کی اور اُسکے باپکے لئے اور اپنے عم بزرگوار کے لئے جدا جدا
حکم نہ دئے کیونکہ جس حالت مین وہ شخص تھا اُسکے مرتد ہو جانیکا
اندیشہ تھا اور یہ جبلّی اور فطرتی بات ہے کہ نفوس اپنے برخلاف
سے نفرت کرتے ہین اور عرب کے تو خمیر مین ظلم اور گھٹی مین سخت دلی

پڑی ہوئی تھی اسی سبب سے آنحضرتؐ نے اُسے ایسا جواب دیا کہ اُسکا
دل بھی خوش ہو گیا اور وہ وہم مین بھی رہا اور اُس نے اس
لفظ پر اعتماد کر لیا۔ یہ روایت اس قبیل کی اور روایتون سے
مقدم ہے جنکو راویون نے معنی و مطلب کے لحاظ سے بدل دیا ہے
مثل روایت **مسلم** کے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ
میرا باپ کہان ہے فرمایا آتش جہنم مین پس جب وہ مُنہ پھیر کر
چلنے لگا تو اُسے بُلایا اور کہا کہ میرا عم اور تیرا باپ دونو جہنم مین
ہین یہ روایت مُنکر ہے اور علمانے اس مین بہت کچھ کلام کیا
ہے جسکا خلاصہ **زرقانی** نے شرح **المواھب** لکھا ہے
اور وہ کہتا ہے کہ یہ کہنا ٹھیک ہے کہ راویون نے ہمین تصرف
کیا ہے اور اُنکی روایتین مختلف ہو گئی ہین مگر صحیح وُہی پہلی
روایت ہے یعنی حیثُما مَرَرْتَ بِقَبْرِ کافِرٍ الخ کیونکہ یہ ہمین پورا پورا
یقین دلاتی ہے کہ یہ لفظ عام اعنی حیثُما مَرَرْتَ بِقَبْرِ کافِرٍ فَبَشِّرْہُ
بِالنّارِ آنحضرتؐ سے صادر ہوا ہے اور گویا بعض راویون نے
اِس قولِ جنابِ رسالتمآبؐ سے کہ حیثُما مَرَرْتَ بِقَبْرِ کافِرٍ یہ سمجھ لیا

کہ عم رسولخدا بھی اسمین شامل ہین اور وہ بھی کافر ہین پس اسے
بدل ڈالا اور انُ معنی کے مطابق جو انُکے خیال مین آئے تھے
اُسے روایت کردیا اور یہ کہدیا اِنَّ اَبِیْ وَاَبَاکَ فِی النَّارِ یعنی میرا
عم اور تیرا باپ دونو جہنم مین ہین۔ اور اوپر یہ جو آیا ہے کہ
آزر عم ابراھیمؑ تھا اور انُ کا باپ نہ تھا نہایت صحیح قول ہے
علامہ ابن حجر الھیثمی کہتا ہے کہ تمام اہلِ کتابنے اس
بات پر اجماع کیا ہے کہ آزر حقیقت مین حضرت ابراھیمؑ کا باپ
نہ تھا بلکہ چچا تھا اور اللہ تعالی نے قرآن مجید مین اُسکو باپ
کہا ہے کیونکہ عرب چچا کو باپ کہا کرتے تھے اور **فخر رازی**
نے بھی اسکا یقین کیا ہے اور کہا ہے کہ قرآن مجید مین چچا کے
لئے باپ کا لفظ آیا ہے جیسا کہ باری تعالی نے ارشاد فرمایا
اِلٰھَکَ وَاِلٰہَ اٰبَآئِکَ اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ باوجود اسکے کہ یہان
کلام اولاد یعقوبؑ سے تھا اور حضرت اسمعیل چچا تھے حضرت یعقوبؑ
کے اور **رازی** سے پہلے ایک جماعت سلف نے اس معاملہ کو
بیان کیا ہے ازانجملہ ابن عباس اور مجاہد اور ابن جریر اور سدی

ہین ان سبنے صاف لکھدیاہے کہ آزر حضرت ابراہیمؑ کا باپ نہ تھا
بلکہ چچا تھا کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کا باپ تارخ تھا۔ اور منجملہ
انکے جو رازی سے موافقت رکھتے ہین امام وردی ہے
ائمہ شافعیہ مین سے اور اس نے قول باری تعالیٰ مین وَتَقَلُّبَكَ
فِي السَّاجِدِينَ وہی کہا ہے جو کچھ رازی نے کہا کہ مراد تقلب سے
یہان نقل کرنا ہے اصلاب طاہرہ سے ارحام زاکیہ کی طرف
اور اس آیہ کی تفسیر کی وجوہات مین سے ایک وجہ یہ بھی ہے
مگر اس پر حصر نہین کیا گیا ہے بلکہ قبولیت کیواسطے یہ وجہ اولی
و افضل ہے روایت کی ہے ابن سعد بزار طبرانی اور
ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اس قول باری تعالیٰ
مین وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ انہون نے فرمایا ہے کہ نبی سے نبی کیطرف
اور نبی سے نبی کیطرف حتے کہ تجھکو نبی بنا کر پیدا کیا تو یہان تغیر کی
ہے تَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ کی نقل کرنا اصلاب انبیا مین گو
بیچ مین کچھ واسطے ہون مگر آیت کا مطلب اس سے زیادہ عام
ہے اور اس سے مراد وہ نمازی لوگ ہین جو ذریت حضرت ابراہیمؑ

مین برابر ہے اور یہ معانی زیادہ تر واضح ہین کیونکہ اسمین غیر انبیا
بھی شامل ہین روایت کی ہے ابن المنذر نے ابن جریج سے
کہ وہ کہتا ہے کہ اس قول باری تعالیٰ کے مطابق کہ رَبِّ اجْعَلْنِیْ
مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ترجمہ خداوندا گردان مجھکو اور میری
اولاد مین سے بعض کو قائم کرنیوالا نماز کا ٭ کچھ لوگ فطرت پر
قائم رہے اور فقط اللہ تعالیٰ کی پرستش کرتے رہے روایت
ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور مجاہد سے اس قول باریتعالیٰ
مین وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهٖ ترجمہ اور گردانا ہمنے
اسکو ایک کلمہ باقی بعد مین اس کے۔ کہ لا الٰہ الا اللہ باقی
رہا ہے عقب حضرت ابراہیم مین اور قتادہ سے اس آیت
کے بارہ مین یہ روایت ہے کہ اس کلمہ باقی سے مراد ہے شہادت
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ اور توحید کیونکہ قائل توحید بعد حضرت
ابراہیم کے ذریت حضرت ابراہیم مین باقی رہے طرق
صحیحہ سے یہ امر یقیناً صحت کے درجہ کو پہنچگیا ہے کہ زمین سات
مسلمین سے ہرگز خالی نہ رہیگی۔ از آنجملہ عبد الرزاق وابن المنذر نے

سند صحیح سے مطابق قواعد مقررہ شیخینؒ حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہے قَالَ لَا یَزَالُ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ سَبْعَۃٌ مُسْلِمُوْنَ
فَصَاعِدًا وَلَوْلَا ذٰلِکَ لَہَلَکَتِ الْاَرْضُ وَمَنْ عَلَیْہَا **ترجمہ** فرمایا
ہمیشہ رہتے ہین روئے زمین پر سات مسلمان یا زیادہ اور اگر
ایسا نہ ہوتا تو غارت ہو جاتی زمین اور اہل زمین **روایت**
کی ہے امام احمد نے سند صحیح سے مطابق شرط شیخینؒ ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے قَالَ مَا خَلَتِ الْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ مِّنْ سَبْعَۃٍ
یَرْفَعُ اللّٰہُ بِہِمْ عَنْ اَہْلِ الْاَرْضِ **ترجمہ** فرمایا نہین خالی رہیگی زمین
بعد حضرت نوح علیہ السلام کے ایسے سات سے جنکے سببسے دفع
کیا کرے خداوند کریم بلائین اہل زمین کی اور بخاری نے یہ
حدیث روایت کی ہے کہ بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ اٰدَمَ قَرْنًا
فَقَرْنًا حَتّٰی بُعِثْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ کُنْتُ فِیْہِ **ترجمہ** مبعوث کیا
گیا ہون ہر صدی مین بنی آدم کی بہترین صدیون سے
یہانتک کہ پیدا کیا گیا مین اس صدی مین جسمین کہ مین موجود
ہون اب جوان دونو ماسبق حدیثون کو اعنی بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ

قُرُوْنِ بَنِیْ اٰدَمَ الخ وَاَنَّ الْاَرْضَ لَمْ تَخْلُ مِنْ سَبْعَۃٍ مُسْلِمِیْنَ الخ
ملا یا جائے تو وُہی نتیجہ نکلتا ہے جو امام فخر الدین رازی نے
فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلعم کے آبا و اجداد و اُمّہات
کُل کے کُل مُوحد تھے کیونکہ اگر آنحضرت کے اجداد اپنے اپنے
زمانہ مین اُن سات اشخاص مذکورین سے ہوتے تھے تو ہمارا
مقصد حاصل ہوگیا اور اگر اُنکے علاوہ ہوتا تھا تو دو صورتوں سے
خالی نہیں کریا تو وہ ملت حنیفیہ ابراہیم علیہ السلام پر ہون
تو بھی مقصد ہمارا حاصل ہے یا مُشرک ہون اور مُشرک ہونیکی
صورت مین دو باتون مین سے ایک لازم آئیگی یعنی یا تو
غیر اُنکا اُنسے بہتر ہوا اور یہ بات حدیث صحیح کے مخالف ہے
اور اسی سبب باطل ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ وہ بنی آدم
کی صدیون مین سے بہترین صدی مین ہوتے تھے اور اُس
صدی کے بہترین ہوتے تھے یا یون ہو کہ وہ بہتر ہون
مگر مُشرک ہون اور یہ بالاجماع باطل ہے کیونکہ باری تعالیٰ ارشاد
فرماتا ہے وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکٍ ترجمہ اور تحقیق

بندۂ مؤمن بہتر ہے بندۂ مشرک سے۔ یہان سے ثابت ہوگیا کہ وہ موحد ہوتے تھے اور اپنے زمانہ کے تمام اہل ارض سے بہترین ہوتے تھے **بعدازآن** علامہ برزنجی نے یہ بیان کیا ہے کہ جلال الدین سیوطی اور اور علمانے جو تالیفین آباؤ امہات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نجات کے بارہ مین اور اس بارہ مین کی ہین کہ اُنمین سے ہر ایک مُوحّد تھا اُنین اس امر کی نہایت پختہ دلیلین اور حجتین بھی لکھی ہین اور آبا رسولخدا مین سے ہر ایک کی جداگانہ سوانح عمری بھی اور احادیث کثیرہ سے بھی یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَمْ اَزَلْ اُنْقَلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِيْنَ اِلٰی اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ **ترجمہ** مین ہمیشہ منتقل کیا گیا ہون پاکیزہ صلبون سے پاکیزہ رحمون مین اور ایک روایت مین یون آیا ہے لَمْ يَزَلِ اللّٰهُ يَنْقُلُنِيْ مِنَ الْاَصْلَابِ الْحَسِيْبَةِ اِلَی الْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ **ترجمہ** ہمیشہ منتقل کرتا رہا ہے مجھکو خدا اصلابِ پاکیزہ نسب حسب ارحامِ طاہرہ و مطہرہ مین۔ اسی معنی پر محمول کیا ہے

بعض نے اس قول باری تعالیٰ کو کہ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ اور اس قول رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِيْنَ اِلٰى اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ پس کیا آباؤ اجداد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کیا امہات آنحضرت کی اُنمین سے حضرت آدم و حوا تک کوئی کافر نہ تھا کیونکہ کافر کی یہ صفت نہین بیان کیجاتی کہ وہ طاہر ہے اور اسی بات کی طرف اشارہ کرکے صاحب قصیدہ ہمزیہ ارشاد فرماتے ہین ؎

لَمْ تَزَلْ فِيْ ضَمَائِرِ الْكَوْنِ تُخْتَا ÷ رُ لَكَ الْاُمَّهَاتُ وَالْاٰبَاۤءُ ط

ترجمہ ہمیشہ پسندیدہ اور برگزیدہ کئے گئے ہین آپ کے لئے اہل زمانہ مین سے ماں اور باپ۔ اور فرمایا ہے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَا وَلَدَتْ مِنْ بَغِيٍّ قَطُّ مُنْذُ خَرَجْتُ مِنْ صُلْبِ اٰدَمَ وَلَمْ تَزَلْ تَتَنَازَعُنِي الْاُمَمُ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ حَتّٰى خَرَجْتُ مِنْ اَفْضَلِ حَيَّيْنِ مِنَ الْعَرَبِ هَاشِمٍ وَّزُهْرَةَ[1] **ترجمہ** جس وقت سے کہ مین صلب آدم سے جدا ہوا کبھی کسی باغی اور سرکش کے ہان پیدا نہین ہوا

[1] صفحہ ۸۴ دیکھو۔

اور ہمیشہ اُمتونکے بزرگ اور فرقون کے سرگروہ میرے بارہمین

جھگڑتے چلے آئے یہانتک کہ مین تمام عرب اور فضل واعلے

مرد وعورت یعنی حضرت ہاشم اور اُنکی زوجہ حضرت زہرہ سے

پیدا ہوا۔ یہی سبب تھا کہ حضرت ابوطالبنے فرمایا کہ مین ملت

عبدالمُطّلب پر ہون اب ہم کچھ حالات اُسمین سے بیان

کرتے ہین جو کچھ ان فاضلون نے حضرت عبدالمطلب کے بارہمین

لکھا ہے تاکہ تمہین یہ بات یقین کے ساتھ معلوم ہوجائے

کہ وہ حضرت موحد تھے۔ ان فاضلون نے جو کچھ حضرت

عبدالمطلب کے بارہمین لکھا ہے اُسمین اوّل یہ ہے کہ وہ حضرت

صفات اخلاقیہ مین کامل واکمل پیدا ہوئے تھے اور بعد

اُنکے چچا مُطّلب کے اُنکے امارت وسرداری ملی تھی۔ وہ حضرت

اپنی اولاد کو ظلم اور بغاوت کے ترک کرنیکا حکم دیا کرتے تھے

مترجم یہ تو سب جانتے ہین کہ حضرت ہاشم و زہرہ سے حضرت عبدالمطلب جدّ رسُول پیدا ہوئے ہین اور جناب پیغمبر خدا نے انکی پیدائش کو اپنی پیدائش فرمایا یہ نہ فرمایا کہ مجھے افضل جہین عرب نے حضرت عبدالمطلب اور انکی زوجہ حضرت فاطمہ بنت ... سے پیدا کیا کیونکہ جب دادا کی پیدائش حضرت کی پیدائش تو باپ کی پیدائش بالا ولے حضرت کی پیدائش ہوگی مگر اس مین حکمت یہ تھی کہ حضرت عبدالمطلب نور جناب پیغمبر خدا ولو حضرت علیؑ مرتضیٰ ملا ہوا تھا اسلئے حضرت نے وہین تک بیان کیا کہ علیؑ مرتضیٰ میرا ہم شان ہے پیدائش مین اور اُسی نور کا شعبہ ہے مگر نبی نہین ہے تو حد و قرب نبی یہ ہے ۱۲

اور اُنکو مکارم اخلاق کی حرص دلایا کرتے تھے اور ذلیل کاموںسے
منع فرمایا کرتے تھے اور یہ ارشاد کیا کرتے تھے کہ ظالم اس دنیا
سے ہرگز نہ نکلیگا جبتک کہ اللہ اُس سے بدلا نہ لے اور اُسکو عذاب
نہ پہنچے یہانتک کہ ایک شخص ظالم ملک شام کا رہنے والا مرگیا
اور اُسکو عذاب نہ پہنچا یہ بات حضرت عبدالمطلب سے ذکر کی گئی تو
اُنہون نے فکر کیا اور فرمایا کہ خدا کی قسم اس عالم کے بعد ایک
اور عالم ہے جسمین نیکی کرنے والیکو اُسکی نیکی کی جزا ملیگی اور بدی
کرنے والے کو اُسکی بدی کی سزا یعنی ظالم کو اُسکے ظلم کی عقوبت
ملیگی اور اگر وہ دنیا سے اس حالت مین چلا گیا کہ اُسے عقوبت
نہ پہنچی تو وہ اُسکے لئے آخرت مین تیار ہے۔ اس سے اُنکا ایمان
قیامت کے دن کا ثابت ہے یہ علم ہے جو فراست صادقہ سے
اُنہین حاصل ہوا تھا اور نور الہی ہے جو دل مین بطور الہام
کے واقع ہوا تھا۔ حضرت عبدالمطلب بتون کی عبادت کو بُرا
جانتے تھے اور خداوند تعالی کی وحدانیت کے قائل تھے اُنکے
زمانہ مین کوئی شریعت جاری نہ تھی اسی لئے اُنکی عبادت یہ

تھی کہ اللہ تعالیٰ کی نعمات مین فکر کرین اور اُسکی مخلوقات مین
غور کرین اقربا سے بہ نیکی پیش آئین - نیک کام کرین اور عمدہ ترین
اخلاق سے مُتصّف ہون - وہ اکثر غارِ حرا مین خلوت مین جاکر
بیٹھا کرتے تھے کہ قوت فکر مجتمع ہوا ور وہ خداوند کریم کی صفات
مین اور اُن افعال مین جو اُسکی موجودگی پر دلالت کرتے ہین
پورا پورا غور و خوض کرین - سنّت رسُول مین اُن حضرت سے وہ
وہ باتین وارد ہوئی ہین جنسے کہ وہ مُتصّف تھے اور لوگون کو
اُنکے بجالانیکا حکم دیتے تھے منجملہ اُنکے یہ تھین مَنّت کا پورا کرنا جو
حرام نکاح ہین اُنسے روکنا چور کے ہاتھ کاٹنا - دختر کشی سے باز
رکھنا شراب وزنا کو حرام فرمانا اور بیت اللہ کا ننگے طواف کرنا
نیز حضرت عبدالمطّلب اوّل شخص تھے جنہون نے سو اونٹ
خون بہا یا دیت کے مقرر فرمائے اور شریعت نے اس امر کی
تائید کی اور اسے جاری رکھا اور حضرت عبدالمطلب مین سے خوشبو
مثل مشک کی خوشبو کے آتی تھی اور اُنکی پیشانیِ نورانی پر نورِ جناب
رسُولِ مقبول چمکتا تھا اسی کے بارےمین شاعر کہتا ہے **شعر**

عَلَا شَیْبَۃِ الْحَمْلِ الَّذِیْ کَانَ وَجْھُہٗ ٭ یُضِیْٓئُ ظَلَامَ اللَّیْلِ کَالْقَمَرِ الْبَدْرِ ٭

ترجمہ بلند مرتبہ ہے شیبۃ الحمد **عبد المطلب** جنکا چہرہ نورانی روشن کردیتا ہے رات کے اندھیرے کو مثل چودھوین رات کے چاند کے ٭ قریش کا یہ حال تھا کہ جب قحط شدید ہوتا تھا تو وہ حضرت عبد المطلب کی خدمت مین حاضر ہوکر انکی توسّل سے پانی طلب کیا کرتے تھے اور انہین پانی ملجاتا تھا۔ اور جب اصحاب فیل کعبۃ اللہ کو منہدم کرنے کے ارادہ سے آئے تو انکی دعا سے بیت اللہ کے قریب ہلاک ہوگئے اور اسدن کے جو اشعار آپسے نقل کئے گئے ہین انہین یہ بھی ہین ٭ لَاھُمَّ اِنَّ الْعَبْدَ یَمْنَعُ رِحْلَہٗ فَامْنَعْ رِحَالَکَ ٭ وَانْصُرْ عَلٰی اٰلِ الصَّلِیْبِ وَعَابِدِیْہِ الْیَوْمَ اٰلَکَ ٭ **ترجمہ** اے بارالہا بندہ اپنے اسباب کی حفاظت کیا کرتا ہے تو اپنے مال کی حفاظت کر اور آج اپنے پرستش کرنیوالون کی بخلاف صلیب پرستون کے مدد فرما۔ اور یہ بھی فرمایا یَا رَبِّ لَا اَرْجُوْ لَھُمْ سِوَاکَا ٭ یَا رَبِّ فَامْنَعْ عَنْھُمْ حِمَاکَا ٭ اِنَّ عَدُوَّ الْبَیْتِ مَنْ عَادَاکَا ٭ فَامْنَعْھُمْ اَنْ یُّخْرِبُوْا قُرَاکَا ٭

ترجمہ۔ اے رب میرے مین سوائے تیرے کسی سے قریش کے لئے امید نہین رکھتا۔ اے رب میرے تو اپنی حمایت کو ان لوگون سے باز رکھ ۔ بالتحقیق تیرے گھر کے دشمنون نے تیری دشمنی پر کمر باندھی ہے۔ تو انکو اپنے بیتون کے برباد کرنے سے باز رکھ + **اصحاب** فیل انکے اونٹون کا گلہ لے گئے اسلئے وہ سردار ابرہہ کے پاس اپنے اونٹونکے چھڑانے کے لئے گئے۔ اس نے نہایت تعظیم و تکریم کی اور اپنے برابر تخت پر بٹھالیا۔ جب حضرت عبد المطلب نے اپنے اونٹون کی رہائی کا سوال کیا تو ابرہہ بولا کہ اسوقت آپ میری نظرون سے گر گئے مین اسلئے آیا تھا کہ اس گھر کو جو تمہارا اور تمہارے آبا و اجداد کا دین ہے منہدم کردون اور آپ ان اونٹون کے خیال مین جو آپکے مین نے پکڑوا لئے ہین ایسے منہمک ہوئے کہ اس گھر سے لاپروا ہوگئے جواب مین یہ مختصر ارشاد کیا کہ اَنَا رَبُّ الْاِبِلِ وَلِلْبَیْتِ رَبٌّ یَمْنَعُہٗ +

ترجمہ مین تو اونٹون کا مالک ہون اور اس گھر کا بھی ایک مالک ہے جو خود اسکی حفاظت کریگا اور صاف فرما دیا کہ اے

گروہِ قریش! اس گھر کے منہدم ہونیکی نوبت نہ آئیگی کیونکہ
اس گھر کا مالک ہے جو اسکی حمایت کریگا چنانچہ باری تعالیٰ
نے اُڑتی ابابیلین بھیجین جنہون نے اُنکو ہلاک کردیا اور حضرت
عبدالمطلب کے ہان اونٹ بہت تھے جنکو موسم حج مین جمع کیا
کرتے تھے اور ایک چمڑے کے حوض مین اُنکا دودہ جمع کرکے
شہد اُسمین ملا لیا کرتے تھے یہ حوض قریب چاہِ زمزم ہوتا تھا
اِدھر کچھ کشمشین خرید کر اُنکو آب زمزم سے دھو دُھلا کر صاف
کرلیا کرتے تھے اور یہ سب حاجیون کو پلایا کرتے تھے جب
حضرت عبدالمطلب کا انتقال ہوچکا تو یہ کام سقایت حجاج کا
حضرت ابوطالب کیا کرتے تھے اور اُنکے بعد حضرت عباسؓ
عم رسولؐ **حضرت عبدالمطلب** کے کلام مین سے یہ بھی
ہے یَا رَبِّ اَنْتَ الْمَلِكُ الْمَحْمُوْدُ - وَاَنْتَ رَبِّی الْمَلِكُ الْمَعْبُوْدُ -
مِنْ عِنْدِكَ الطَّارِفُ وَالتَّلِیْدُ **ترجمہ** اے تو لائق تعریف
بادشاہ ہے اور تو میرا پروردگار بھی ہے حاکم بھی اور معبود

مترجم کہتا ہے کہ یہی سقایت حاج حضرت عباسؓ نے جناب امیرؑ پر فخر کیا تھا اور طلحہ نے عمارت مسجد حرام کے سبب جسکے سبب آیت نازل
ہوئی کہ اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ جس کی شان جناب تعزی نا سبحے

بھی۔ نئی اور پرانی سب شیا تیرے ہی پاس سے پہنچتی ہین ٭
حضرت عبدالمطلب کا یہ حال تھا کہ بچپن ہی مین جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم و تعظیم کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میرے اس بیٹے کے لیئے کوئی شان عظیم ہے **اور ماقبل** و مابعد ولادت آنجناب راہبون اور کاہنون سے حضرت کی شان مین بہت کچھ سنا تھا **حضرت** عبدالمطلب قریش کے ایسے رئیس تھے کہ ہر کس و ناکس آپکی عظمت و بزرگی کو مانتا تھا چنانچہ قریب کعبۃ اللہ وہ آپکے لئے ایک مسند بچھا دیتے تھے آپ اُس کے اوپر رونق افروز ہوتے اور رؤسا قریش اُسکے گرد و پیش بیٹھ جاتے اِلّا یہ کیسکی مجال نہ ہوتی کہ حضرت کے مسند پر بیٹھے یا یہ کہ اُس پر اپنا پاؤن بھی رکھے۔ مگر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بچپن ہی مین لوگونکو ہٹا کر تشریف لئے چلے آتے تھے آنکہ اپنے جد امجد حضرت عبدالمطلب کے پہلو مین رونق افروز ہوتے اور بارہا اپنے جد امجد کی تشریف آوری سے پیشتر ہی تشریف لے آتے اور حضرت کی مسند پر تشریف رکھتے اور اگر آپکے چچاؤن

مین سے کوئی آپکو منع کرنیکا ارادہ کرتا تو حضرت عبد المطلب
اُسکو جھڑک دیتے اور یہ فرماتے کہ اِس سے کچھ مت کہو اسکی شان
عظیم ہے پھر آنحضرتؐ کو اپنے برابر مسند پر بٹھا لیتے اور دستِ
شفقت پشتِ مبارک پر پھیرتے اور آنحضرتؐ کو جو کچھ کرتے دیکھتے
اُس سے برابر خوش ہوتے اور اظہارِ مسرت فرماتے - جب
حضرت عبد المطلب نے انتقال فرمایا تو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کا سنِ مبارک آٹھ برس کا تھا - حضرت نے آنحضرتؐ کے
بارہ مین آپکے عمِ نامدار حضرت ابو طالب سے جو آپکے پدرِ بزرگوار
حضرت عبد اللہ کے حقیقی بھائی تھے وصیت فرمائی - حضرت
عبد اللہ و حضرتِ ابو طالب کی مادر گرامی کا اسم مبارک و نسب
حسب ذیل تھا فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمرو بن مخزوم حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے وہ فرماتے ہین کہ مینے
ابو العباس سے سُنا وہ بیان کرتے تھے کہ ایک پتھر پر حضرت
عبد المطلب کی نشستگاہ تھی جسپر وہی تشریف فرما ہوتے تھے
سوائے آنجناب کے اور کوئی نہ بیٹھتا تھا - حرب بن اُمیہ اور علاوہ

اُسکے اور جو سردارانِ قریش تھے وہ اُس نشست گاہ سے نیچے
حضرت کے اِردگِرد بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دن جنابِ پیغمبرِ خدا
بچے سے تو تھے ہی تشریف لائے اور اُس مسند پر بیٹھ گئے کسی
شخص نے آپکو کھینچ لیا آپ رونے لگے حضرت عبد المطلب نے
استفسار فرمایا کہ میرے بچے کو کیا ہوا کیون روتا ہے لوگون نے
عرض کیا کہ وہ مسند پر بیٹھنا چاہتا تھا اُسے منع کر دیا ہے حضرت
عبد المطلب نے فرمایا میرے بچے کو چھوڑ دو اور بیٹھنے دو کیونکہ وہ اپنی
ذات سے یعنی خود بخود اپنے شرف کو پہچانتا ہے اور مجھے اُمید
ہے کہ وہ ایسا شرف حاصل کریگا کہ کسی عرب نے نہ اُس سے پہلے کبھی
حاصل کیا ہے نہ مابعد کوئی حاصل کرے اسکے بعد یہ ہو گیا تھا
کہ حضرت عبد المطلب ہوتے یا نہوتے کوئی شخص جنابِ پیغمبرِ خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کو مانع نہ آتا ایک روایت مین یون آیا ہے
کہ حضرت عبد المطلب نے فرمایا میرے بچے کو چھوڑ دو کہ وہ ملک کو
اپنی طرف راغب کریگا۔ اور ایک روایت مین ہے کہ اُسکا نفس
اُسے ملک عظیم کی خبر دیتا ہے اور قریب ہے کہ اُسکے لئے کوئی شان

ہے حضرت عبد المطلب قوم قریش کے بہت بڑے عالم
اور حکیم تھے مستجاب الدعوات تھے اور شراب کو اپنے لئے حرام
جانتے تھے اور وہ اول شخص تھے جو غار حرا مین تحنث فرمایا کرتے
تھے (تحنث کے معنی ہین اکثر راتون کو عبادت الہی بجا لانا)
جب مہینہ رمضان المبارک کا آتا تو وہ غار حرا کی طرف صعود
فرماتے اور مسکینون کو کھانا کھلایا کرتے اور اس صعود سے
مراد یہ ہوتی تھی کہ لوگون سے خلوت کر کے اللہ تعالی کے جلال
وعظمت مین فکر وغور کرین اور انکے دسترخوان سے طیور
ووحوش پہاڑ کی چوٹیون پر کے خوراک پاتے تھے اسی سبب سے
انکو مُطْعِمُ الطَّيْرِ اور فیاض کہا کرتے جب پیدا ہوئے تھے
تو ان حضرت کے سر مین سفیدی تھی جسے عرب شیبہ کہتے ہین
اسی سبب سے انکا نام شَيْبَةُ الْحَمْدِ رکھا اس امید پر کہ یہ سردار ہون
بوڑھے ہون اور خلق خدا انکی ثناخوان ہو چنانچہ اللہ تعالی
نے سب باتونکو واقعی کر دیا خلق خدا حضرت کی بڑی ثناخوان
تھی کیونکہ تمام قریش اپنا جھگڑا حضرت کے سامنے آکر رویا کرتے

تھے۔ اور تمام امور مین آپ ہی اُنکے ملجا وُ ماوے تھے آپ ہی
اُنکے سردار تھے اور آپ ہی اُنکے حاکم تھے سب طرح سے ازروئے
کمالات و فضائل کے بھی اور ازروئے اعمال و افعال کے بھی
آپنے ایک سو چالیس برس کی عمر پائی آپکے مناقب بکثرت
ہین ازانجملہ چاہ زمزم کا کھودنا ہے جو بعد حضرت اسمعیل کے
لوٹ پھوٹ کر معدوم ہو گیا خواب مین آپکو اُسکے کھودنے کا
حکم دیا گیا اور خواب ہی مین اُسکا مقام بتلایا گیا اس بات کا
بہت بڑا قصہ کتب سیر و تواریخ مین موجود ہے **سیرۃ الحلبیہ**
مین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے
کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یُبعث جدی
یومَ القیامۃِ فی زیِّ الملوکِ واُبّہۃِ الاشرافِ **ترجمہ** میرے
جد بزرگوار حضرت عبدالمطلب قیامت کے دن بادشاہون
کے لباس اور حکام کی شان سے اُٹھائے جائینگے **علامہ**
برزنجی کہتے ہین کہ روایت مین وارد ہے کہ حضرت عبدالمطلب کو
انبیا کا نور اور بادشاہون کا حسن عنایت کیا جائیگا اور وہ

اپنی اُمّت مین تن تنہا مبعوث ہونگے برزنجی کہتا ہے کہ اسکا
سبب یہ ہے کہ وہ حضرت موحد تھے اور یہ حالت مثل اُن اشخاص
کی حالت کے ہے جنکی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی
ہے جیسے زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل کہ وہ اپنی اُمّت
مین تن تنہا اُٹھائے جائینگے اور جو شخص اپنی اُمّت مین تنہا
اُٹھایا جائے گا کچھ بعید نہین کہ اُسے انبیا کا نور عطا فرمایا جائے
کیونکہ وہ کسیکے تابع نہ تھا بلکہ بذاتِ خود مستقل تھا اب رہی یہ
بات کہ اُنکو جمالِ ملوک عطا کیا جائیگا اِسکا باعث یہ ہے کہ وہ اپنے
زمانہ مین قریش کے حاکم تھے اور خود اُن بادشاہون سے تعلقات
رکھتے تھے جو عدل سے معمور تھے اور ظلم سے محفوظ بیہقی اور
ابو نعیم نے کعب الاحبار سے جو روایت کی ہے وہ اس امر کی شاہد
ہے وہ کہتے ہین کہ توریت مین اُمّت محمدیہ کی صفت کے بیان مین
یہ آیا ہے کہ اُنکو روزِ قیامت انبیا کا نور عطا ہوگا - خلاصہ یہ
ہے کہ جو شخص حضرت عبد المطلب کی سوانح عمری جو کچھ علما نے
لکھی ہے پڑھیگا وہ بالیقین اس امر کو جان لیگا کہ وہ موحد تھے

اور اسیطرح اُنکے باقی آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک
اور یہین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو طالب کا وہ قول کہ
مین ملت عبد المطلب پر ہون اشارہ تھا اس بات کی طرف کہ
مین موحد ہون اور صاحب اخلاق حسنہ اور اگر حضرت ابو طالب سے
سوائے اس قول کے کہ مین ملت عبد المطلب پر ہون اور اشارات
توحید پر دلالت کرنیوالے نہ بھی صادر ہوتے تو بھی کافی تھا
اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اس طبیب حاذق کو یہ وہ مسلک ہے جسے
علامہ السید محمد بن رسول البرزنجی نے نجات حضرت ابو طالب کے
بارہ مین اختیار کیا ہے اور کسی شخص نے انکے پہلے اسمین سبقت
نہین کی پس اللہ تعالیٰ اُنکو بہترین جزا عنایت فرمائے یہ مسلک
ایسا ہے کہ مومنین مین سے جو شخص متصف بصفت انصاف ہو گا
وہی اسکو پسند کریگا کیونکہ نصوص مین سے اسمین کسی چیز کو باطل
نہین کیا گیا ہے نہ کچھ بڑھایا گیا ہے بڑے سے بڑی یہ بات
ہوئی ہے کہ علامہ موصوف نے معانی مستحسن پر محمول کیا ہے بلکہ
ایسے معنی لئے ہین جس سے مشکلات رفع ہوجائین اور جھگڑا برطرف

اور نتیجہ یہ ہو کہ اُنکے ذریعہ سے خوشنودی جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوا ور اُدھر حضرت ابو طالب کی
مذمت کرنے سے اور اُنکے بغض رکھنے سے محفوظ رہا جائے
کیونکہ اس سے جناب رسالتمآب کو ایذا ہوتی ہے اور باری تعالیٰ
ارشاد فرما ہی چکا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ
اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا **ترجمہ** بالتحقیق
جو لوگ ایذا دیتے ہین اللہ کو اور اللہ کے رسول کو لعنت کریگا
اُنپر اللہ دنیا مین اور آخرت مین اور تیار کریگا اُنکے لئے سخت
سے سخت عذاب اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ
رَسُوْلَ اللّٰہِ لَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ **ترجمہ** اور جو لوگ ایذا دیتے
ہین رسولخدا کو اُنکے لئے دُکھ کی مار ہے **امام احمد بن الحسین**
الموصلی حنفی نے جو ابنِ وحشی کے نام سے مشہور ہین اپنی شرح
مین جو اُنہون نے علامہ محمد ابن سلامۃ القضاعی کی کتاب مسمّی
شہاب الاخبار پر لکھی ہے یہ صاف لکھدیا ہے کہ بغض حضرت
ابیطالب کفر ہے (علامہ محمد ابن سلامہ کی وفات ۴۵۴ھ مین

ہوئی ہے) اور نص اس پر ائمہ مالکیہ کی بھی ہے **علامہ علی الاجہوری** نے اپنے فتاوی مین اور **تلمسانی** نے اپنے حاشیہ مین جو اُنہون نے **شفا** پر لکھا ہے ذکر ابیطالب کے بارےمین لکھا ہے کہ اُنکا ذکر سوائے حمایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور طرح مناسب نہین کیونکہ اُنہون نے حمایت کی آنحضرت کی اور نصرت کی اپنے قول سے بھی اور فعل سے بھی اور اُنکا ذکر بے ادبی سے کرنا رسول مقبول کو ایذا دینا ہے اور نبی کا ایذا دینے والا کافر ہے اور کافر مستحق ہے قتل کیے جانیکا اور یہی قول ہے ابو طاہر کا کہ مَنْ اَبْغَضَ اَبَا طَالِبٍ فَهُوَ كَافِرٌ یعنی جو شخص بغض رکھے حضرت ابو طالب سے وہ کافر ہے ماحصل سب کا یہ ہے کہ ایذاء جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کفر ہے اور اسکا فاعل اگر توبہ نہ کرے قتل کیا جائے اور مالکیہ کے نزدیک توبہ بھی کرے تو بھی قتل کیا جائے **طبرانی** و **بیہقی** سے روایت کی گئی ہے کہ ابو لہب کی بیٹی ہے جسکا نام بقولے سبیعہ تھا اور بقولے درہ اسلام لاکر اور ہجرت کرکے

مدینہ منورہ آئی تو لوگون نے کہا کہ تجھے تیری ہجرت سے کوئی
نفع نہین کیونکہ تو حطب النار کی بیٹی ہے اُسے اس بات سے
ایذا پہنچی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آنحضرت کو غصہ
آیا ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور یہ ارشاد فرمایا مَابَالُ قَوْمٍ
يُؤْذُونَنِي فِي نَسَبِي وَذَوِي رَحِمِي فَمَنْ آذٰى نَسَبِي وَذَوِي
رَحِمِي فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللّٰهَ تَعَالٰى **ترجمہ**
کیا حال ہے اُس قوم کا جو ایذا دیتے ہین مجھکو بہ سبب میرے
نسب اور میرے اقربا کے اور جو ایذا دیتے ہین میرے نسب
اور اقربا کو وہ ایذا دیتے ہین مجھکو اور جو ایذا دیتے ہین مجھے وہ
ایذا دیتے ہین اللہ کو **اور** ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا مَنْ آذٰى شَعْرَةً مِنِّي فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى
اللّٰهَ تعالیٰ **ترجمہ** جو شخص میرے ایک رونگٹے کو تکلیف پہنچائے
تحقیق اُس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا دی
اُس نے خدائےتعالیٰ کو ایذا دی - پس حضرت ابوطالب سے بغض رکھنا

اور اُنکے بارےمین سخت کلامی کرنا رسولخدا کو تو اُدھر ایذا دیتا ہے
اور حضرت ابوطالب اور جناب رسولخدا کی اولاد موجودہ کو ہر زمانہ
مین ایذا پہنچاتا ہے اور جناب رسولخدا فرما چکے ہین کہ لَا تُؤْذُوا
الْاَحْیَاءَ بِسَبَبِ الْاَمْوَاتِ ترجمہ مت تکلیف پہنچاؤ
زندون کو بسبب مردونکے یعنی مردون کی برائیان کرکے
زندون کا دل نہ دکھاؤ۔ اور اس تحقیق کی تائید اس سے ہوتی
ہے جو علامہ برزنجی نے حضرت ابوطالب کی نجات کے بارےمین
تحقیق و تفتیش سے لکھا ہے کہ بہت سے علما محققین اور اولیائ
عارفین صاحبان کشف و کرامات حضرت ابوطالب کی نجات
کے قائل ہوئے ہین ازانجملہ قرطبی سبکی شعرانی اور اور بہت
سے ہین اور ان سبنے یہ لکھدیا ہے کہ یہ ہمارا اعتقاد ہے اور
ہم اس بات پر اللہ کے لئے ایمان لائے ہین اور اگر انکا ثبوت
اُس طریق سے نہین ہے جس طریق سے برزنجی چلے ہین تو بھی
اس بات مین برزنجی اُنکے متفق ہین کہ یہ بھی قائل نجات ہین
پس ان اماموںکا قول نجات حضرت ابوطالب کے بارےمین بندہ کے

لئے نزد باری تعالیٰ واجب التسلیم ہے خصوصاً اس حالت
مین کہ جب اتنی واضح اور روشن دلیلین جو علامہ برزنجی نے
ثابت کی ہین موجود اور قائم ہون وہ منکرین نجات کی
دلیلون مین سے ایک یہ بھی ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت ابوطالب کا وارث نہ جعفرؓ کو کیا نہ علیؑ کو اور
وجہ اسکی اختلاف دین تھا۔ برزنجی نے اسکا جواب کئی طرح
سے دیا ہے اوّل تو یہ کہ میراث وفات حضرت ابیطالب تک
فرض نہین ہوئی تھی اور یہ معاملہ وصیت پر طے ہوا کرتا تھا
اور حضرت ابوطالب اپنے مال کے بارہ مین حضرت عقیلؓ کے
وصیت کیا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ اُنسے محبت بہت کرتے تھے
دوم اگر اس قول کو تسلیم بھی کرلین تو احتمال یہ پیدا ہوتا
ہے کہ حضرت عقیلؓ نے وہ میراث ہی مین لیا ہو اور جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم معاملہ حضرت ابوطالبؓ و حضرت
عقیلؓ مین بحسب احکام ظاہر جیسے معاملات دنیا کی رو سے کفر کہہ سکتے
ہین خاموش ہو رہے ہون بہ روایت مین وارد ہے کہ منجلہ

اُن آیات کے جو حضرت ابوطالب کے بارے مین آئی ہین یہ بھی ہے

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ

ترجمہ تحقیق بھیجا ہے ہمنے تجھکو حق پر خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور نہ سوال کیا جائیگا تجھ سے اصحاب جحیم کی بابت یعنی تو اُنکا ذمہ دار نہین ہے - یہ قول مثل اُس قول کے بہت ہی ضعیف ہے وہ جو کہا گیا ہے کہ یہ آیت جناب پیغمبر خدا کی والدین کی شان مین آئی ہے اور وہ بھی ضعیف ہے بلکہ یہانتک بیان کیا گیا ہے کہ یہ باطل ہے جسکی کوئی بھی اصل نہین اور یہ آیت یہودیونکے بارے مین نازل ہوئی ہے **ابوحیان** نے **البحر** مین صاف لکھا ہے کہ اس سے پہلے کی آیتین اور مابعد کی اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ وہ سب کی سب یہود کے بارے مین نازل ہوئی ہین اور جو قول اسکے خلاف ہے اُس سے لازم آتا ہے کہ آیتونکا سلسلہ اور جوڑ بند ٹوٹ جائے اور اُنکی خوبی جاتی رہے جیساکہ مولی ابوالسعود نے اپنی تفسیر مین اس امر کیطرف اشارہ کیا ہے علامہ برزنجی نے بہت سی حدیثین نجات حضرت

ابوطالب پر دلالت کرنیوالی بیان کرکے یہ بھی کہدیا ہے کہ گو بعض انمین سے ضعیف ہین مگر بہ سبب اپنی کثرت کے وہ ایک دوسریکی تقویت کرتی ہین اور علی الخصوص اکثر تو انمین صحیح ہین جنمین ذرا بھی ضعف کا شائبہ نہین۔ منجملہ اُن صحیح حدیثون کے یہ ہے جو ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہین کہ مینے جناب پیغمبر خدا صلعم کو حضرت ابوطالب کی وفات کی خبر دی تو آپ روئے اور ارشاد فرمایا اِذْهَبْ فَغَسِّلْهُ وَكَفِّنْهُ وَوَارِهٖ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَرَحِمَهٗ ترجمہ جاؤ اُنکو غسل دو کفن دو اور دفن کرو۔ اللہ تعالیٰ اُنکو بخشے اور اُنپر رحم کرے۔ اور السیرۃ الحلبیۃ مین لکھا ہے کہ اِس حدیث کو ابوداؤد و نسائی ابن جارود اور ابن خزیمہ نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہون نے فرمایا جس وقت حضرت ابوطالب کا انتقال ہوا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

مترجم کہتا ہے کہ بموجب ارشاد باری تعالیٰ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ترجمہ نہ گردانو رسول خدا کی دعا کو مثل بعض اپنون کے دعا کے۔ کیا ہم آنجناب کی دعا کو جو حضرت ابوطالب پر رحم کرنے اور اُنکی مغفرت کے لئے خدا سے کی ہے معاذ اللہ مستجاب نہ سمجھین بلکہ مسترد خیال کرین نعوذ باللہ من شرور انفس المنکرین

اُنکی وفات کی خبر دی تو آپنے گریہ فرمایا پھر ارشاد کیا جاؤ اُنکو غسل و کفن دیکر دفن کرو اللہ تعالیٰ اُنکی مغفرت کرے اور اُنپر اپنی رحمت نازل فرمائے ❊ اسکے بعد علامہ برزنجی نے لکھا ہے کہ مسلک اوّل مین جو کچھ ہم بیان کر چکے ہین وہ نجات کے لئے کافی ووافی ہے اور ہمین اسکی کوئی احتیاج نہین مگر ہان مدعی کے لئے یہ تاکید مزید ہے۔ منجملہ اُن احادیث کے جو انہون نے شفاعت کے ذکر مین لکھی ہین وہ حدیث بھی ہے جسے امام احمد۔ طبرانی اور بزار نے معاذ بن جبل اور ابی موسیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اُن دونو نے کہا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبِّیْ خَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یَّدْخُلَ نِصْفُ اُمَّتِیَ الْجَنَّۃَ اَوْ شَفَاعَۃً فَاخْتَرْتُ لَھُمُ الشَّفَاعَۃَ وَعَلِمْتُ اَنَّھَا اَوْسَعُ لَھُمْ وَھِیَ لِمَنْ مَاتَ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا **ترجمہ** فرمایا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے پروردگار نے میرے پسند پر چھوڑ دین یہ دونو باتین کہ یا تو میری نصف اُمّت داخل بہشت ہو جائے یا مین اُنکی شفاعت کر سکون پس مینے شفاعت کو اُنکے فائدہ کے لئے اختیار کیا کیونکہ

مین جانتا تھا کہ یہ انکے لئے زیادہ وسیع ہے اور شفاعت ہر شخص
کے لئے ہے جو اس حالت مین مرے کہ خدائےتعالی کا کسی چیز کو
شریک نہ گردانتا ہو۔ امام احمد ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے ابی موسی
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہون نے کہا قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَخَّرْتُ شَفَاعَتِیْ وَجَعَلْتُہَا لِمَنْ مَّاتَ
مِنْ اُمَّتِیْ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا **ترجمہ** فرمایا جناب پیغمبر خدا
نے تحقیق مینے اپنی شفاعت اختیار کی اور اُسے اُن لوگون کے
لئے مقرر کیا جو میری اُمت مین سے مرین جس حال مین کہ وہ
مشرک نہون اور روایت ابی یعلی اور ابی نعیم مین جو انہون
نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے لی ہے یہ الفاظ ہین
وَھِیَ نَائِلَۃٌ مِّنْہُمْ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ لَّمْ یُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا
ترجمہ اور وہ انشاء اللہ تعالی انہین سے ہر ایک اُس شخص کو
حاصل ہوگی جسنے اللہ تعالی سے شرک کیا ہوگا۔ اور عوف بن
مالک کی روایت مین جو اُنہون نے جناب رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کی ہے سَاَلْتُ اللّٰہَ اَنْ لَّا یَلْقَاہُ عَبْدٌ

مِنْ اُمَّتِیْ یُوَحِّدُہٗ اِلَّا اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ ترجمہ میں نے اللہ سے سوال کیا ہے کہ میری اُمت میں سے کوئی مُوحّد بندہ اُسکے سامنے ایسا نہ آئے کہ وہ اُسے داخل جنّت نہ کرے یعنی ہر موحد کو داخل جنّت کرے اور مسلم نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول تلاوت کیا فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ترجمہ پس جو میری تابعداری کریگا وہ مجھسے ہے اور جو میری نافرمانی کریگا سو تو بخشنے والا اور رحم کرنیوالا ہے۔ اور پھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا یہ قول اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اگر تو اُنکو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو اُنکی مغفرت کردے تو تو زبردست اور حکمت والا ہے + پھر آنحضرتؐ نے دونو ہاتھ بلند کئے اور ارشاد فرمایا اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ پھر آپ روئے تو پروردگار عالم کا حکم ہوا کہ اے جبرئیل تو ہمارے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا اور اُنسے کہدے کہ ہم تمکو تمہاری اُمت کے

بار مین خوش کر دین گے اور ناراض نہ کرین گے۔ اور بزار و طبرانی
نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور انہون نے جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے یون روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا
اَشْفَعُ لِاُمَّتِیْ حَتّٰی یُنَادِیْنِیْ رَبِّیْ اَرَضِیْتَ یَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ اَیْ رَبِّ
رَضِیْتُ **ترجمہ** مین اپنی اُمت کے لئے شفاعت کئے جاؤنگا
تا آنکہ منجانب پروردگار مجھے ندا آئیگی کہ اے محمد آیا تو رضی ہوگیا
اور مین عرض کرونگا کہ ہان اے پروردگار مین رضی ہوگیا۔ اور
طبرانی نے اَلْاَوْسَط مین ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے
بسند حسن روایت کیا ہے وہ کہتے ہین کہ فرمایا جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنِّیْ اَخَّرْتُ شَفَاعَتِیْ لِاُمَّتِیْ وَھِیَ بَالِغَۃٌ
اِنْشَاءَ اللّٰہُ مَنْ مَاتَ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا **ترجمہ** تحقیق مینے اپنی اُمت
کے لئے اپنی شفاعت اختیار کی ہے اور وہ ہر شخص کو جو پروردگار
سے شرک کئے بغیر مرا ہے پہنچیگی یعنی بوقت مرگ مشرک نہو
اور شرک نہ مرے علامہ برزنجی کہتے ہین کہ اب ذرا ان احادیث کو
غور سے دیکھو کیونکہ یہ سب اسپر دلالت کرتی ہین کہ شفاعت شرک کو

حاصل نہو گی اور نصِ صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت ابو طالب کو
شفاعت میسر آئی اور ہمین بالیقین معلوم ہو کہ وہ نبوت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی تصدیق کرتے تھے اُنکو سچا جانتے تھے اور اُنکے دین کی
حقیت اُنکے ذہن نشین تھی اور اسکے ظاہر کرنے کی کافی دلیلین
آچکی ہین پس سوائے اُنکی نجات کے ماننے کے چارہ نہین اور ان
حدیثون مین اور اُنمین جو اُنکے کفر اور آتش جہنم مین داخل ہونے کے
بارہ مین پیشتر بیان ہو چکین کوئی منافات نہین ہے کیونکہ اُنکے
کفر کا حکم احکام دنیوی کی نسبت سے اور ظاہر شریعت پر نظر کر کے
دیا گیا ہے اور نار جہنم مین داخل بہ سبب بعض فرائض کے ترک
کرنے کے ہو گا مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ ہمیشہ آگ مین
رہین گے اور نہ اس بات کی کوئی نص ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم مین
رہین باوجود اسکے کہ استغفار کے لئے کرنے کے بارہ مین نہی آنیکا
حکم بھی ہو چکا ہے مگر وہان سے بھی یہ ثابت نہین الحمد للہ کہ
(ہمنے کامل ثبوت دیدیا) باری تعالیٰ کا یہ ارشاد جو پیشتر آچکا
ہے کہ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ

ترجمہ (اے رسول) تحقیق تو نہین ہدایت کر سکتا جسے چاہے لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت کر دیتا ہے۔ یہ اُنکے ایمان کی نفی نہین کرتا کیونکہ یہ تو محض اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تو اُسکو ہدایت نہین کرتا بلکہ اللہ جسے چاہے ہدایت کر دیتا ہے پس ہم کہتے ہین کہ بالتحقیق اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو طالب کو ہدایت کر دی۔ پیشتر یہ بھی ذکر آچکا ہے کہ حضرت عباسؓ نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابو طالب کی ادائے شہادتین کی خبر کی تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مینے نہین سُنی یہ آنحضرت نے ظاہر حال پر نظر کر کے فرمایا اور یہ اس امر کا مانع نہین ہے کہ پروردگار عالم اُنکے ایمان سے اپنے نبیؐ کو مطلع کر دیا ہو اور اسی سبب سے آنحضرتؐ نے فرمایا کُلُّ الخیرِ اَرجُولَہٗ مِن رَّبِّی ترجمہ مین حضرت ابو طالب کے لئے خداوند کریم سے ہر بہتری کا امیدوار ہون حدیث صحیح مین وارد ہے کہ جناب عباسؓ نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ حضرت ابو طالب کے لئے بہتری کے اُمیدوار ہین فرمایا بیشک مین اُنکے لئے اپنے رب سے ہر بہتری کا اُمیدوار ہون

اس حدیث کو ابن سعد نے طبقات سند صحیح سے روایت کیا ہے اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امید بے تحقیق نہین ہو سکتی اور نہ آنحضرت سوائے مومن کے کسی غیر کے لئے بہتری کے امیدوار ہو سکتے ہین اور یہ کسی طرح جائز نہین ہے کہ اس سے مراد تخفیف عذاب کیجائے جو اُنکے حق مین ہوگی کیونکہ وہ ایسی خوبی و بہتری نہین ہے کہ کلّ الخیر سے مفہوم ہو کیونکہ تخفیف عذاب تخفیف شر ہے اور بعض شر بعض شر سے آسان تر ہے اور کلّ خیر کا حاصل ہونا سوائے دخول جنّت کے دوسرے معنی نہین رکھ سکتا بعض عارفونکا قول ہے کہ اہل کشف و کرامات کے نزدیک حضرت ابوطالب کا ایمان بہ ثبوت کامل ثابت ہے جسمین ریب و شک کو دخل تک نہین اور سبب اسکا شاید یہ ہے کہ باری تعالیٰ نے اس امر کو بہ سبب شریعت ظاہری کے مبہم رکھا تاکہ اُن اصحاب کا اطمینان رہے جنکے آباؤ اجداد کافر تھے کیونکہ ایمان حضرت ابوطالب کی تصریح اُنکے سامنے بیان ہوتی جس حالت مین کہ وہ اُنکو مثل اپنے بزرگون کے بحسب ظاہر کافر جانتے تھے تو اُنکے دلونمین

نفرت پیدا ہوتی اور اُنکے سینے غصہ سے جوش مارنے لگتے اور
وہ یہ کہتے کہ حضرت ابوطالب مین اور ہمارے آباؤ اجداد مین کوئی
فرق نہ تھا پھر یہ کیونکر ہوا کہ وہ ناجی ہوگیا اور یہ ناری اور مُعذّب
یہ بات اُنکے تقاضائے طبیعتِ بشری کے سبب واقع ہوتی کیونکہ
طبیعت بشری غیر کو اپنے اوپر ترجیح دینے کو پسند نہین کرتی
جیسا کہ اسکی نظیر اُس شخص کے ذکر مین پیشتر آچکی ہے جس نے کہا تھا
اَینَ اَبِی اور اگر حضرت ابوطالب اپنا ایمان ظاہر کردیتے تو
نصرت وحمایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ مین جو کچھ اُنکے ارادے
تھے اُنکے ہاتھ وصول ہوتے ماورائے ان باتون کے اللہ تعالیٰ
کی اسمین بیسیون حکمتین ہونگی جنکو ہم نہین جانتے پس ہمارا کام
یہی ہے کہ امر باری تعالیٰ کو واجب التسلیم جانین اور اُسکی حکمتون کی
اور رضا کی تابعداری و اطاعت بجالائین اور جناب رسول خدا
اور اُنکے اہلبیتِ خوش کردار اور اُنکے صحابؓ نیک اطوار کا کماحقہ
ادب کرین اور اُنکی نسبت گمانِ نیک رکھین تاکہ اُنمین سے کوئی
صاحب ہم سے بروزِ قیامت اپنے مظلمہ کا دعویدار نہو بعد ازان

ہم اللہ تعالیٰ سے توفیقِ رفیق کے طالب سائل ہین (مفتی سید احمد
بن زینی دحلان مفتی مکہ یہان لکھتے ہین) کہ وہ خلاصہ یہ ہے جو
مینے اُس رسالہ کے خاتمہ مین سے جو علامہ سید محمد بن رسول برزنجی
نے نجاتِ والدینِ جناب پیغمبرِ خدا کے بارہ مین تالیف فرمایا تھا
لیا ہے اور المواہب اللدنیہ اور السیرۃ الحلبیہ وغیرہ معتبر پسندیدہ
کتابون مین سے جو جو کچھ علاوہ بھی اسمین مندرج کردیا ہے ✦
علامہ برزنجی خاتمہ کے آخر مین کہتے ہین - کہ یہان رسالہ اتمام کو
پہنچا ہے اور حسب دائل ذیقعدۃ الحرام ۱۰۸۰ھ ہجری نبوی کو مدینہ
منورہ مین جسکے ساکن پر افضل صلوٰۃ و اکمل سلام ہو مین اپنے
مکان مین جو فصیل شہر کے اندر کوچۂ بدور مین جو مشہور کوچہ ہے
اس کے سودہ کی تکمیل کرچکا تو حرم شریف کے ایک خادم کے ہان
جو صاحب طریقت تھا بھید پایہ شخص اور اوراد وظائف بہت پڑہا
کرتا تھا اور سالک بھی تھا نیز صلاح باطن سے آراستہ تھا مینے
کتاب اُسکے پاس اسلئے بھیجی) کہ اُسے حجرۂ شریفۂ رسول مقبول مین
قبر مطہر کی پوشش کے نیچے رکھدے کیونکہ مینے یہ خدمتِ نبوی

مین بطور ہدیہ کے ارسال کی تھی کہ اگر معرض قبول مین پہنچ گئی تو
مین اسکی اشاعت کرونگا ورنہ اسکے نسخے پھیلنے سے پیشتر ہی ضائع
کردونگا پس اُنہون نے اُس پوشش کے نیچے رکھدی اور دو رات
کامل وہان رکھی رہی پھر وہ میرے پاس لائے اور مجھے بشارت
دی کہ درگاہِ آنحضرتؐ مین قبول ہوگئی اور آنحضرتؐ نے ہر بات کو
اسکی پسند فرمایا پس مینے اللہ تعالیٰ کی اِس بات پر حمد و ثنا کی اور
اسے اُسکی مدد سے شائع کیا فالحمد للہ علیٰ ما انعم والھم ثم لہ
الحمد علیٰ انہ کما بدأ اتمم حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ حمداً یوافی
نعمہ ویکافئ مزیدہ کما ینبغی لجلال وجہہ وعظمۃ سلطانہ
حمداً یستوجب المزید الموعود بقولہ تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم
واکمل الصلاۃ والتسلیم علی المبعوث بالقرآن الحکیم والموصوف
بالخلق العظیم المنعوت بانہ بالمؤمنین رؤف رحیم صلوۃ وسلاماً
صلوۃ وسلاماً تجازیان عناہ وتوازیان غناہ وعلیٰ آلہ واصحابہ و
ابائہ وامہاتہ وازواجہ وذریاتہ وورثۃ علومہ وعبادتہ وغفر اللہ لنا و
لوالدینا واخواننا قلباً وصلباً ودیناً ولجمیع المسلمین والمسلمات ربنا اغفر لنا

وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ دَعْوٰهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سید محمد بن رسول البرزنجی نے جو رسالہ نجات والدین جناب رسالتآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ مین جو تالیف کیا اُسکے آخر مین یہ دعا وخطبہ ہے اُسکی رسالہ کے ذیل مین جو خاتمہ ہے اُسمین نجات حضرت ابو طالب عم رسول مقبول ثابت کی گئی ہے۔مفتی مکہ مؤلف رسالہ ہذا رحمہ اللہ کہتے ہین کہ مین نے اس رسالہ کے سودہ سے ۱۸۔شعبان المبارک ۱۳۰۳؁ھ ہجری کو فراغت پائی ۔

سوانح عمری مولانا السید محمد بن رسول البرزنجی

آگاہ ہو کہ علامہ شیخ محمد مرادی دمشقی نے اپنی کتاب اَسْلَاکُ الدُّرَرِ فِیْ تَرْجَمَاتِ اَعْیَانِ اَهْلِ الْقَرْنِ الثَّانِیْ عَشَرَ مین مؤلف رسالہ مذکور یعنی علامہ مولانا سید محمد بن رسول برزنجی کی سوانح عمری لکھی ہے جنکے نسب کی انتہا سیدنا امام موسی کاظم ابن الامام سیدنا جعفر الصادق ابن الامام سیدنا محمد الباقر ابن الامام سیدنا علی زین العابدین ابن الامام سیدنا الحسین السبط ابن الامام

سیدنا علی بن ابیطالب و سیدتنا فاطمۃ الزہرا بنت سیدنا محمد
رسول اللہ صلی اللہ وسلم تک ہوتا ہے یہ سوانح عمری بغایت
عمدہ ہے اور علامہ موصوف کی کثرت علم وعمل اور قوت فکر وفہم
وادراک کی بہت کچھ تعریف کی ہے نیز اس امر کی کہ وہ بحث پر
بہت قادر تھے اور حجتین اور دلیلین اتنی قائم کر سکتے تھے کہ اکثر
گفتگو مین وہ اپنے دشمن و حریف و مقابل کی حجتون پر غالب
آجاتے تھے اور الٹا اسکی حجت کو اسی پر حجت گردانتے جیسا کہ
تم نے اس رسالہ مین دیکھا اور ایسا ہی کچھ اس کتاب مین کیا
ہے جسکا نام النواقض للروافض ہے یہ عجیب کتاب ہے کہ رافضیوں کے
رد مین ایسی کتاب نہین لکھی گئی کہ اکثر موقعون پر انکی حجتون کو
الٹ کر انہین پر ثابت کیا ہے علی ہذا القیاس علامہ حموی نے
اپنی کتاب نتائج مین اور ذہبی نے اپنی کتاب نفحات مین اور
علامہ بیتی نے شذور مین اور عیاشی رحلت مین انکی زندگی
لکھی ہے اور ہر ایک نے بہت کچھ تعریف کی ہے اور سب نے بالاتفاق
لکھدیا ہے کہ وہ معقول و منقول کے علامہ تھے اور اہل فروع و اصول

کے امام تھے اور تمام فنون علمیہ کے جامع تھے اور اسانید نبویہ کے
ذوق سے پڑھتے اور فضیلتین اُنکی ذات پر اتنی مجتمع تھین کہ انکا نقل
کرنیوالا باوجود اپنی علو ہمتی کے عاجز آجائے ظاہر و باطن خدا تعالی سے انکا
بہت کچھ خوف کرتے تھے اور حدود شرعیہ پر قائم تھے نیز سب نے یہ
بھی لکھا ہے کہ نہایت ادق اور مشکل مسئلات کے جواب تھوڑی
سی دیر مین دینے پر پورے پورے قادر تھے اور جواب ایسے
سہل الفاظ مین ہوتا تھا (کہ ہر شخص سمجھے) اور پھر ایسے نرم
الفاظ مین (کہ کسیکو برا نہ لگے) اور ایسے کامل اور مدلل الفاظ
مین (کہ مقصد پورا پورا ادا ہو جائے) اور انین سے بعض نے بھی
لکھ گئے ہین کہ علامۂ برزنجی علما مجددین مین محسوب ہین اور
کسینے انکی تعریف کرنے مین مجددین کے نام نظم بھی کئے ہین چنانچہ
وہ کہتا ہے **شعر** حَادِی عَشَر قَدْ کَانَ بَرْزَنجیُّ * مُجَدِّدٌ اَقَّ
شَرْطُهٗ جَلِیُّ **ترجمہ** گیارہوان مجدد بالتحقیق برزنجی تھا
اور شرط اُسکی ظاہر ہے * علامۂ برزنجی رحمہ اللہ شب جمعہ ۱۲
ربیع الاوّل ۱۰۴۰ سنہ ہجری مین علاقۂ شہرزور موضع برزنج مین

پیدا ہوئے اور وہین پرورش پائی اپنے والد ہی سے قرآن شریف
پڑھا اور علم حاصل کیا پھر بہت سے شہروںمین پھرے اور وہان
بڑے بڑے علما سے علم حاصل کیا اور مدینہ منورہ کو اپنا وطن
قرار دیا اور اُسے صدر بنا لیا کہ درس و تدریس مین اور عجیب و
مفید تصانیف مین مشغول رہیں اُن تصانیف مین سے بعض کا
تو ذکر آچکا اور بعض یہ ہین انہار السلسبیل فی شرح اسماء التنزیل
جو بیضاوی کی تصنیف ہے اور شرح الفیۃ السیوطی اصطلاحات
حدیث کے بارہ مین جسکا نام رکھا ہے المصطلح لایضاح الفیۃ المصطلح
اور اختصار لکھا ہے تلخیص المفتاح کا اور مرقاۃ الصعود فی
تفسیر اوائل العقود اور الضاوی علی صبح فاتحۃ البیضاوی اور
جالی الاحزان فی فضائل رمضان اور الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ
انکے علاوہ اور بہت سی تالیفات و تصنیفات ہین اور ایک سے
زیادہ ایک عجیب ہے علامہ موصوف رحمۃ اللہ العالی نے پیر کے
دن ظہر کے وقت ۱۱۰۳ھ مین اپنے مکان کوچہ قشاشی مین
انتقال فرمایا اور وہ شہید ہوئے کیونکہ زہر سے مارے گئے

مدح کی ہے ؎ سقی الفاروق بالعباس قدما۔ ونحن بجعفر
غیثنا سقینا + فذاک وسیلۃ لھم وھذا۔ وسیلتنا
امام العارفینا + **ترجمہ** قدیم زمانہ مین
حضرت عمرؓ فارق نے حضرت عباسؓ کے ذریعہ سے پانی پایا تھا
اور ہمین جعفر کے وسیلہ سے باران رحمت ملی ہے + وہ اُنکے لئے
وسیلہ تھے اور یہ امام العارفین ہمارے لئے وسیلہ ہین۔ منجملہ اُنکی
کرامات کے یہ بھی ہے کہ اُنہون نے اپنے وفات کے دن کی
خبر دیدی پس جس طرح خبر دی تھی اُسی طرح واقع ہوا۔ چنانچہ
حضرت سید جعفر رضی اللہ عنہ نے ۴ شعبان ۱۱۴۱ھ مین وفات
پائی جب اُنکی عمر ۷۵ برس کی تھی اور وہ جنت البقیع مین نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی بیٹیون کی پائنتی دفن ہوئے شیخ عبدالقادر کدک نے
اُنکے مرثیہ مین چند شعار لکھے ہین ابھی اُنکو ختم کرکے تاریخ نہ لکھنے
پائے تھے کہ سید جعفر مذکور کو اُنکی وفات کے تیرہ دن بعد خواب مین
دیکھا اور دریافت کیا کہ فیناذا انت ذُرُ یعنی تم کہان پھرتے ہو
جواب مین فرمایا فی جنۃ الفردوس یعلوا منزلی

ثلاثہ دیکھنے والے نے جب اُسے غور سے دیکھا تو شاعر کو
مطلع کیا کہ یہ پورا مصرع بھی ہے اور حساب کیا تو جنت کی ت
کے چار سو لگانے سے پوری تاریخ بھی نکلتی ہے (ادیب لوگونمین
اس بارے مین اختلاف ہے بعض ت کے عدد ۴ لگاتے ہین بعض
چار سو) مگر یہ وزن قصیدہ و قافیہ کے بموجب مصرع کامل
تھا پس شاعر مذکور نے اسے تاریخ مقرر کیا اور اسی پر قصیدہ
ختم کر دیا یہ بھی اُنکی کرامات سے تھا کہ بعد اپنی وفات کے اپنی
وفات کی تاریخ لکھوا دی۔ سید جعفر رحمہ اللہ کی فقط ایک بیٹی
باقی رہی جنکی شادی اُنکے چچیرے بھائی زین بن محمد سے ہوئی
اور ان دونو سے سید محمد الھادی پیدا ہوئے۔ اور سید محمد
مذکور کے بعد اُنکے بیٹے سید علامہ زین العابدین باقی رہے جنکی
نظم مین سے مولود شریف و احوال معراج مشہور ہین اور ان
دونو کا آغاز یہ ہے بَدَأْتُ بِاسْمِ اللّٰهِ الذَّاتِ عَالِيَةِ الشَّانِ
اور اسکے بعد احادیث جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو
منظوم کر کے اپنے اشعار کو زینت بخشی ہے اہل مدینہ کے ایک گروہ

لقب مظلوم قرار پایا۔ کتاب روض الاعطر مین لکھا ہے جسکی نقل
یہ ہے کہ پھر اسکے بعد تھوڑے ہی عرصہ مین وزیر مذکور کی معزولی کا
حکم آگیا پس وہ آستانہ شریفہ کی طرف متوجہ ہوکے نکلا اور اپنے
ساتھیون کے ساتھ جدہ سے سوار ہوکر چلا۔ بعد اسکے کہ بادبان
اُٹھاکر چلے اور کچھ دور گئے تند و تیز ہوا چلی اللہ تعالیٰ نے
اُنہین غرق کردیا اور اُنمین سے بہت ہی کم نے نجات پائی
راوی کہتا ہے کہ بعض اہلِ علم نے اہلِ جدہ مین سے اور
معتبرون سے سُنکر مجھ سے بیان کیا ہے اور اُنکے بیٹے سید حسین
نے ایک بیٹا سید جعفر چھوڑا جسکا ایک مولود شریف مشہور ہے
جسکا مصرع مطلع یہ ہے اِبْتَدَئُ الْاِمْلَاءُ بِاسْمِ الذَّاتِ
الْعَلِیَّۃِ اور اُنکے بیٹے علا سید علی نے قصیدہ رائیہ منظوم کیا
ہے جسکا نام جَالِیَۃُ الْکَدَرِ فِی اَسْمَاءِ اَصْحَابِ سَیِّدِ الْمَلَائِکِ
وَالْبَشَرِ یہ ایک نظم ہے جسمین اہلِ بدر اور اہلِ اُحد کے کل نام درج
ہین اُسکا مطلع یہ ہے بَدَاْ رِیَّۃٌ وَاَنْتَ بِبُرْہَانٍ بَھَرَ۔ اَحْسِنُ اَیَّۃٌ
فِی سِرِّہَا سِرٌّ ظَھَرَ آیت بدری برہان ظاہری سے

اُتری ۔ اور آیت اُحدی کے بیان مین ایک خاص بھید ظاہر ہو گیا
اور ایک بیٹے اُنکے علامہ سید محمد برزنجی تھے یہ سب کے سب سید حسن کے
بیٹے تھے اور سید جعفر مذکور امام عامل اور عالم تھے ۱۱۲۶ھ مین مدینہ
منورہ مین پیدا ہوئے تھے وہین پرورش پائی قرآن مجید پڑہا
اور متعدد مشائخ سے علم حاصل کیا اور جمیع علوم عقلی و نقلی
مین کامیابی حاصل کر کے مدینہ منورہ مین مفتی شافعیہ مقرر ہو گئے
اور وہ اپنی قوم کے طریق کے سالک تھے اور اعمال صالحہ اور
استقامت کے پابند تھے انکی کرامات بہت مشہور ہین ازانجملہ
یہ ہے کہ ایکدفعہ یکایک جمعہ کے دن وہ خطبہ پڑھنے کے لئے بلائے گئے
اور اُنسے یہ درخواست کی گئی کہ اپنے خطبہ مین لوگون کے لئے پانی
طلب کرین کیونکہ وہ سال قحط کا تھا چنانچہ اُنھون نے پانی طلب
کیا پس آسمان سے خوب پانی برسا گویا مشکون کے مُنہ کھولدئے
تھے یہانتک کہ جل تھل بھر گئے اور زمین بعد خشکی کے سرسبز ہو گئی
اور بارش ہفتہ بھر برابر جاری رہی جیسے جناب رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے رہی تھی ۔ کسی فاضل نے اپنے اشعار مین یون

نجات سوائے اس صورت کے کہ مدینہ منورہ سے نکلکر مصر چلے
جائین اور کسی طرح نہین تو اُنہون نے غسل فرمایا وضو کیا اور
دو رکعتین ادا کین پھر ایک مٹھی خاک لیکر باہر آئے اور وہ یہ پڑھتے
آتے تھے شَاهَتِ الْوُجُوهُ شَاهَتِ الْوُجُوهُ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ
الْقَيُّومِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا وہ مٹی اُنکے سر پر ڈال دی اُنہین
معلوم بھی نہوا پھر سامنے سے چلے گئے اور کسیکو نہ دکھائی دیئے
نہ کوئی خبر سنی تا آنکہ وہ مصر پہنچ گئے اور یہ خبر آئی پھر وہ مصر مین
عرصہ دراز تک رہے جامع مسجد مین رہتے تھے جہان بہت سے
بڑے بڑے علما اکٹھے ہوگئے تھے یہان اُنہون نے اپنی کتاب
نفثۃ المصدور تالیف کی اس کتاب کا نظیر فصاحت و بلاغت
اور قصائد نعتیہ اور کلمات حکمیہ مین نہین ہے اس نے سادات صوفیہ کا
طریق اختیار کیا ہے اور جو جو کچھ رنج والم اور فراق کے صدمے
اور درگاہ نبوی سے دور ہونیکی مصیبتین اُن پر پڑی ہین اُن
سب کی طرف اشارہ کرتے گئے ہین اور اس قصبہ کیطرف بھی
اشارہ کیا ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہین

بشارت دی کہ مصر کیطرف بیدھڑک ان لوگوںمین سے چلے جاؤ
اور ان کے سرون پر مٹی ڈال دو یہ تمہین نہ دیکھین گے چنانچہ
مثل اسی کے واقع ہوا جیسا جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے لئے ہوا تھا جب آپنے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی پھر
سید حسن اسکے بعد مدینہ منورہ مین تشریف لائے مگر ان کے
والد رحمۃ اللہ علیہ کی قید مدینہ منورہ مین شدید تھی
مگر اُنکے دشمنون مین سے کینے اتنا احسان کیا کہ وہ مدینہ
سے نکلکر مکہ معظمہ مین آگئے اور یہان آ ٹھیرے مگر مکہ پہنچا تھا
کہ وزیر ابوبکر پاشا نے اُنکو گرفتار کرایا اور اُنکو جدہ بھیجکر وہان
کے قلعہ مین قید کردیا پھر اُنکے قتل کا حکم صادر کیا چنانچہ شب
ہشتم ماہ ربیع الاوّل ۱۳۰۵ھ مین گردن ماری گئی اور بازار جدہ
مین ڈال دیا گیا چنانچہ ایک دن کامل نعش اسی طرح پڑی رہی پھر
کسی نیک آدمی نے سفارش کی اور اُٹھا کر غسل دیا اور تجہیز و تکفین
کرکے دفن کردیا جنازہ سے برکت حاصل کرنے کے لئے خلق خدا
لوٹی پڑتی تھی اور خدا اُن پر رحمت وسیع نازل کرے کہ اُنکا

اور جنت البقیع مین بنات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پائنتی اُس قبہ
شریفہ کے باہر جو دختران نبی کی قبرون پہ ہے قبلہ کی جانب بائین
قبۂ مذکورہ اور قبہ سیدنا عباس اور اہلبیت رضوان اللہ علیہم
اجمعین دفن ہوئے اور اُنکی پہلو مین علامہ سید جعفر ابن سید
حسن برزنجی کی قبر ہے جنکا ذکر آگے آئیگا اور موضع مذکور بقیع
مین سادات برزنجیین کا مقبرہ ہے علامہ برزنجی کی اولاد نہایت
مبارک ہوئی کیونکہ اُنمین سے ہر ایک صاحب علم وفضل اور
صلاح باطن سے آراستہ ہوا اور وہ ہمیشہ مدینہ منورہ مین شافعیونکی
مفتی رہے ہین برزنج ملک عراق مین علاقہ شہرزور کا ایک موضع
ہے انکی اولاد مین سے سید عبد الکریم تھے جو جدہ مین مدفون
ہوئے اور مظلوم مشہور رہین اور سبب اسکا یہ تھا کہ ۱۲۳۳ھ مین
ایام شریف مبارک ابن احمد ابن زید امیر مکہ مین ما بین اہل مدینہ
و اہل حرم فساد واقع ہوا اور ایک دو دن قتال ہوتا رہا اور فساد
بہت پھیلا - اس بات کی رپورٹ دولت عالیہ عثمانیہ کی گئی اور
یہ ذکر کیا گیا کہ سید مذکور اور اُنکے بیٹے سید حسن اور بعض اعیان

اہل مدینہ نے اس فتنہ مین لوگونکو تحریص و ترغیب دلائی دولت عالیہ
سے اشخاص مذکورین سے بعض کے قتل کا حکم صادر ہوا اور بعض کو
معافی دی گئی مگر سید عبدالکریم مذکور اور اُنکے بیٹے سید حسن اُنہین سے
تھے جنکے قتل کا حکم ہوا تھا مگر سید حسن رحمہ اللہ صاحب کرامات تھے
اور بعض نماز صبح مسجد نبوی مین درس دیا کرتے تھے جب سپاہیون
نے گرفتار کرنا چاہا تو وہان گئے کہ اُنہین مسجد ہی مین گرفتار کرلین
جب کہ وہ پڑھاتے ہون مگر جب قریب پہنچے اللہ تعالیٰ نے اُن کی
آنکھونکا نور کھو دیا کہ وہ اُنکی آواز سُنتے تھے وہ پڑھا رہے تھے اور
اُنہین نہ دکھائی دیتے تھے یہ پلٹ کر آئے اور اپنے افسر کو خبر دی
مگر وہ باز نہ آیا اُس نے اور سپاہی بھیجے وہ آئے تو سید صاحب
سبق پورا کرچکے تھے اور باب سلام کے راستہ سے اپنے گھر چلے
گئے تھے یہ وہان گئے اور اُنکے گھر کا محاصرہ کرلیا اور اُنہین سے
بعض گھر کے دروازہ پر دھرنا دیکر بیٹھ گئے مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا
رعب اور خوف اُنکے دل مین ڈال دیا کہ گھر کے اندر گھسنے کی کسی نے
جرأت نہ کی۔ مگر جب سید صاحب موصوف کو معلوم ہوا کہ اُنکے

کے ساتھ جو آستانہ عالیہ سے آئے تھے سنویس مین ع۱۲۱۲ھ مین
مارے گئے اور سب ایک ہی جگہہ دفن کئے گئے سید زین العابدین
کے ایک بیٹے مولانا سید اسمٰعیل باقی رہے یہ بڑے عالم فاضل
تھے اور مدینہ منورہ مثل والد ماجد وجد امجد کے انکا وطن تھا یہ بھی
اہل مدینہ کے ایک گروہ کے ساتھ سنہ ۱۲۲۳ھ مین جب وہابیون نے
حجاز پر غلبہ پایا مدینہ منورہ سے نکلے اور تقدیر انکو ملک عراق کے
صوبہ کروستان مین لیگئی وہان عبد الرحمن پاشا سے ملے جو خود عالم و
فاضل تھے اور علماسے بہت محبت رکھتا تھا وہ شخص مولانا سید
اسمٰعیل سے محبت بھی رکھتا تھا اور انکی عزت و حرمت بہت کرتا
تھا۔ انکو پاس عرصہ دراز تک رکھا اور اپنی بیٹی عائشہ نامی کو
انسے منسوب کیا جسکے بطن سے انکے بیٹے مولانا سید جعفر اور انکے
بھائی سید احمد اور اور بھائی ہوئے۔ مولانا سید اسماعیل اُس ملک
مین بہایت عزت و احتشام سے ۵۴ برس مقیم رہے اور انکی غیبت
کے زمانہ مین مدینہ منورہ مین شافعیون کا فتویٰ انکے چچیرے
بھائیون مین سے کوئی دیتے تھے۔ ملک کروستان مین مولانا

سید جعفر اور انکے بھائی بہن پیدا ہوئے اور ۱۲۶۹ھ مین مولانا
سید اسمعیل نے اپنے وطن کی طرف آنیکا ارادہ کیا ماہ رجب سنہ
مذکور مین چلے اور شام کے راستہ سے مصر پہنچے اور مصر مین اپنے
بیٹے کو جامع الازہر مین تحصیل علم کے لئے چھوڑا چنانچہ اُنہون نے
بڑے بڑے مشہور عالمون سے علم حاصل کیا اور اُنکے والد
دار السلطنۃ العالیہ کی طرف گئے اور مولانا سلطان عبد المجید کی
تعریف ایک نہایت بلیغ قصیدہ مین کی چنانچہ سلطان موصوف نے
مدینہ نبویہ کے شافعیون کے فتوے کا منصب اُنہین عطا فرمایا
پھر مولانا سید اسمعیل مصر کی طرف لوٹ آئے اور اپنے اہل و عیال کو
لیکر مدینہ منورہ کی جانب کوچ کیا اور اوائل رجب ۱۲۷۱ھ کو مدینہ
طیبہ مین پہنچ گئے۔ فاضل اجل شیخ عبد الجلیل آفندی برادہ نے
مولانا سید اسمعیل مذکور کی شان مین ایک نہایت عمدہ قصیدہ کہا
جسکے ایک مصرع مین اُسکے واپس آنے کی تاریخ لکھی ہے مطلع قصیدہ
مذکور کا یہ ہے ؎ اَللّٰہُ اَقْبَلَ بِالْمَسَرَّۃِ بَعْدُ + وَلَنَا بِاَنْجَاحِ
الْمَطَالِبِ یُنْجِدُ + اور تاریخ والے شعر سے پہلے ایک شعر تمہید

تاریخ مین لکھا گیا ہے اور وہ یہ ہے ؎ ولطیبۃ مذ عدت قلت
مؤرخا ÷ فی بیت شعر بالمحاسن یفرد ÷ قد عاد جار الرسول
محمد ÷ نجل لنا والعود منہ احمد ۱۲ پھر ایک عرصہ کے بعد
وہ عہدہ مفتی سے علیحدہ ہوگئے اور اپنے بیٹے مولانا سید جعفر
فاضل اجل کو جگہہ دیدی چنانچہ مولانا سید جعفر اپنے والد کی وفات
سے کوئی آٹھ مہینے پیشتر ۱۳۰۲ھ مین مقرر ہو گئے اور حکم استمراری
دار السلطنت عالیہ سے اس امر کے لئے آگیا جبکا عملدرآمد اسوقت تک
جاری ہے اور مولانا سید جعفر کی طرف سے اُنکے بھائی عالم و فاضل
مولانا سید احمد ابن مولانا سید اسماعیل فتوے دیتے ہین۔ انکے
تیسرے بھائی سید عبد الکریم ہین اور چوتھے سید علی تھے جو کئی سال
ہوئے کہ قضا کر گئے اور مولانا سید جعفر دار السلطنۃ العالیہ مین
کئی دفعہ گئے اور پانچ سال تک صنعاء کے قاضی رہے یہ قضا
آخر شوال ۱۳۱۲ھ مین ختم ہوگئی پھر وہ مکہ معظمہ مین مع اپنے
اہل و عیال کے آگئے پھر طائف گئے اور وہ ابتک مع اپنے اہل و
عیال کے وہین مقیم ہین اور یہہ ارادہ رکھتے ہین کہ اپنے اہل و

عیال سمیت مناسک حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی طرف لوٹ آئین - انکے بیٹے سید سمٰعیل و سید محمد ہاشم ہین + انکی تالیفات اعلےٰ درجہ کی ہین ازانجملہ انکی شرح ہے جسکا نام ہے کوکب الانور علی عقد الجواھر فی مولد النبی الازھر اور عقد الجواھر فی مولد النبی الازھر انکے نانا مولانا سید جعفر کی تالیف ہے شَوَاهِدُ الغُفْرَانْ اُنھون نے اپنے دادا سید محمد بن رسول برزنجی مسبوق الذکر کی کتاب جالی الاضران فی فضائل رمضان پر لکھی ہے اور مصابیح الغرر جالی الکدر مصنفہ مسبوق الذکر مولوی سید علی ابن السید حسن کی کتاب پر لکھی ہے اور مقدم الذکر مولوی سید زین العابدین اپنے جد امجد کی کتاب ضوء الوھاج فی الاسراء والمعراج کی کتاب پر تاج الابتہاج لکھی ہے نیز تعمیر مسجد نبوی صلعم کی تاریخ لکھی ہے یہ مسجد مولانا السلطان الغازی عبد المجید خان نے بنوائی تھی اور یہہ تاریخ نہایت عجیب ہے، اور اسکا نام ہے نزھۃ الناظرین فی عمارۃ مسجد سید الاولین والآخرین ایک کتاب انکی روض الاعطر فی

مناقب لسید جعفر ہے اور علاوہ انکے اور بہت سی ہین المختصر
یہ کہ اس خاندان کے سب لوگ صاحبان علم وفضل وصلاح
ہین۔ اللہ تعالی ہمین انکے سبب سے نفع پہنچاوے اور انکو خیر و
فلاح کی توفیق دے۔ وصلی اللہ علے سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ
اجمعین وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین و للہ
در القائل (شاعر اپنے دوستونکو مخاطب کرکے مکہ معظمہ کی حضرت
ابوطالب کی اور پیغمبر خدا کی تعریف کرتا ہے) شعر

قِفَا بِمَطْلَعِ سَعْدٍ عَزَّ نَادِیہٖ ؕ وَامْلِیَا شَرْحَ شَوْقِیْ فِیْ مَغَانِیہٖ ؕ

اُس مبارک مکان کے قریب جسکی مجلس مکرم و محترم ہے ٹھیرو
اور جو ولولے شوق کے میرے دل مین جوش زن ہین انکو
مشرح اُسکے مقامات مین لکھدو۔ شعر

وَاسْتَقْبِلَا مَطْلَعَ الْاَنْوَارِ فِیْ اُفُقِ الْحَجُوْنِ وَاحْتَرِسَا اَنْ تَبْہَرَا فِیہٖ ؕ

کوہستان حجون[۱] کی طرف سے اس نورانی مکان مین آجاو
مگر اس بات سے ہوشیار رہنا کہ تم متحیر نہ ہوجاو۔

---

[۱] نام ہے ایک پہاڑ کا جو مکہ معظمہ کے قریب واقع ہے۔

مَغْنیً بِہٖ وَاہلُ الرِّضْوَانِ مِنْہُمْ ٭ وَنَائِرَاتُ الْہُدیٰ دَلَّتْ مُبَادِیْہٖ ٭
یہ وہ مکان ہے جسمین خوشنودی پروردگار عالم کا مینہہ برستا
ہے۔ اور ہدایت کے شعلے منادی مکان پر خود دلالت کرتے
ہین فَقِفَا فَذَا بُلْبُلُ الْاَفْرَاحِ مِنْ طَرَبٍ ٭ یَرْوِیْ بَدِیْعَ الْمَعَانِیْ
فِیْ اَمَالِیْہٖ ٭ اے میرے دوستو ٹھیر جاؤ کہ سرور
وبہجت کی ہزار داستان فرط خوشی سے اپنی بیاض مین سے
عجیب عجیب معانی ادا کر رہی ہے وَاسْتَمْلِیَا الْاَحَادِیْثَ
الْعَجَائِبَ عَنْ ٭ بَحْرٍ ہُنَاكَ بَدِیْعٌ فِیْ مَعَانِیْہٖ ٭ اُس بحر ذخار
معانی سے کچھ چیدہ چیدہ باتین لکھ لو ٭ حَامِی الذِّمَارِ
مُجِیْرُ الْجَارِ مَنْ کَرُمَتْ ٭ مِنْہُ السَّجَایَا فَلَمْ یَفْخَرْ مُبَارِیْہٖ ٭
امانتون اور ذمون کا حامی پڑوسیونکا پناہ دہندہ ایسا شخص
جسکی خصلتین اعلےٰ درجہ کی عمدہ ہین اور ایسی عمدہ کہ مدمقابل
فخر نہین کرسکتا عَمُّ النَّبِیِّ الَّذِیْ لَمْ یُثْنِہٖ حَسَدٌ ٭
عَنْ نَصْرِہٖ فَتَغَالٰی فِیْ مَرَاضِیْہٖ رسولخدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے عم نامدار وہ شخص جنکو حسد[۱] و دشمنی نے نصرت نبی سے

[۱] جس طرح کہ ابوجہل و ابولہب حاسد تھے ٭

باز نہ رکھا بلکہ انکی رضا جوئی مین از حد مبالغہ کرتے رہے
هُوَ الَّذِي لَمْ يَزَلْ حِصْنًا لِحَضْرَتِهِ ÷ مُوَفِّقًا لِرَسُولِ اللّٰهِ يَحْمِيهِ ÷
وہ چچا کہ برابر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصن حصین بنے
رہے اور جناب پیغمبر خدا سے موافقت کر کے انکی حمایت مین
سرگرم رہے وَكُلَّ خَيْرٍ تَرَجَّاهُ النَّبِيُّ لَهُ ÷ وَهُوَ الَّذِي قَطُّ
مَا خَابَتْ أَمَانِيهِ ÷ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے
ہر ایک خیر کی انکے لئے امید کی ہے اور آنحضرتؐ وہ شخص ہین
جنکی امیدین کبھی خالی نہین گیئن فَيَا مَنْ أَمَّ الْعُلَا فِي
الْخَالِدَاتِ غَدًا ÷ أَغِثْ لِلَهْفَانِهِ وَاسْعِفْ مُنَادِيهِ ÷
اے عم رسول جس نے ہمیشہ کی باقی رہنے والی چیزون مین رتبہ عالی
حاصل کرنیکا قصد کیا ہے۔ اپنے شیفتہ کی فریاد کو پہنچ اور پکارنیوالے
کی حاجت روا کر قَدْ خَصَّكَ اللّٰهُ بِالْمُخْتَارِ تَكْلَؤُهُ ÷
وَتَسْتَعِزُّ بِهِ فَخْرًا وَتَطْرِيهِ ÷ بلاشک پروردگار عالم
نے احمد مختار کی محبت سے آپکو مخصوص کیا ہے آپ انکو
بچانے والے ہین اور آپنے انکی بدولت فخر عظیم حاصل

کیا ہے اور آپ نے انکی تعریف کی ہے عُنِیتُ بِالحُبِّ
فِی طٰہٰ فَفُزتَ بِہٖ ؎ وَمَن یَّنَل حُبَّ طٰہٰ فَھُوَ بکفیہ سورہ طٰہٰ
میں لفظ حب سے آپ مراد لئے گئے ہیں اور جناب رسالتمآب
کی بدولت آپ نے یہ کامیابی حاصل کی ہے اور حق بھی یہ ہے
کہ جس نے حب رسول حاصل کرلی سب کچھ بھر پایا۔ کم شمت
اٰیاتِ صِدقٍ یُستَضَاءُ بِھَا ؎ وَتَملأُ القَلبَ اِیمَانًا وَّتَروِیہٖ ؎
حق کی نشانیاں جن سے نور ایمان حاصل ہو آپنے کتنی کچھ ملاحظہ
فرمائیں۔ یہ نشانیاں دل کو ایمان سے معمور اور سیر کرنیوالی ہیں
مِنَ الَّذِی فَازَ فِی المَاضِینَ اَجمَعَھُم بِشَآءِ مَافُزتَ مِن طٰہٰ وَبَارِیہٖ ؎
جو سرخروئی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور پروردگار
عالم سے آپنے حاصل کی ہے سلف کے تمام بزرگوں میں سے اور کون
ہے جس نے یہ بات حاصل کی ہو کفلت خیرالوریٰ فی
یُتمِہٖ شَغَفًا ؎ وَبِتَّ بِالرُّوحِ وَالاَبنَاءِ تَفدِیہٖ ؎ جناب
محمد مصطفٰے خیرالورے کی یتیمی میں آپ نہایت محبت سے کفیل ہوئے
اور رالتونکو اپنی جان اور اپنی اولاد کو اُن پر نثار کرتے رہے
عَضَدتَّہٗ حِینَ عَادَتہُ عَشِیرَتُہٗ ؎ وَکُنتَ حَائِطَہٗ مِن بَغیِ شَانِیہٖ ؎

جو قت کہ کنبہ دشمن ہو گیا تھا آپ اُنکے معاون رہے۔ اور سخت دشمنوں سے آپ انکو بچاتے رہے ـ

نصرت من لم یشم الکون رائحۃ الوجود لولم یقدر کونہ فیہ

آپنے ایسے شخص کی نصرت فرمائی جس کی یہ جہان خوشبو تک نہ سونگھتا اگر پروردگار عالم نے انکا اس جہان مین ہونا مقدر نہ کیا ہوتا۔ ان الذی قمت فی تأیید شوکتہ ؎ ھو الذی لم یکن شئی یساویہ ؎ بالتحقیق جس شخص کے دبدبہ اور جلال اور عظمت کی آپنے نصرت فرمائی وہ بے نظیر و بے عدیل و لاثانی ہے ان الذی قد احببت طلعتہ حبیب من کل شئی فی ایادیہ ؎ بلاشبہ وہ شخص جسکی صورت کے آپ مشتاق رہے وہ اُسکا حبیب ہے جس کے ہاتھ مین ساری دنیا اور اشیاء دنیا ہین ـ

للہ درک من قناص فرصتہ ؎ مذ شمت برق الامانی من نواحیہ

اس بات کا اجر کہ آپنے جناب رسولخدا کی فرصت کو غنیمت جانا اور جب تایید کی بجلیان اُنکے ارد گرد کوندتی دیکھین

آپنے فائدہ اُخروی اُٹھایا اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے عطا فرمائیگا۔ یُهَنِّیكَ فَوْزُكَ اِنْ قَدَّمْتَ مِنْكَ یَدًا ٭ اِلٰی مَلِیٍّ وَفِیٍّ فِیْ جَوَازِیْہِ ٭ اگر آپ اپنا ہاتھ بے نیاز وفیاض کی ذات کے آگے پھیلائینگے تو آپ کو ایسی کامیابی حاصل ہوگی کہ خود کامیابی آپکو مبارک باد دیگی۔ مَنْ یَبْذُلِ اَحْسَنَ مَعْرُوفٍ لِاَحْسَنِ مَنْ ٭ جَازٰی یَنَلْ فَوْقَ مَانَالَتْ اَمَانِیْہِ جو شخص اُس شخص سے کہ جو بدلہ دینے مین سب سے بہتر ہے اعلےٰ درجہ کی نیکی کرے وہ اپنی اُمیدون سے بڑھکر اجر پاویگا وَمَنْ سَعٰی لِسَعِیْدٍ فِیْ مَطَالِبِہٖ ٭ فَھُوَ الْحَرِیُّ بِاَنْ تُحْظٰی اَمَانِیْہِ ٭ اور جو شخص کسی شخص نیک کے لئے اُسکے مطالب مین کوشش بلیغ کرے وہ اس لائق ٹھیرتا ہے کہ وہ اپنی آرزوؤن سے فائدہ اُٹھاوے فَیَا سَعِیْدَ الْمَسَاعِیْ فِیْ مُتَاجَرَۃٍ ٭ قَدْ جِئْتُ رَبْعَكَ اَسْتَھْدِیْ عَوَادِیْہِ ٭ اے اپنی کارروائیوں مین نیک کوششین کرنیوالے مین آپکے دردولت پر حاضر ہوں اور آپکے سحاب کرم سے سیرابی کا امیدوار۔ مُسْتَقْطِرًا

مِنْكَ مُزْنُ الْخَيْرِ مُعْتَرِفًا ÷ بِاَنَّ غَرْسَ الْمُنٰى يُنَعُ بِصَافِيْهِ ÷

آپسے بارانِ رحمت کا اُمیدوار ہون کیونکہ میری اُمیدون کا

پودا پھل لے آیا ہے اور پھل بھی پک کر تیار ہو چکے ہین

وَمِنْكَ مُسْتَعْطِفًا خَيْرَ الْاَنَامِ وَمَنْ ÷ تَكُنْ وَسِيْلَتُهُ فَالْفَوْزُ يَاْتِيْهِ ÷

مین آپکے توسل سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی مہربانیکا

طالب ہون اور جسکا وسیلہ وہ حضرت ہو جائین اُسکی کامیابی

یقینی ہے۔ فَيَا نَبِيَّ الْهُدٰى عَطْفًا عَلٰى دَنِفٍ ÷ اَلشَّوْقُ

يُدْنِيْهِ وَالْاَوْزَارُ تُقْصِيْهِ ÷ اے ہدایت کے نبی اس

ضعیف پر مہربانی فرمائے۔ جسے شوق گھسیٹے لیتا ہے اور گناہ

دور کئے دیتے ہین اَلْغَوْثُ اَلْغَوْثُ يَا طٰهٰ فَخُذْ بِيَدِيْ

مِنْ وَّرْطَةِ النَّفْسِ وَالشَّيْطَانِ وَالتِّيْهِ ÷ اے رسولِ خدا

فریاد ہے فریاد ہے میری امداد فرمائے اور ورطہ نفس اور

وسوسہ شیطانی اور غرور سے مجھکو نجات دیجئے

فَقَدْ اَحَاطَتْ بِضُعْفِيْ وَهِيَ اٰسِرَتُهَا ÷ اِنَّ الْاَسِيْرَ لَهَا صَعْبٌ تَنَجِّيْهِ ÷

ضعف نے مجھکو گھیرا ہے اور یہ میرے نفس کے لئے قید ہے

قیدی کے لئے سختی بہت ہوتی ہے اسکو نجات ملے۔

حتّٰی انقضی العمر وَالھفا علیہ ولم ٭ احصل علی طائل منہ ارجیہ ٭

عمر تمام ہونے آئی اس عمر پر وائے ہو تسپر بھی وہ فائدہ اس سے

نہ ملا جسکی اُمید تھی فلیتنی حیث لم اغنم فرصتہ ٭

ما کنت اودعتہ ذنبا یغشّیہ ٭ کاش مینے فرصت عمر کو

غنیمت نہ سمجھا ورنہ مین اپنی عمر کو گناہون سے مملو نہ رخصت کرتا

بل قد تجاوزت فی ظلمی فواسفا ٭ اذ لم ازل منہ فی کرب اقاسیہ ٭

اسمین شک نہین کہ مین اپنے ظلم مین حد سے بڑھ گیا افسوس ہے

کہ اسکی تکلیف اور بیچینی میرے دل سے نہین جاتی اور اسکی

مین برداشت بھی نہین کرسکتا وقد تعلقت فی اذیال

ساحتکم ٭ فمالھا بدٌّ عن مثلی تنجیہ ٭ مین آپکے دامان

کرم سے آچمٹا ہون اور آپکے دامان مبارک مجھ جیسے کو تو نجات ہی

دلوائینگے۔ لم ادّخر لِلدنیا لاثبات لھا ٭ بل

لِلّذی لیس لی من مفزع فیہ ٭ مینے اس دنیا کے لئے

جسکو ثبات وقیام نہین کوئی ذخیرہ نہین کیا بلکہ اس جہان کے لئے

کیا ہے جسمین رنج والم ہے نہ جزع وفزع اِنَّ امرأ اَنت

فِی حشرِ ذخیرتہٗ لغیر طامعۃٍ فیہ عوادیہٖ

بالتحقیق وہ شخص جسکا ذخیرہ یوم حشر آپ ہون وہ حشر کے

دن حشر کے دن کے فوائد کی طمع نہین رکھ سکتا (یعنی جنت کا

خواہشمند نہین) ھا قل ذخرتک للعقبیٰ نفوّمُ بھا

وتمنح العبدُ احسانًا وتولیہٖ یعنے آپکو عقبےٰ کے لئے

اپنا ذخیرہ قرار دیا ہے۔ آپ بندہ پر احسان کرین گے اور آپ ہی

اسکے والی بنین گے ووالدیہٖ واشیاخًا واخوتہٖ

ونسلہٗ ومن الایمان یحویہٖ اسکے والدین کے بزرگونکے

بھائی بندون کے اور اولاد کے اور آپ ہی بوسیلہ ایمان

ان سب کو بچالین گے یا احاطہ کرلین گے۔ (وقیل ایضًا)

اِنَّ القلوب لتبکی حین تسمعُ ما اَبدیٰ ابو طالبٍ فی حقِّ من عظما

حضرت ابو طالب نے اُس شخص کے لئے جسکی عظمت کرتے تھے

جو جو کارنمایان کیئے اُنکی کیفیت سن سنکر دل خود بخود رودیتا ہے

فَاِن یکن اجمع الاعلام اَنَّ لہٗ نارًا فللّٰہ کُلّ الکون یفعل ما

اب اگر تمام علما اس امر پر متفق ہو جاتے کہ وہ سزاوار جہنم ہین
تو خیر دنیا خدا کی تھی اور خدا کو اختیار ہے جو چاہے کرے
اَمَّا اِذَا اخْتَلَفُوْا فَالرَّاْیُ اَنْ نَسْرُدَ اُمُوْرًا دَاْبُ تَضِیْعِھَا
عَقْلُ مَنْ سَلِمَا مگر جب اختلاف ہے تو رائے مناسب یہ ہے
کہ ہم وہ امور بیان کرین جنہین عقل سلیم قبول کرلے نُتَابِعُ
اَلْمُثْبِتِیْ الْاِیْمَانِ مِنْ زُمَرٍ فِیْ مُعْظَمِ الدِّیْنِ تَابِعْنَاھُمْ فَکَمَا
ہم سارے گروہ مین سے ایمان حضرت ابوطالب کے ماننے والونکی
پیروی کرتے ہین جس طرح کہ ہم اور اہم امورات دینداری مین
انکے ماموم ہین وَھُمْ عُدُوْلٌ خِیَارٌ فِیْ مَقَاصِدِھِمْ فَلَا
نَقُوْلُ اِنَّھُمْ لَنْ یَبْلُغُوْا عِظَمًا وہ منصف ہین اور اپنے
مقاصد مین نیکوکار ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ امور عظیمہ کو پہونچتے نہین
لَا تَزْدَرِیْھِمْ اَتَدْرِیْ مَنْ ھُمْ اَوَھُمْ عُرَی الدِّیْنِ قَدْ
اَضْحَوْا بِہٖ زُعَمَا انکو بنظر حقارت نہ دیکھو جانتے ہو وہ کون
ہین وہ سرداران دین ہین اور دین کے وکیل بن چکے ہین
ھُمْ السُّیُوْطِیْ وَالسُّبْکِیْ مَعَ نَفَرٍ کَعِدَّۃِ النُّقَبَا حُفَّاظُ اَھْلِ حِمَا

وہ سیوطی اور سبکی مع اور اتنے آدمیون کے ہین جتنے حضرت موسیٰ کی قوم کے نقیب تھے اور یہ ہم حامیان حضرت ابوطالب کے محافظ ہین وَاَھلُ کَشفٍ وَ شعرانیہ وکذا القرطبی وَالسحیمی وَالجمیع کما اور یہی طرح اہل کشف صاحبان باطن اور قرطبی اور سحیمی اور اور سب جنکا ذکر وثوق کے ساتھ اُنکا

نقل استفتا جو سیدنا و مولانا شریف عبدالمطلب کے عہد حکومت سنہ ۱۲۹۹ھ مین کیا گیا + کیا فرماتے ہین علماء دین و مفتیان شرع متین اُس شخص کے بارہ مین جو اپنے آپکو طالب علم سمجھتا ہے اور لوگونکو قبر حضرت ابوطالب عم جناب رسولخدا علیہ التحیۃ والثنا کے منہدم کرنے کی ترغیب دیتا ہے گمان اُسکا یہ ہے کہ خدا کے شہر مکرم و محترم مین یہ مقام ناپاک و ناجائز ہے اس امر کی اُس نے حکام کو درخوست لکھی ہے اور خلق خدا کو عموما اور علما کو خصوصا وہ دکھائی ہے اور اُنکو حرص دلائی ہے کہ اس کافر کی قبر کے منہدم کرنے مین میری مدد کرو۔ اُس نے حضرت ابوطالب کے بارہ مین ایسا سخت لفظ (یعنی کافر) اور اور ایسے ہی

ایسے الفاظ شنیع بے دھڑک استعمال کیے ہین اتنا بھی نہ سوچا
کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا حالانکہ فرما دیا گیا ہے کہ مَنْ بعثَ فِتنَۃً نَائِمَۃً
لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ اَیقظِہَا ۔ ترجمہ جو شخص فتنہ خوابیدہ کو
جگائے اللہ کی اُسپر لعنت ہوتی ہے اہل سنت والجماعت
مین سے بہت سے بنی ہاشم مین سے بھی اور اور لوگ بھی
حضرت ابو طالب کی نجات کے قائل ہین اور وہ اتباع کرتے
ہین اُسکا جو کچھ اس بارے مین وارد ہو چکا ہے اور جو کچھ بڑے بڑے
علما محققین لکھ گئے ہین اور اسی پیروی کو وہ اپنے نزدیک
نزد خداوند کریم حجت سمجھتے ہین - علمار محققین مین سے امام
سبکی امام قرطبی اور امام شعرانی ہین اللہ انپر ہمیشہ اپنی
رحمت نازل فرماوے وہ فرماتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے
حضرت ابو طالب کو زندہ کیا وہ مصطفےٰ پر ایمان لائے اور پھر
بحالت اسلام مین وفات فرما گئے امام محقق سحیمی اس قول کو
نقل کرنے کے بعد کہتے ہین کہ میرا اپنا یہی اعتقاد ہے اور
اسی اعتقاد کی حالت مین خدا سے ملاقی ہونگا - اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ عذاب جو کچھ سمجھا جاتا ہو اُنکو اُنکے زندہ
کرنے سے پہلے ہوگیا ہوگا اور قیامت سے مراد اُنکی اپنی
ذاتی قیامت یعنی اُنکے بدن سے اُنکی روح کا خارج ہونا
ہے کیا آپکے خیال مین یہ بات آتی ہے کہ ایسے بڑے بڑے
عالم اُن نصوص شرعیہ کو جو حضرت ابو طالب کے حق مین
وارد ہو چکی ہیں نہ جانتے تھے پھر اس حاسد و مُبغض و
ترغیب دہندہ نے بہ تقلید بزرگانِ دیگر علاوہ محققین مذکور
حضرت ابو طالب کے قدح مین سکوت کیون نہ اختیار کیا بلکہ بجائ
سکوت اختیار کرنے کے یہانتک دعوی کر بیٹھا کہ اس بارہ مین
اجماع ہو چکا ہے یہ نہ سوچا کہ اجماع تو کیا اسمین جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُنکی اولاد اور اُنکے احبا کی سخت
اذیّت و تکلیف دہی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اُسکے الفاظ
مستعملہ پر جو ہمارا دعوی ہے خواہ اُس نے اُنسے کچھ ہی مراد
لی ہو اگر وہ اُنکے معانی اصلی سے جاہل ہے تو یہ اُسکے لئے عذر
ہے یا نہیں اور آیا حکام پر اللہ تعالی اُنکی نصرت فرمائے

ایسے دشمن کی زجر و توبیخ واجب ہے یا نہین حالانکہ اسے اور
اسکے معاونین کو سزا دینے سے سب کو عبرت ہوگی اور اُن
حرکات سے لوگ باز آئینگے جنسے فتنے برپا ہون اور
مسلمانونکی دل آزاری ہو۔ حضرت ابوطالب کی نجات کے
قائل اس شہر مبارک مین نہایت معزز و ممتاز اشخاص ہین
اور اُن سبکی سخت دل آزاری ہوئی ہے بیّنوا و توجروا نصرا اللہ
بکم الاسلام و انار بمصابیحکم الظلام **جواب اول تنقتائے**
مزبورہ الحمد للہ رب العلمین رب زدنی علما پروردگار
عالم نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا
المودۃ فی القربی ای علی تبلیغ الرسالۃ **ترجمہ**
کہدے اے محمد مین تبلیغ رسالت کا تم سے کوئی بدلا و
عوض نہین مانگتا مگر اتنا کہ میرے اقربا سے محبت کرو یعنی میری
قرابت کا پاس کرو مجھ سے محبت رکھو اور میرے حق مین
صلہ رحمی کرو۔ یہ امر ظاہر ہے کہ قریش مین سے کوئی متنفس ایسا
نہین کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم سے اُسکی کچھ قرابت

ہو تو گویا آپ بزبانی پروردگار یہ ارشاد کرتے ہیں کہ اگر تم
مجھ پر ایمان بھی نہ لاؤ تو بھی میری قرابت کا تو لحاظ و پاس
کرو پھر ایمان لانے پر تو کتنا کچھ پاس لازم ہو گا اور خاصکر
قریب ترین کا اور نہ کرنیوالوں کی کیا گت بنے گی قول مترجم
اور مجھے ایذا نہ دو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ شانہ پھر ارشاد فرماتا ہے
اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ
وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا ٥ ترجمہ بالتحقیق وہ لوگ جو
ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور اللہ کے رسول کو لعنت ہوتی ہے
اُن پر پروردگارِ عالم کی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی
اور تیار کیا ہے اللہ نے اُنکے لئے عذاب سخت شرح
الشہاب ابن وحشی میں ابو الظاہر فرماتے ہیں مَنْ اَبْغَضَ
اَبَا طَالِبٍ فَہُوَ کَافِرٌ بِاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ ترجمہ جو شخص حضرت
ابو طالب سے بغض رکھے اُس نے اللہ جل شانہ سے کفر کیا
یعنی وہ کافر مطلق ہے اور معروضات المفتی ابی السعود میں
سوال و جواب ذیل مندرج ہے سوال ایک طالب علم کے

سامنے حدیث جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم بیان کی گئی تو اُس نے یہہ کہا کہ کیا جناب پیغمبر خدا کی سب حدیثین سچی ہین ؟ **جواب** یہ طالب علم کافر ہوگیا اول تو استفہام انکاری کے باعث دوسرے جناب پیغمبر خدا کو جھوٹ سے متّہم کرنے کے سبب **درمختار** مین لکھا ہے جب کوئی شخص کلمۂ کفر اپنی زبان سے ادا کرے مگر اس حال مین کہ اُسکو اُسکے کفر کا یقین نہین ہے تو بعض کے نزدیک وہ کافر نہیں ہے اور اُسکی جہالت اُسکے لئے عذر ہوسکتی ہے اور بعض کے نزدیک کافر ہوجاتا ہے پھر اسکی تنقیح کی گئی ہے **المختار** مین لکھا ہے چاہیئے کہ جن باتون سے احتراز واجب ہے اُنسے اپنی زبان کو روکے کیونکہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان لائے ضرور ہے کہ اُسکے لئے کلام خیر اپنی زبان سے ادا کرو یا خاموش ہو رہو اور آنحضرت فرماتے ہین اَلْبَلَاءُ مُوَکَّلٌ بِالْمَنْطِقِ **ترجمہ** آفتین زبان پر موقوف ہین

یعنی زبان سے اگر کفر کرو جہنم کے مستحق ٹھیرو کفران نعمت کرو
سلب نعمت کے لائق ہو- اور اس شخص کے برخلاف حکام کو
اللہ تعالیٰ اُنکی تائید فرمائے لازم ہے کہ اس شخص سے جو کچھ
صادر ہوا ہے اُسکے سبب سے جس سزا کا یہ مستحق ٹھیرے اُسکا
اجرا کیا جائے تاکہ اہل جرأت و فساد کو عبرت ہو اور باب
جرأت اوروں پر مسدود ہو جائے کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا
ہے اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ الخ
وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ تَعَالیٰ وَاَعْلَم **بحکم** جناب مفتی احمد بن عبد اللہ
میر غنی جو مکہ معظمہ مین حنفیونکے مفتی ہین یہ فتوےٰ لکھا گیا

جواب دیگر استفتاء مزبورہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَصَلَّی
اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَالسَّالِکِیْنَ نَھْجَھُمْ بَعْدَہٗ
اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ ھِدَایَۃً لِلصَّوَابِ اِعْلَمْ رَحِمَکَ اللّٰہُ تَعَالیٰ
لوگون نے حضرت ابو طالب عمِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
بارہ مین یہ دعوےٰ کیا ہے کہ اہل سنت والجماعت کا اُنکے
عدم نجات پر اتفاق ہے اور وہ اپنا مطلب کتاب و

سنت کے ظاہری معنون سے نکالتے ہین مگر یہ دعوے کہ اہل سنت کا عدم نجات پر اتفاق ہے پرلے درجہ کا جھوٹا دعوے ہے کیونکہ علماء اہلسنت مین سے اکثر ایسے پائے گئے جو انکی نجات کے قائل ہین از انجملہ امام قرطبی امام سبکی اور امام شعرانی ہین جنکا ذکر سائل نے اپنے استفتا مین کیا ہے اور مینے یہ ذکر شرح علامہ سحیمی مین بھی دیکھا جو انہون نے شرح شیخ عبدالسلام اللقانی پر لکھی ہے اور لقانی کی شرح انکے والد کے اشعار پر ہے جسکا نام جوہرۃ التوحید ہے اور شفاعت کی بحث مین شاعر مذکور کے اس قول کے متصل کہ وَوَاجِبٌ شَفَاعَۃُ الْمُشَفَّعِ یعنی شفاعت خواہ کی شفاعت واجب ہے یا ضرور ہو گی مینے امام قرطبی امام سبکی اور امام شعرانی کے قول سے یہ نقل کیا ہوا پایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوطالب کو دوبارہ زندہ کیا وہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور پھر حالت ایمان مین دنیا سے کوچ کر گئے۔ علامہ سحیمی فرماتے ہین کہ میرا یہ اعتقاد ہے اور مین اسی اعتقاد کے ساتھ بحضور پروردگار عالم

حاضر ہونگا علامۂ سحیمی نے ذیل کا ذکر شاعر کے اس قول سے پہلے
ہی لکھدیا ہے کہ وَمُنجِزٌ لِمَنْ اَرَادَ وَعْدَہٗ یعنی پروردگار عالم
جس شخص کے حق مین چاہیگا اپنا وعدہ ایفا فرمائیگا کہ ابن سعد و
ابن عساکر نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کی ہے کہ انہون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت
کیا تھا کہ مَا تَرْجُوْا لِاَبِیْ طَالِبٍ قَالَ کُلُّ الْخَیْرِ اَرْجُوْا مِنْ رَّبِّیْ
یعنی آپ حضرت ابو طالب کے بارےمین کیا امید رکھتے ہین ارشاد
فرمایا کہ ہر ایک خوبی جسکی مین اپنے خدا سے امید کرسکتا ہون
امام قرطبی امام سبکی امام شعرانی اور علامۂ سحیمی مین سے ہر شخص
اکابر اہل سنت سے ہے اور ہر ایک کا قول پورے پورے
طور پر حجت ہوسکتا ہے اسی سبب سے اُس شخص کا دعوی جو تمام
اہلسنت کو عدم نجات پر متفق بتلاتا ہے جھوٹا ہے اور یہ امر
پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ اکابر اہلسنت مین ایسے موجود
ہین جو اُن حضرت کی نجات کے قائل ہین اور جہان اختلاف
پایا جاتا ہے وہان احتیاط لازم آجاتی ہے اور احتیاط کا اقل

مرتبہ یہ ہے کہ اُس امر کو تفویض الی اللہ کر کے سکوت اختیار کرلی
اور اُسمیں غور وخوض کرنا چھوڑدے۔ اب ہم مختصرًا وہ احادیث
بیان کرتے ہیں جو اس بارہ میں وارد ہوئی ہیں مگر ہم بقدر ضرورت
بیان کریں گے اور وہ بھی نہایت ادب وخوف کے ساتھ کیونکہ
احتیاط اعلیٰ درجہ کی پرہیزگاری ہے۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ دَعْ مَا یُرِیْبُكَ اِلٰی مَا لَا
یُرِیْبُكَ ترجمہ جو امر تجھے شک میں ڈالے اُسے چھوڑ کر
وہ اختیار کرلے جسمیں شک نہو۔ آنحضرتؐ کا دوسرا ارشاد
یہ ہے اَلَیْسَ وَقَدْ قِیْلَ ترجمہ کیا وہ کافی نہیں ہے
جو کہا گیا ہے یہ آنحضرتؐ نے اُس موقع پر فرمایا تھا جب عقبہ
بن حارث نے خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کی تھی کہ
یارسول اللہ مینے ایک عورت سے نکاح کیا ہے اور ایک
حبشن نے آکر یہ بیان کیا ہے کہ مینے تم دونوں کو دودھ پلایا ہی
(یعنی تم رضاعی بھائی بہن ہو) وہ عورت جھوٹی معلوم ہوتی ہی
جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ تو کیونکر

جانتا ہے درآنحالیکہ اُسکا گمان ہے کہ اُس نے تم دونو کو
دودہ پلایا ہے جا تو اپنی زوجہ کو طلاق دیدے۔ عقبہ کہتا ہی
کہ مین پھر آنحضرت کی خدمت مین آیا اور عرض کی یارسول اللہ
وہ عورت تو جبش ہے مراد میری اس بات سے یہ تھی کہ تو عورت
ایک اور پھر کمینی اُسکا قول کہین لائق قبول ہے اُسوقت آنحضرت
نے ارشاد فرمایا الکیس وقد قیل کیا وہ کافی نہین ہے
جو کہا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ گو اُس عورت کی گواہی
قبول نہو سکتی تھی مگر آنحضرت نے احتیاط و پرہیزگاری کی ہدایت
کی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جب اہلسنت کا ایک گروہ حضرت
ابوطالب کے دوبارہ زندہ ہونے۔ ایمان لانے اور نجات پانیکا
قائل ہو چکا تو احتیاط اسیمین ہے کہ اُنسے تعرض نہ کیا جائے انکی
توہین وتنقیص سے بازرہا جائے اور بالخصوص ایسی سخت توہین سے
جو الفاظ نا ملائم وناشائستہ مین ہو کیونکہ ہر توہین عموماً اور ایسی
توہین خصوصاً جناب پیغمبر خدا کو ایذا پہنچاتی ہے کیونکہ حضرت
ابوطالب نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پرورش کیا

وہ آپ سے محبت کرتے تھے اور جب آپ مبعوث ہو چکے تو آپ سے ہر قسم کی تکلیف رفع کرتے رہے نیز اقارب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایذا پہنچاتی ہے زندون کو بھی اور مردون کو بھی حالانکہ پروردگار عالم اجر رسالت محبت اقربا قرار دیچکا ہے کہ فرمایا ہے قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی **دیلمی** نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ اٰذَانِیْ فِیْ قَرَابَتِیْ **ترجمہ** پروردگار عالم کا غضب اُس شخص پر بہت سخت ہوگا جو مجھکو میرے اقربا کے باعث تکلیف پہنچائے + طبرانی و بیہقی راوی ہین کہ ابولہب کی بیٹی جسکا نام سُبیعہؓ تھا اور بعضے کہتے ہین دُرّہؓ تھا مدینہ منورہ کی طرف بحالت اسلام ہجرت کرکے آئی کسی نے اُس سے کہا کہ تجھے ہجرت سے کیا فائدہ کیونکہ تو حطب النار کی بیٹی ہے۔ اس بات سے اُسے ایذا پہنچی اور اسکا جناب

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس نے ذکر کیا۔ آنحضرت کو
بہت غصہ آیا آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا مَا بَالُ
اَقْوَامٍ یُؤْذُوْنَنِیْ فِیْ نَسَبِیْ وَذَوِیْ رَحِمِیْ مَنْ اٰذٰی ذَوِیْ نَسَبِیْ
وَذَوِیْ رَحِمِیْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہُ تَعَالٰی
ترجمہ کیا حال ہوگا اُس قوم کا جو میری اولاد واقربا کے
بارے مین مجھکو رنج پہنچاتے ہین جس شخص نے میری اولاد
اور میرے اقربا کو ایذا دی اُس نے مجھکو ایذا دی اور جس نے
مجھکو ایذا دی اُس نے اللہ تعالی کو ایذا دی ابن عساکر نے
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے
ارشاد فرمایا ہے مَنْ اٰذٰی شَعْرَۃً مِنِّیْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ
فَقَدْ اٰذَی اللّٰہُ تَعَالٰے **ترجمہ** جس شخص نے میرے
ایک رونگٹے کو بھی آزار پہنچایا اُس نے مجھکو ایذا دی اور جس نے
مجھکو ایذا دی اُس نے اللہ تعالی کو ایذا دی ٭ طبرانی اور
امام احمد اور ترمذی نے مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ سے اور
اُنہون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ

آنحضرت نے ارشاد فرمایا لَا تُؤْذُوا الْاَحْیَاءَ بِسَبَبِ الْاَمْوَاتِ
ترجمہ زندون کو مردون کے سبب سے ایذا مت پہنچاؤ۔ اور
اسمین ذرا شک نہین ہے کہ حضرت ابو طالب کے بارہ مین اقوال
قبیحہ و الفاظ شنیعہ کا استعمال کرنا اور مجالس خاصہ و عامہ
مین اور جہلا میں اسکا زیادہ چرچا پھیلانا اولاد علی رضی اللہ عنہ
کے لئے جو موجود ہے باعث ایذا ہے اور جو مر چکے ہین اُنکو
اُنکی قبرون مین ایذا پہنچتی ہے اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کو ایذا پہنچتی ہے اور اسمین شک ہی نہین کہ پروردگار
عالم یہ ارشاد فرما چکا ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ
عَذَابٌ اَلِیْمٌ ترجمہ جو لوگ رسولخدا کو ایذا پہنچاتے ہین
اُنکے لئے عذاب الیم مقرر کیا گیا ہے دوسری جگہہ ارشاد فرماتا
ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا بالتحقیق جو لوگ ایذا دیتے
ہین اللہ کو اور اللہ کے رسول کو اللہ کی اُنپر لعنت ہے دنیا میں
بھی اور آخرت مین بھی اور اُنکے لئے عذاب سخت مقرر کیا گیا

ہے۔ اس لحاظ سے حضرت ابوطالب کا دشمن کافر ہے کیونکہ
وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتا ہے اور آنحضرتؐ کی
ایذا کفر ہے اور اسکا فاعل اگر تائب ہو تو قتل کیا جائیگا اور
مالکیون کے نزدیک اگر تائب بھی ہو تو قتل کیا جائیگا ❖
اب مین حضرت ابوطالب کی سوانح عمری مین سے کچھ حال
لکھتا ہون جس سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کتنی محبت رکھتے تھے اور آنحضرتؐ انسے کتنی محبت
رکھتے تھے یہ بھی ثابت ہوگا کہ انکا بغض آنحضرتؐ کو ایذا
پہنچاتا ہے نیز یہ بھی کہ امام قرطبی امام سبکی امام شعرانی اور
سحیمی نے جو کچھ سمجھا ہے اسکی کیسی معقول وجہ ہے حضرت
ابوطالب نے آنحضرتؐ کو عمدہ ترین طریقہ سے پرورش فرمایا
ہر سلوک مین آپ آنحضرتؐ کو اپنی اولاد پر مقدم رکھتے تھے
اس کیفیت کو مفصل لکھنے مین طول ہوگا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ
نے آنحضرتؐ کو مبعوث کیا تو قریش آنحضرتؐ کی ایذا کے
لئے آمادہ ہو گئے تو حضرت ابوطالب نے انکو باز رکھا اور کہا

میرا بھتیجا میری حمایت مین ہے قریش اُنکی حمایت کو رونہ کر سکے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگونکو کھُلّم کھُلّا دعوت اسلام فرماتے
رہے اور جب آنحضرتؐ کی منادی عام ہونے لگی تو یہ امر
قریش پر بھر گران گزرا - پھر سب جمع ہوکر حضرت ابو طالب کے
پاس آئے اور عمارہ ابن الولید کو ساتھ لیتے آئے اور عرض
کی کہ آپ اسکو بعوضِ محمدؐ لے لیجے کہ یہ آپکا بیٹا ہو اور محمدؐ کو ہمارے
حوالے کیجے کہ ہم قتل کر ڈالین آپنے جواب دیا کہ اے گروہ
قریش تم نے میرے حق مین کیا خوب انصاف فرمایا ہے
کہ مین تو تمہارے بیٹے کو اسلئے لون کہ اُسے پرورش کرون
اور تمہین اپنا بیٹا اسلئے دیدون کہ تم اُسے قتل کردو - پھر
پیغمبر خدا سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا ۔ وَاللهِ لَنْ یَّصِلُوْا
اِلَیْکَ بِجَمْعِهِمْ ۔ حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِیْنًا ۔ قسم بخدا
باوجود اپنے گروہ کے یہ تجھ تک نہ پہنچ سکین گے تا آنکہ مین
زمین مین نہ گاڑ دیا جاؤن فَاصْدَعْ بِاَمْرِکَ مَا عَلَیْکَ غَضَاضَۃٌ
وَابْشِرْ بِذَاکَ وَقَرَّ مِنْکَ عُیُوْنًا ۔ جس بات مین تیری خوشی ہو

تو اُسے جاری کر۔ اور اُس سے خوشی حاصل کر اور اپنی
آنکھین ٹھنڈی کر ؎ وَدَعَوْتَنِیْ وَعَلِمْتُ اَنَّکَ نَاصِحِیْ ﴿ وَ
لَقَدْ دَعَوْتَ وَکُنْتَ ثَمَّ اَمِیْنًا ﴿ تو نے مجھے مذہب حق کی طرف
بلایا اور مین جانتا ہون کہ تو میرا خیرخواہ ہے اور اسمین ذرا
شک نہین کہ تو صادق اور امین ہے —

لَوْلَا الْمَلَامَةُ اَوْحِذَارُ مَسَبَّةٍ ﴿ لَوَجَدْتَنِیْ سَمْحًا بِذَاکَ مُبِیْنًا ﴿
اگر ملامت کا خیال اور دشنام سننے کا خطرہ نہ ہوتا تو تجھے
معلوم ہوتا کہ مین کھلم کھلا اس دعوت کو قبول کر لیتا جسوقت

؎ شنوانی نے شرح فاکہی مین حضرت ابوطالب کے اس قول پر لکھا ہے کہ علم پیغمبر خدا بخلاف والدین آنحضرت کا فر مرے اور والدین آنحضرت مومن مرے ہین مگر شیخ براوی نے شیخ سحیمی وغیرہ سے نقل کی ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت ابوطالب کو دوبارہ زندہ کیا حضرت ابوطالب پیغمبر خدا پر ایمان لائے اور دوبارہ حالت ایمان مین انتقال کیا اور داخل جنت ہوئے براوی کہتے ہین کہ جو شخص آنحضرت صلعم اور اُن کی اولاد اُن کے اصحاب اور اُنکے تابعین سے محبت رکھتا ہے اُس کا باعتقاد یہی اعتقاد ہوگا اور یہ حضرت ابوطالب کے دوبارہ زندگی اور موت کا جو ذکر آچکا ہے اس نقل کو چودہ صحابیون نے مسلم مانا ہے اور یہ بات حضرت ابوطالب کی خصوصیات مین سے ہے اور اُن حدیثون کی بھی نفی نہین کرتی جو اُن کے حالت کفر مین مرنے کے بارے مین وارد ہوئی ہین کیونکہ ہم کہتے ہین کہ وہ مر گئے مگر پھر زندہ ہو کر ایمان لائے ؎

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا اور حضرت ابو طالب نے خطبہ پڑھا تو حضرت ابو بکر اور رؤسا قوم قریش بنی مضر موجود تھے حضرت ابو طالب نے اس خطبہ میں فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ ذُرِّیَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ وَزَرْعِ اِسْمٰعِیْلَ وَضِئْضِئِ مَعَدٍّ وَعُنْصُرِ مُضَرٍ وَّجَعَلَنَا حَضَنَۃَ بَیْتِہٖ وَسُوَّاسَ حَرَمِہٖ وَجَعَلَ لَنَا بَیْتًا مَّحْجُوْجًا وَّحَرَمًا اٰمِنًا وَّجَعَلَنَا الْحُکَّامَ عَلَی النَّاسِ ثُمَّ اِنَّ ابْنَ اَخِیْ ھٰذَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ لَا یُوْزَنُ بِرَجُلٍ اِلَّا رَجَحَ بِہٖ شَرَفًا وَّنُبْلًا وَّفَضْلًا وَّعَقْلًا فَاِنْ کَانَ فِی الْمَالِ قُلٌّ فَاِنَّ الْمَالَ ظِلٌّ زَائِلٌ وَاَمْرٌ حَائِلٌ وَّمُحَمَّدٌ مَنْ قَدْ عَرَفْتُمْ قَرَابَتَہٗ وَقَدْ خَطَبَ خَدِیْجَۃَ بِنْتَ خُوَیْلَدَ وَبَذَلَ لَہَا مَا اٰجِلُہٗ وَعَاجِلُہٗ کَذَا وَھُوَ وَاللّٰہِ بَعْدَ ھٰذَا لَہٗ نَبَأٌ عَظِیْمٌ وَّخَطَرٌ جَسِیْمٌ ترجمہ تمام تعریف اس خدائے بزرگ و برتر کے لئے ہے جس نے ہمکو ذریت

ابراہیم اور اولاد اسمٰعیل اور نسل معد بن عدنان اور صلب
مضر سے پیدا کیا اور ہمکو اپنے مکان کا محافظ اور اپنے حرم کا
نگہبان مقرر فرمایا- ہمارے لئے ایسا گھر قرار دیا جسکا خلق خدا حج
کرتی ہے اور ایسی متبرک زمین ہمکو عطا کی جہان مخلوق باری تعالیٰ
امن پاتی ہے اور لئے اسکے ہمکو لوگون پر حاکم بنایا- اما بعد
یہ میرا بھتیجا محمد ابن عبد اللہ ہے جسکا اگر کسی شخص سے موازنہ
ومقابلہ کیا جائے تو از روئے فضل وکمال وشرافت وذہانت
یہی گرامی تر نکلیگا گو مال مین کم ہو مگر مال ایک ڈھلتی پھرتی چھاؤن
ہے اور متغیر ومتبدل ہوجانیوالا حال ہے محمد وہی شخص ہے جس کی
قرابت جو کچھ مجھسے ہے تم اسکو خوب جانتے ہو اُس نے
خدیجہ بنت خویلد سے شادی کرنیکا ارادہ کیا ہے اور اس طرح
سے اپنے موجودہ اور آئندہ مال کو اُسکے لئے صرف کیا ہے مین
خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ محمدؐ وہ شخص ہے جس کے لئے کوئی
خبر عظیم ہے اور کوئی بہت ہی بڑا بہرہ اور حصہ اُسکے لئے ہونیوالا
ہے ۔ جب حضرت ابو طالب اپنا یہ خطبہ پورا کرچکے تو ورقہ بن

نوفل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچیرے بھائی گفتگو کے
لئے کھڑے ہوئے اور یہ کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنَا کَمَا
ذَکَرْتَ وَفَضَّلَنَا عَلٰی مَا عَدَدْتَ فَنَحْنُ سَادَۃُ الْعَرَبِ
وَقَادَتُہَا وَاَنْتُمْ اَہْلُ ذٰلِکَ کُلِّہٖ لَا یُنْکِرُ الْعَشِیْرَۃُ فَضْلَکُمْ
وَلَا یَرُدُّ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ فَخْرَکُمْ وَشَرَفَکُمْ
وَقَدْ رَغِبْنَا فِی الْاِتِّصَالِ بِحَبْلِکُمْ وَشَرَفِکُمْ فَاشْہَدُوْا
عَلَیَّ مَعَاشِرَ قُرَیْشٍ بِاَنِّیْ قَدْ زَوَّجْتُ
خَدِیْجَۃَ بِنْتَ خُوَیْلِدٍ مِّنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَلٰی کَذَا ترجمہ
سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے ہمکو ایسا ہی
بنایا ہے جیسا کہ آپنے بیان کیا اور جن جن کا آپنے ذکر فرمایا
اُن پر ہمکو فضیلت دی ہے ہم عرب کے سردار و پیشوا ہین اور
آپ ان سب فضائل کے لئے لائق ہین کوئی قبیلہ آپکی فضیلت کا
انکار نہین کرتا اور کوئی شخص آپکے فخر و شرف کو رد نہین کرتا
ہمنے آپکی بزرگی مین شامل ہونا چاہا پس اے گروہ قریش تم میرے
گواہ رہنا کہ مینے خدیجہ بنت خویلد کا نکاح محمد بن عبداللہ سے

اتنے اتنے مہر پر کردیا ورقہ ابن نوفل تو یہ کہکر خاموش ہوئے
اور حضرت ابوطالب نے فرمایا مین چاہتا ہون کہ تم عم حضرت
خدیجہؓ کو بھی اپنا شریک کرو انکا نام عمرو بن اسد تھا عم خدیجہؓ
نے کہا اَشْهَدُوا یَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِنِّی قَدْ اَنْكَحْتُ
مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ خَدِيجَةَ بِنْتَ خُوَيْلِدٍ یعنی اے گروہ
قریش گواہ رہنا کہ مینے خدیجہ بنت خویلد کا نکاح محمد بن عبد اللّٰہ
سے کردیا اس نکاح کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قبول
کیا (یعنی آپکے جانب سے کوئی وکیل نہ تھا) اب ذرا اس خطبہ کو
اور حضرت ابوطالب کے اس ذکر کو جو انہون نے شان پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم مین کیا اور انکی فراست کو کہ ہر بہتری پہلے
ہی سے جانچ لی غور سے دیکھو اور یہ بھی خیال رہے کہ یہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پندرہ برس پہلے کا ذکر ہے
بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ
ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر
ہوا اور خشک سالی و قحط کی شکایت کی اور کچھ اشعار پڑھے

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھکر ممبر پر تشریف
لے گئے اور اپنے دونو ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر دعا کی ابھی
آنحضرت دعا ہی مین مشغول تھے کہ لگین آسمان پر بجلیان چمکنے
اور تھوڑی دیر مین آئے لوگ مینہ کی شکایت کرتے ہوئے کیونکہ
وہ ڈرے کہ ڈوب نہ جائین آنحضرت نے تبسم فرمایا تا آنکہ کچلیان
دکھائی دین پھر فرمایا لِلّٰهِ دَرُّ اَبِیْ طَالِبٍ اگر وہ اسوقت
زندہ ہوتے تو آنکھین ٹھنڈی ہوتین کون ہے جو ہمین انکا
قول سُنادے حضرت علی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ نے عرض
کی کہ آپ اُنکے اس قول سے مراد لیتے ہونگے کہ وَاَبْیَضُ
یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ
محمد وہ خوبصورت و حسین شخص ہے جسکے روئے مبارک کے
طفیل سے بادلون سے پانی طلب کیا گیا یہ یتیمون کا جائے
پناہ اور بیوؤنکا پردہ دار ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد کیا بیشک - یہ بات ایک قصیدۂ طویل مین کی ہے جو
حضرت ابوطالب نے اُس زمانہ مین تصنیف کیا تھا جب قریش

کی مضرت کو آنحضرت سے دور کرتے تھے از آنجملہ اشعار ذیل

بھی ہین کذبتم واللہ نبزی محمدًا ؛ ولما نطاعن دونہ

وننا ضل ؛ خدا کی قسم تم اپنے اس قول مین جھوٹے ہو کہ

ہم محمدؐ سے جھگڑین گے اور کیا ہم اسکے ارد گرد کھڑے ہو کر

نیزہ بازی و تیر اندازی نہ کرین گے ونسلمہ حتی نصرع

حولہ ؛ ونذہل عن ابنائنا والحلائل اور کیا ہم محمدؐ کو یونہی تمہارے

حوالے کردین گے جبتک کہ ہم اسکے قربان ہو کر مارے

نہ جائین اور اپنے جورو بچون تک کو اسکی محبت مین اس لڑائی

مین نہ بھول جائین لعمری لقد کلفت وجدًا باحمد ؛

واحببتہ داب المحب المواصل مجھکو اپنی جان کی قسم

بیٹے احمدؐ کے بارہ مین سخت رنج اٹھایا ہے مگر اس سے سچے

دوست اور جان نثار کی سی محبت کی ہے فمن مثلہ

فی الناس ای مؤمل ؛ اذا قاسہ الحکام عند التفاضل

آدمیون مین سے کوئی اس جیسا ہے یا اس بات کا امیدوار

ہے کہ حکم لوگ فضیلت کے بارہ مین محمدؐ کے مقابلہ مین نہین

چنانچہ حلیمہ کہتے ہیں ؎ سَیِّدٌ عَاقِلٌ عَبَرَ طَائِشٍ + یُوَالِی
اِلٰھًا لَیْسَ عَنْہُ بِغَافِلٍ وہ بردبار ایک اعلےٰ درجہ کا
دانشمند اور ضابط ہے اور اسکا خدا ایسا ہے کہ ایک لمحہ
اس سے غافل نہیں ہے ازآنجملہ اشعار ذیل بھی ہیں ؎
وَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ ابْنَنَا لَا مُکَذَّبٌ + لَدَیْنَا وَلَا یَعْنِیْ بِقَوْلِ الْاَبَاطِلِ
وہ لوگ یہ خوب جانتے ہین کہ ہمارے بیٹے کی ہمارے سامنے
کبھی تکذیب نہین ہوئی اور نہ وہ کبھی جھوٹ بولا وَاَصْبَحَ
فِیْنَا اَحْمَدُ فِیْ اَرُوْمَۃٍ + تُقَصِّرُ عَنْھَا سَوْرَۃُ الْمُتَطَاوِلِ
اصل یہ ہے کہ احمدؐ کے مقابلہ مین ظالمون کے غصہ کی
تیزی خود بخود گھٹتی چلی جاتی ہے حَدَبْتُ بِنَفْسِیْ دُوْنَہٗ
وَحَمَیْتُہٗ + وَدَافَعْتُ عَنْہُ بِالذُّرٰی وَالْکَلَاکِلِ مینے اپنی
جان کو اس پر قربان کرکے معرض خطر مین رکھا اور اسکی حمایت
کرکے اس سے تمام آفات وتکالیف کو رفع کرتا رہا یہ قصیدہ
بہت لمبا چوڑا ہے اور ہمین ما ورائے انکے اور بھی بہت سے
اشعار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین لکھے ہین

پھر جب حضرت ابوطالب کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو آپنے سرداران قریش کو جمع کیا اور انہین وہ وصیت فرمائی جنسے انکی پوری پوری محبت جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ مین ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ آنحضرتؐ کے برحق ہونے کی معرفت کامل رکھتے تھے آپنے فرمایا یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اَنْتُمْ صَفْوَةُ اللّٰهِ مِنْ خَلْقِهٖ وَقَلْبُ الْعَرَبِ فِیْكُمُ السَّیِّدُ الْمُطَاعُ وَفِیْكُمُ الْمِقْدَامُ الشُّجَاعُ وَالْوَاسِعُ الْبَاعِ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ لَمْ تَتْرُكُوْا لِلْعَرَبِ فِی الْمَاٰثِرِ نَصِیْبًا اِلَّا اَحْرَزْتُمُوْهُ وَلَا شَرَفًا اِلَّا اَدْرَكْتُمُوْهُ فَلَكُمْ بِذٰلِكَ عَلَی النَّاسِ الْفَضِیْلَةُ وَلَهُمْ بِهٖ اِلَیْكُمُ الْوَسِیْلَةُ وَالنَّاسُ لَكُمْ حَرْبٌ وَعَلٰی حَرْبِكُمْ اِلْبٌ وَاِنِّیْ اُوْصِیْكُمْ بِتَعْظِیْمِ هٰذِهِ الْبِنْیَةِ یَعْنِی الْكَعْبَةَ فَاِنَّ فِیْهَا مَرْضَاةً لِلرَّبِّ وَقِوَامًا لِلْمَعَاشِ وَثَبَاتًا لِلْوَطْأَةِ وَصِلُوْا اَرْحَامَكُمْ فَاِنَّ فِیْ صِلَةِ الرَّحِمِ مَنْسَأَةً اَیْ فُسْحَةً فِی الْاَجَلِ وَزِیَادَةً فِی الْعَدَدِ وَاتْرُكُوا الْبَغْیَ

وَالْعُقُوقِ فَفِيهِمَا هَلَكَتِ الْقُرُونُ قَبْلَكُمْ أَجِيبُوا الدَّاعِيَ
وَأَعْطُوا السَّائِلَ فَإِنَّ فِيهِمَا شَرَفَ الْحَيَاتِ وَالْمَمَاتِ
وَعَلَيْكُمْ بِصِدْقِ الْحَدِيثِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ فَإِنَّ فِيهِمَا
مَحَبَّةٌ فِي الْخَاصِّ وَمَكْرُمَةٌ فِي الْعَامِّ وَأُوصِيكُمْ بِمُحَمَّدٍ
خَيْرًا فَإِنَّهُ الْأَمِينُ فِي قُرَيْشٍ وَالصِّدِّيقُ فِي الْعَرَبِ
وَهُوَ الْجَامِعُ لِكُلِّ مَا أُوصِيكُمْ بِهِ وَقَدْ جَاءَ بِأَمْرٍ قَبِلَهُ الْجَنَانُ
وَأَنْكَرَهُ اللِّسَانُ مَخَافَةَ الشَّنَآنِ وَايْمُ اللهِ كَأَنِّي
أَنْظُرُ إِلَى صَعَالِيكِ الْعَرَبِ وَأَهْلِ الْأَطْرَافِ
وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ النَّاسِ قَدْ أَجَابُوا دَعْوَتَهُ
وَصَدَّقُوا كَلِمَتَهُ وَعَظَّمُوا أَمْرَهُ فَخَاضَ بِهِمْ فِي غَمَرَاتِ
الْمَوْتِ فَصَارَتْ رُؤَسَاءُ قُرَيْشٍ وَصَنَادِيدُهَا
أَذْنَابًا وَدُورُهَا خَرَابًا وَضُعَفَاؤُهَا أَرْبَابًا وَإِذَا أَعْظَمُهُمْ
عَلَيْهِ أَحْوَجُهُمْ إِلَيْهِ وَأَبْعَدُهُمْ مِنْهُ أَحْظَاهُمْ
عِنْدَهُ قَدْ مَحَضَتْهُ الْعَرَبُ وِدَادَهَا وَأَعْطَتْهُ قِيَادَهَا
يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ كُونُوا لَهُ وُلَاةً وَلِحِزْبِهِ حُمَاةً

وَفِی رِوَایَۃٍ دُوْنَکُمْ وَابْنَ اَبِیْکُمْ کُوْنُوْا لَہٗ وُلَاۃً وَّ لِحِزْبِہٖ حُمَاۃً وَّاللّٰہُ لَا یَسْلُکُ اَحَدٌ سَبِیْلَہٗ اِلَّا رَشُدَ وَلَا یَاخُذُ اَحَدٌ بِھَدْیِہٖ اِلَّا سَعُدَ وَلَوْ کَانَ لِنَفْسِیْ مُدَّۃٌ وَلِاَجَلِیْ تَاخِیْرٌ لَکَفَفْتُ عَنْہُ الْھَزَاھِزَ وَلَدَفَعْتُ عَنْہُ الدَّوَاھِیَ وَقَالَ لَھُمْ مَرَّۃً لَنْ تَزَالُوْا بِخَیْرٍ مَا سَمِعْتُمْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَمَا اتَّبَعْتُمْ اَمْرَہٗ فَاَطِیْعُوْہُ تُرْشَدُوْا **ترجمہ** اے گروہ قریش تم مخلوقات خدا مین سے برگزیدہ خدا ہو اور عرب کے دل ہو سردار قابل اطاعت اور دلاور فراخ سینہ تمہین مین سے ہوتا ہے تم جانتے ہو کہ عرب کی خوبیون مین سے تم نے کوئی ایسا حصہ نہین چھوڑا جو تم نے جمع نہ کرلیا ہو اور کوئی ایسی بزرگی نہین چھوڑی جو تمکو مل نہ گئی ہو اسی سبب سے تم لوگون پر فضیلت رکھتے ہو اور لوگ تمہارا وسیلہ ڈھونڈتے ہین لوگ تمہارے لئے لڑنیوالے اور تمہارے آلات حرب ہین۔ مین تمہین اس مکان یعنی کعبہ کی تعظیم کی وصیت کرتا ہون کیونکہ اسمین پروردگار عالم کی خوشنودی

روزی کا سہارا اور سامان کی درستی ہے اور صلہ رحمی اختیار
کرو کیونکہ صلہ رحمی مین کشائش ہے یعنی عمر کی زیادتی اور تعداد
نسل کی بڑھوتری ۔ بغاوت و نافرمانی ترک کردو کہ ان ہی
دو چیزونکے سبب تم سے پہلے بہت سے قرن ہلاک ہو چکے
مذہب حقہ کی دعوت کرنیوالے کی سنو اور سائل کی حاجت پوری
کرو کیونکہ ان دو نو باتونمین شرف حیات و ممات ہے اور تمہین
سچ بولنا اور امانت کا ادا کرنا لازم ہے کیونکہ ان دو باتونکے سبب سے
خواص سے محبت پیدا ہوتی ہے اور عوام مین عزت ہوتی ہے
اور مین محمدؐ کے بارہ مین تمکو وصیت نیک کرتا ہون کیونکہ وہ
امین قریش ہے اور تمام عرب مین سچا اور جن باتونکی مین تمہین وصیت
کرتا ہون وہ ان سب کا جامع ہے ۔ وہ ایسا امر لیکر آیا ہے جسے
دل تو قبول کرتا ہے ۔ مگر زبان طعنون کے ڈر سے اُس سے انکار
کرتی ہے ۔ بخدا سوگند مین گویا عرب کے فقیرون قرب جوار کے
باشندون اور کمزور لوگون نے اُسکی منادی قبول کرلی ہے اُسکی
کلام کو برحق مان لیا ہے اور اُسکے امر کو بزرگ سمجھ لیا ہے اور

وہ اُنکو سے کر موت کے بھنور مین کود پڑا ہے اور وہ لوگ
قریش کے سردار بنگئے ہین اور قریش کے سردار سب ادنےٰ
درجہ کے ہوگئے ہین اُن کے تو مکان تک برباد ہوگئے ہین
اور وہ جو زیر دست تھے زبر دست بن بیٹھے ہین - جو لوگ
اپنے تئین محمدؐ سے بڑھکا سمجھتے تھے وہ اُسکے محتاج ہوگئے
ہین اور جو اُس سے بعید تھے اُس سے قریب ہوگئے ہین اعرب
نے اُس کی خالص دوستی اختیار کرلی ہے اور اپنے آپ کو
اُس کے اختیار مین چھوڑ دیا ہے - اے گروہ قریش اُس کے
دوست بنجاؤ اور اُسکے گروہ کے حامی ہو جاؤ اور ایک
روایت مین ہے تمہین اور تمہارے بھائیون کو لازم ہی
کہ اُس کے دوست بنجاؤ اور اُسکے گروہ کے حامی ہوجاؤ
قسم بخدا کوئی ایسا نہین جو اُس کی راہ چلے اور رشید نہ بنے
یا اُسکا ہدیہ قبول کرے اور سعید نہ ہو جائے اور اگر میری زندگی
اور ہوتی اور میری اجل مین کچھ دیر لگتی تو مین ہر قسم کی
تکالیف و مصائب شدائد کو اُن سے دفع کرتا اور ایک دفعہ

اُنہنے یہ بھی کہا کہ جبتک تم محمدؐ کی سُنتے رہوگے اور اُس کے احکام کی پیروی کئے جاؤ گے تمہارے لئے بہتر ہی بہتری ہوگی لہذا اُس کی اطاعت کرو کہ رشید ہو جاؤ۔ اِسے دیکھو اور غور کرو کہ جو کچھ حضرت ابوطالب نے فراست صادقہ سے فرمایا تھا کیا جون کا تون واقع ہوا۔ حضرت ابوطالب نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی حدیثین بھی روایت کی ہین۔ اُن مین سے کچھ حلبی نے اپنی سیرۃ مین لکھی ہین کہ حضرت ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ میرے بھتیجے محمدؐ نے مجھسے کہا اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَہٗ بِصِلَۃِ الْاَرْحَامِ وَاَنْ یَّعْبُدَ اللّٰہَ وَحْدَہٗ وَلَا یَعْبُدَ مَعَہٗ غَیْرَہٗ ترجمہ بالتحقیق اللہ جل شانہ نے مجھکو اقربا کے ساتھ نیکی پیش آنے کا حکم دیا ہے اور یہ کہ مین فقط خدا کی پرستش کرون اور اسکی پرستش مین کسی غیر کو شامل نہ کرون۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مینے اپنے برادر زادہ کو کہتے سُنا اُشْکُرْ تُرْزَقْ وَاکْفُرْ

تُعَذَّبُ ترجمہ شکر کرو کہ تمکو رزق ملے کفر کروگے تو عذاب پاؤ گے۔ اور جب حضرت ابو طالب کا انتقال ہو چکا تو قریش نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ اذیتیں پہنچائیں جنکا حیات ابو طالب میں اُنہیں خود خیال تک نہ آیا تھا نوبت یہانتک پہنچی کہ قریش مین سے ایک شخص نے آنحضرت کے سر مقدس پر مٹی پھینکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب سے حضرت ابو طالب کا انتقال ہوا ہے سب مجھے قریش سے وہ وہ بلائین پہنچین جو مجھ پر شاق گزرتی ہین اور جب قریش کو اپنی اذیت پر آمادہ پایا تو فرمایا یا عَمّ مَا اَسْرَعَ مَا وَجَدْتُ بَعْدَكَ اے چچا جو کچھ تمہارے بعد مجھ پر نازل ہوئی وہ کیا ہی جلدی نازل ہوئی۔ حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجہ ایک ہی سال مین اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے اسی سبب سے جناب پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا نے اُس سال کا نام عام الحزن یعنی سال غم والم رکھا ہمنے اس کلام کو اس سبب سے طول دیا ہے کہ آپ لوگون کو یہ

معلوم ہو جاوے کہ حضرت ابوطالب جناب سرور کائنات
سے کیسی محبت رکھتے تھے اور آنحضرت اُنکے کتنے کچھ
شیفتہ تھے اور دوست تھے نیز آپ صاحبون پر یہ بھی روشن
ہو جاوے کہ ائمہ اعلام یعنی امام قرطبی امام سبکی امام شعرانی
اور علامہ سحیمی نے جو یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے
حضرت ابوطالب کو دوبارہ زندگی بخشے اور وہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم پر ایمان لاکر دُنیا سے باایمان گئے اس کی وجہ بڑی
معقول ہے اسی وجہ سے علامہ سحیمی فرما گئے ہین کہ میرا یہی
اعتقاد ہے اور مین اسی اعتقاد کے ساتھ بحضور پروردگار
حاضر ہونگا اور مطابق اُنکے قول کے مین بھی یہی کہتا ہون
کہ میرا یہ اعتقاد ہے اور مین اسی اعتقاد کے ساتھ خدا کے
سامنے جاؤنگا اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
اُنکے اقربا سے محبت رکھے اُسکا یہی اعتقاد ہونا چاہیے
فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ اب جسکا جی
چاہے ایمان لائے جسکا جی چاہے کافر بنجائے۔ حکام پر اللہ تعالےٰ

اُنکے سبب سے دین کے بنیاد مستحکم رکھے لازم و واجب ہے کہ اِس
دشمن کو سزاے مناسب معقول دین کہ اُسکی زجر و توبیخ
اوروں کے لئے عبرت ہو اور لوگ ایسی ایسی باتوں میں جنسی
بڑے فتنے برپا ہونے کا احتمال ہے غور و خوض کرنا چھوڑیں
واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ علی سیدنا محمد و علی آلہٖ و صحبہٖ وسلم
یہ فتوے بحکم جناب مفتی سید احمد بن زینی دحلان لکھا گیا
جو مکہ معظمہ میں شافعیون کے مفتی ہین غفر اللہ لہٗ و
ولوالدیہ و مشایخہ و للمسلمین اجمعین آمین

تمت

الکاتب ہذہ الرسالۃ بندہ سید محمد و منشی ضیاء اللہ بیگ غفرلہما

اعلان ضروری

حق کاپی رایٹ اس رسالہ کا مطبع یوسفی دہلی محفوظ ہے
اور حق ترجمہ مترجم کو ادا کر دیا گیا۔ علاوہ ازین بموجب
قانون بستم سنہ ۱۸۴۷ عیسوی کے بعد ادائے فیس
رجسٹری کے یہ رسالہ داخل فہرست رجسٹری
ہوچکا ہے بنابران خدمت مین ارباب مطابع و
تاجران کتب کے گزارش ہے کہ کوئی صاحب
قصد طبع نفرمائین اور بالعوض نفع کے نقصان
عظیم نہ اوٹھائین ع بر رسولان بلاغ باشد و بس

العبد
سید علی حسین مالک مطبع یوسفی دہلی

فہرست کتب موجودہ کتب خانہ مطبع یوسفی دہلی

قیمت	نام کتاب	نمبر شمار	قیمت	نام کتاب	نمبر شمار
عہ ر	مثنوی گلِ باغِ ارم	۱۴	۰ر	تحفۃ الصائمین (اردو)	۱
۳ر	جزو مظاہر الحق (اردو)	۱۵	۶ر	عین البکا (اردو)	۲
۸ر	دفع المغالطہ (فارسی)	۱۶	۱۰ر	وظائف الابرار مترجم ولایتی	۳
۲ر	رسالۂ احکام النساء	۱۷	۷ر	ایضاً کاغذ حنائی	۴
	نخلِ ماتم قسم اول (۸ر)	۱۸	[illegible]	جادۂ حیدری (اردو)	۵
	قسم دوم (۷ر)	۱۹	۱۰ر	رسالۂ طلسمات فلاطیں	۶
۷ر	ہادی التواریخ قسم اعلیٰ	۲۰	۶ر	بیاض نوحہ جات خورد	۷
۶ر	ایضاً قسم دوم	۲۱	۶ر	مثنوی مظہر الغرائب اردو نظم	۸
۸ر	نوائب کربلا	۲۲	۶ر	بزم ماتم	۹
۲ر	عبرت الناظرین	۲۳	۱۵ر	جامع عباسی اردو بست بابی	۱۰
۵ر	مجموعہ رباعیات	۲۴	۱۲ر	خلاصۃ المصائب	۱۱
۱۲ر	سراج غم فی مجالس ماتم جلد اول	۲۵	۴ر	قران السعدین	۱۲
۱۲ر	ایضاً جلد دوم (عہ) جلد سوم	۲۶	عہ	اعجاز حسینی عرف دہ مجلس	۱۳

فہرست کتب موجودہ کتب خانہ مطبع یوسفی دہلی

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱	کشف الحجاب	۸/
۲	تحفۂ احمدیہ ہر جلد	۶/
۳	جنگ صفین	عصہ
۴	دفتر ماتم جلد دوم مرزا دبیر	۸/
۵	گلدستہ نثر کاغذ ولایتی	عصہ
۶	اسنی المطالب کاغذ ولایتی	۸/
۷	تعلیم ناصری	۱/
۸	دلیل الحسنات	۲/
۹	دلیل الوجعل	۲/
۱۰	یا علی مدد	۱/
۱۱	نور العینین	۱/
۱۲	قرآن شریف مترجم بترجمہ	
۱۳	شیعہ مع خلاصۃ التفاسیر قسم دوم	سے

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱۴	ایضاً قسم سوم دصہ؍ قسم چہارم	للعہ
۱۵	تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین	
۱۶	قسم اعلیٰ دللعہ؍ گیندی ساختہ	
۱۷	(سے) خانی سیاہ بالی عصا	۸/
۱۸	تحفۃ الاشعریہ	سے ۸/
۱۹	عناقید الحبیب فی ترجمہ مفاتیح الغیب	۲/۲
۲۰	سفینۃ النجاۃ ادعیہ	۱۰/
۲۱	بحر الغم کاغذ خاکی	۱/
۲۲	سفینۃ الشہدا	۵/
۲۳	معیار الہدیٰ	۱۲/
۲۴	نصر المومنین (اردو)	۱۰/
۲۵	مفید العوام (اردو)	۴/
۲۶	آیات محکمات اردو	۶/